بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ [ابن ماجہ : ۲۲۴، عن انس رضی اللہ عنہ]

علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

دینیات

سال ہفتم (اُردو)

DEENIYAT

7th Year (Urdu)

پہلا ایڈیشن

ماہِ جمادی الاخریٰ ۱۴۳۲ھ مطابق ماہِ مئی ۲۰۱۱ء

Compiler	مرتب
AHEM Charitable Trust	اہم چیریٹیبل ٹرسٹ

1st Floor, Moosa Manzil, Tank Pakhadi Road, Mumbai - 400 011.
Tel. : 022 - 23051111 • Fax : 022 - 23051144
Website : www.deeniyat.com • E-mail : info@deeniyat.com

دینیات

DEENIYAT

طالب علم کا مکمل نام : --

گھر کا مکمل پتہ اور رابطہ نمبر : --

مدرسہ کا مکمل پتہ : --

مقررہ وقت : --

پیش لفظ

دینی تعلیم انسانوں کے لیے اتنی ہی ضروری ہے، جتنی ان کے زندہ رہنے کے لیے غذا، پانی اور ہوا ضروری ہے۔ جب انسان نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، رسول اللہ ﷺ کی رسالت اور آخرت کی حقیقت کو تسلیم کرلیا، تو اب اس کا پہلا فرض یہ ہے کہ وہ معلوم کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے کیا ہدایات دی ہیں اور حضور ﷺ نے زندگی گزارنے کے کیا طریقے بتائے ہیں؟ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے امت کے ہر فرد پر ضرورت کے بقدر دین کا علم حاصل کرنے کو فرض قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: علم کا طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ [ابن ماجہ: ۲۲۴، عن انس رضی اللہ عنہ]

اور صرف اتنا ہی کافی نہیں کہ انسان خود علم حاصل کر لے اور مطمئن ہو کر بیٹھ جائے، بلکہ دین کے اس علم کو حاصل کرنے کے بعد دوسرے ناواقف لوگوں تک اس کو پہنچانے کی فکر کرنا اور ان کے عقائد و اعمال کو درست کرنے کی مقدور بھر کوشش کرنا بھی ضروری ہے۔ حضور ﷺ نے باضابطہ اس کی ہدایت دی ہے اور خود اپنی بعثت کا مقصد بھی یہی بتایا ہے۔ حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ کا گزر دو مجلسوں پر ہوا جو آپ کی مسجد میں لگی ہوئی تھیں، آپ ﷺ نے فرمایا: دونوں مجلسیں خیر اور نیکی پر ہیں۔ (پھر ایک مجلس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ) یہ لوگ اللہ سے دعا و مناجات میں مشغول ہیں، اللہ چاہے تو عطا فرمائے اور چاہے تو عطا نہ کرے۔ اور (دوسری مجلس کے بارے میں فرمایا کہ) یہ لوگ علمِ دین حاصل کرنے میں اور نہ جاننے والوں کو سکھانے میں لگے ہوئے ہیں، لہٰذا ان کا درجہ بلند ہے اور میں تو معلّم ہی بنا کر بھیجا گیا ہوں، پھر آپ ﷺ ان ہی کے ساتھ بیٹھ گئے۔

[سنن دارمی: ۳۴۹، عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ]

الغرض حضور ﷺ کے لائے ہوئے دین وشریعت اور آپ ﷺ کی تعلیمات وہدایات کو امت تک پہنچانے کی ایک عظیم ذمے داری ہمارے اوپر ڈالی گئی ہے۔ اور آج جب کہ جہالت و ناخواندگی عام ہے، دینی تعلیم کی بنیادی باتوں سے بھی ناواقفیت بڑھتی جارہی ہے، پھر اس پر مزید یہ کہ ہر طرف سے بے دینی اور الحاد کی طوفانی ہوائیں چل رہی ہیں اور امت کے ایمان وعقائد میں تزلزل پیدا کرنے کا ایک لامتناہی سلسلہ چل پڑا ہے، ایسی صورت حال میں امت کے ہر فرد تک دین کی تعلیم پہنچانے، اس کے عقیدہ وایمان کو پختہ بنانے اور اس کے اندر اسلامی فکر پیدا کرنے کی ہماری ذمے داری اور بڑھ جاتی ہے۔

خصوصًا بچے جو ہمارے پاس امانت ہیں اور مستقبل میں ہماری فلاح وکامیابی کے ضامن ہیں، ان کی زندگی کو اسلام کی پاکیزہ تعلیمات سے سنوارنا، ان کے اندر ایمان ویقین کی پختگی پیدا کرنا اور ان کی زندگی کو شریعت وسنت کی راہ پر ڈالنا ہمارا اہم ترین فریضہ ہے۔ امت کے اس طبقے میں دینی علوم کا اتنا ذخیرہ ہونا انتہائی ضروری ہے، جس پر عمل کر کے وہ زندگی کے ہر شعبے میں ایک مثالی کردار ادا کرسکیں اور علمی وعملی طور پر اسلام کے نمائندے بن سکیں۔ یاد رکھیے! نیک اور دین دار بچے ہی ہمارے صالح معاشرے کی بنیاد، ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک اور ہمارے لیے صدقۂ جاریہ بن سکتے ہیں۔

اس اہم مقصد کی تکمیل کے لیے سب سے بہتر اور آسان طریقہ وہی ہے جس کو ہمارے اکابر نے ''قیامِ مکاتب'' کی شکل میں جاری کیا ہے۔ یہ طریقہ سب سے زیادہ طاقت ور اور سب سے زیادہ مؤثر ہے اور کم وقت میں وسیع نتائج کا حامل ہے۔ جب ہم اس کے گہرے نتائج کو دیکھتے ہیں، تو اکابر کا یہ قول مشاہدہ بن کر سامنے آتا ہے کہ جہاں دینی مکتب قائم ہوگیا، وہ جگہ ارتداد سے محفوظ ہوگئی۔ اس لیے قیام مکاتب کے اس زرّیں سلسلے کو آگے بڑھانا، جگہ جگہ دینی مکتب قائم کرنا اور اس کو ہر اعتبار سے مستحکم بنانا، اس دور کی اہم ترین ضرورت ہے۔

ساتھ ہی بچوں کی تعلیم و تربیت کے لیے ایک ایسا نصاب ہونا بھی ضروری ہے، جو کم وقت میں زیادہ معلومات فراہم کرنے والا ہو، جس میں علم کے ساتھ ساتھ عمل پر کھڑا کرنے کی کوشش کی گئی ہو اور بچوں کے ذہنی رجحان، ان کی فکری صلاحیت اور وقت کے تقاضوں کا خاص خیال رکھا گیا ہو۔ یہ حقیقت ہے کہ بچوں کی تعلیم و تربیت میں نصاب کو ایک بنیادی حیثیت حاصل ہوتی ہے، بلکہ یہ ایک سانچہ ہے جس میں بچوں کا دل و دماغ اور ان کا ذہن و فکر ڈھلتا ہے، اسی وجہ سے اکابر و اسلاف نے ہمیشہ اس طرف توجہ فرمائی ہے اور بڑی قابل قدر خدمات انجام دی ہیں۔

یہ نصاب جو ''دینیات'' کے نام سے موسوم ہے، اسی نہج کے مطابق اکابر کی تحریروں کی روشنی میں تیار کیا گیا ہے۔ یہ نصاب چھ سالہ ابتدائی نصاب، پانچ سالہ ثانوی نصاب، پانچ سالہ اضافی نصاب؛ سولہ سال پر محیط ہے، اتنی لمبی مدت پر نصاب کو پھیلانے کا مقصد صرف یہ ہے کہ بچے کا وقت عصری تعلیم کے ساتھ دینی تعلیم میں بھی صرف ہوتا رہے، تاکہ دین سے اس کا تعلق اور وابستگی علمی اور عملی اعتبار سے برقرار رہے۔

الحمدللہ اس سلسلے کے ابتدائی درجے کا نصاب ـــــ جو زیرو کورس کے ساتھ چھ سال پر مشتمل ہے ـــــ پیش کیا جا چکا ہے۔ اس کو جو مقبولیت حاصل ہوئی ہے، وہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اور اکابر کی دعاؤں کا ثمرہ ہے۔ اب ہم اسی سلسلے کو اور آگے بڑھاتے ہوئے پانچ سالہ نصاب ثانوی (سیکنڈری کورس) کے دوسرے حصے (سال ہفتم) کو پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے بھی قبول فرمائے اور امت کے حق میں نفع بخش بنائے۔

(آمین یارب العٰلمین)

نصاب کا تعارف

یہ پانچ سالہ ثانوی نصاب (سیکنڈری کورس) کے دوسرے سال کی کتاب ہے۔ یہ نصاب پانچ بنیادی عناوین پر مشتمل ہے، جس کے تحت بارہ ذیلی مضامین ہیں:

بنیادی عناوین

① قرآن ② حدیث ③ عقائد، مسائل ④ اسلامی تربیت ⑤ زبان

- قرآن کے تحت : تدویر مع علم تجوید، حفظ سورہ، درسِ قرآن
- حدیث کے تحت : آداب و دعائیں، درس حدیث
- عقائد، مسائل کے تحت : عقائد، مسائل، نماز
- اسلامی تربیت کے تحت : سیرت، آسان دین
- زبان کے تحت : عربی، اردو

سال بھر روزانہ پڑھائے جانے والے مضامین : تدویر مع علم تجوید، عربی، اردو۔

پہلے پانچ مہینوں میں پڑھائے جانے والے مضامین : حفظ سورہ، آداب و دعائیں، عقائد، آسان دین۔

دوسرے پانچ مہینوں میں پڑھائے جانے والے مضامین : درس قرآن، درس حدیث، مسائل، نماز، سیرت۔

مضامین کا تعارف

① قرآن

تدویر مع علم تجوید قرآن کریم تجوید کی رعایت کے ساتھ پڑھنا ضروری ہے۔ تجوید کی بنیادی باتیں ابتدائی نصاب میں نورانی قاعدے سے طلبہ کو پڑھائی جا چکی ہیں۔ اب ثانوی نصاب میں نورانی قاعدے میں آئے ہوئے قواعد مزید وضاحت سے دیے جا رہے ہیں، اس کے علاوہ تجوید کے اور بھی قواعد شامل نصاب کیے جا رہے ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ ان قواعد کے اجراء کے لیے نمازوں میں اکثر پڑھی جانے والی سورتوں کی تدویراً مشق کرائی جا رہی ہے تا کہ قواعد پختہ یاد ہو جائیں اور ادائیگی میں بھی اتنا جماؤ پیدا ہو جائے کہ وہ ضرورت پیش آنے پر دوسروں کو پڑھا سکیں اور امامت کی ذمہ داری ادا کر سکیں۔

حفظِ سورۃ اس تعلیمی سلسلے میں ابتدا ہی سے بچوں کو سورتیں یاد کرائی جا رہی ہیں، چنانچہ ابتدائی نصاب میں طلبہ کو تقریباً ۲۱ رسورتیں یاد کرائی جا چکی ہیں۔ اس ثانوی نصاب میں مزید سورتیں دی جاری ہیں، اب ان شاء اللہ طلبہ نمازوں میں مسنون قرأت کر سکیں گے۔

درس قرآن قرآن کریم کے الفاظ کو صحیح پڑھنا اُس کا لفظی حق ہے اور قرآن کریم کے معنی و مطلب کو سمجھنا اور اس پر عمل کرنا اس کا معنوی حق ہے، دونوں ہی ضروری ہیں۔ اسی لیے ثانوی نصاب میں قرآن کے عنوان کے تحت تیسویں پارہ کے آخری ربع کا لفظی و محاوری ترجمہ اور سورۃ کا مختصر مفہوم اور اس کا پیغام دیا جا رہا ہے، تا کہ طلبہ قرآن فہمی کی طرف راغب ہوں اور صحیح طریقے سے پورا قرآن سمجھنے کی کوشش کریں اور اس کے مطابق زندگی گزار سکیں۔

۲ حدیث

آداب و دعائیں اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو دنیا کے لیے ایک مثالی نمونہ بنا کر بھیجا ہے، اسی لیے آپ ﷺ کا ہر عمل اور ادا قابل اتباع ہے، اسی میں ہماری دنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔ آپ ﷺ نے ہر کام کرنے کا بہترین طریقہ اور اس موقع کی دعا بتائی ہے۔ ابتدائی نصاب میں مختلف اعمال کی دعائیں اور سنتیں دی گئی تھیں، اب ثانوی نصاب میں مزید آداب و دعائیں دی جا رہی ہیں تاکہ طلبہ عمل کر کے حضور ﷺ کے سچے پکے امتی ہونے کا ثبوت دے سکیں۔

درس حدیث ابتدائی نصاب میں حفظ حدیث کے عنوان سے دین کے مشہور پانچ شعبوں سے متعلق چالیس احادیث یاد کرائی گئی تھیں، اب ثانوی نصاب میں درس حدیث کے عنوان کے تحت چند احادیث کا لفظی و محاوری ترجمہ اور مختصر تشریح اور پیغام دیا جا رہا ہے۔ اس سے ان شاء اللہ طلبہ حدیث کے مفہوم اور اس کے پیغام سے واقف ہوں گے اور وہ نبوی ہدایات سے فائدہ اٹھا سکیں گے۔

۳ عقائد، مسائل

عقائد شریعت کے احکام دو طرح کے ہیں، ایک تو وہ جن کا تعلق انسان کے ظاہری اعضاء اور عمل سے ہے، جیسے نماز، روزہ اور حج وغیرہ۔ دوسرے وہ جن کا تعلق علم، یقین اور ماننے سے ہے اس کو عقائد کہا جاتا ہے، عقائد کی اہمیت شریعت میں اتنی زیادہ ہے کہ تمام اعمال کی قبولیت کا دار و مدار عقائد کی درستگی ہی پر ہے۔ اگر کسی انسان کی زندگی میں عبادات و اعمال تو خوب ہوں لیکن اسلام کے بنیادی

عقائد میں سے کسی ایک بات پر بھی اس کو دل سے یقین نہ ہو، تو نہ صرف یہ کہ ان عبادات و اعمال پر اس کو کوئی ثواب نہیں ملے گا بلکہ ایسا شخص دائرۂ اسلام سے خارج ہوگا۔ عقائد کی اسی اہمیت کے پیش نظر قرآن وحدیث میں آئی ہوئی وہ تمام باتیں جن پر ایک ایمان والے کو دل سے یقین رکھنا ضروری ہے، ان میں سے اہم باتیں ابتدائی نصاب میں ذکر کی گئیں تھیں، اب ثانوی نصاب میں قدرے تفصیل سے عقائد کی باتیں دی جارہی ہیں تاکہ طلبہ ان باتوں کو جان کر اپنے ایمان وعقائد میں مزید پختگی پیدا کر کے اس کی حفاظت کرسکیں۔

مسائل شریعت کے وہ احکام جن کا تعلق انسان کے ظاہری جسم سے ہے۔ ان کی ادائیگی کا ایک خاص طریقہ بھی بتایا گیا ہے، اس کے مطابق اگر وہ حکم بجالایا گیا تو وہ اللہ کے یہاں مقبول ہوگا ورنہ رد کر دیا جائے گا۔ اس لیے ان احکام کو صحیح طور پر بجالانے کے لیے اس کا صحیح علم ہونا ضروری ہے۔ اسی وجہ سے ابتدائی نصاب میں نماز وغیرہ کے ضروری مسائل بتائے گئے تھے۔ اب ثانوی نصاب میں نماز کے مزید مسائل، ساتھ ساتھ روزہ، زکوۃ وغیرہ کے مسائل بھی دیے جارہے ہیں تاکہ طلبہ ان کو جان کر ان پر عمل کرسکیں اور دوسروں تک پہنچاسکیں۔

نماز نماز اسلام کا سب سے اہم فریضہ ہے، اگر نماز درست ہوگئی تو تمام اعمال درست ہوجائیں گے، اسی لیے نماز کو مستقل عنوان کے تحت دیا گیا ہے۔ ابتدائی نصاب میں مکمل نماز کی عملی مشق کرائی گئی تھی، اب ثانوی نصاب میں نماز عیدین اور نماز جنازہ کے طریقے اور مختلف نوافل کے فضائل وفوائد بتائے جارہے ہیں تاکہ طلبہ ان نمازوں کو ادا کریں اور ہر حال میں اللہ کی طرف رجوع ہونے والے اور اسی سے مانگنے والے بن کر رہیں۔

④ اسلامی تربیت

سیرت وتاریخ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے ساری انسانیت کے لیے کامل نمونہ بنایا ہے اور انھیں کی اتباع اور پیروی کرنے کا حکم دیا ہے، اس لیے آپ ﷺ کی زندگی کے حالات کا جاننا ضروری ہے تاکہ ہم آپ ﷺ کے طریقے کے مطابق زندگی گذار سکیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے خصوصًا خلفائے راشدین نے آپ کے طریقے کو ہی مکمل طور پر اپنایا اور ان کے بعد تابعین نے بھی آپ ﷺ ہی کی پیروی کی، جس کی وجہ سے وہ عزت و کامیابی سے ہم کنار ہوئے، اسی وجہ سے صحابہ و تابعین کے زمانے کو خیر القرون یعنی بہترین زمانہ کہا جاتا ہے۔

ابتدائی نصاب میں آپ ﷺ کی سیرت طیبہ اور خلفائے راشدین کے حالات مختصر طور پر دیے گئے تھے، اب اس ثانوی نصاب میں آپ ﷺ کی زندگی کے نمایاں پہلو، خلفائے راشدین اور چند صحابہ و تابعین کے حالات اور ان کے کارنامے دیے جارہے ہیں۔ ان شاء اللہ اس سے طلبہ آپ ﷺ اور صحابہ و تابعین کی عظمت سے واقف ہوں گے اور ان کے نقش قدم پر چلنے والے بنیں گے۔

آسان دین مکمل دین اختیار کرنے کا اللہ تعالیٰ نے ہم سے مطالبہ کیا ہے۔ اور دین کے مشہور پانچ شعبے ہیں؛ ایمانیات، عبادات، معاملات، معاشرت اور اخلاقیات، ان میں سے ایمانیات اور عبادات کا تعلق براہ راست اللہ تعالیٰ کے حق سے ہے اور معاملات، معاشرت اور اخلاقیات میں چونکہ بندوں سے واسطہ پڑتا ہے اس لیے اس کا تعلق بندوں کے حقوق سے ہے اور اسلام میں بندوں کے حقوق کی بہت زیادہ اہمیت ہے۔ ابتدائی نصاب میں دین کے پانچ شعبوں کے تعلق سے طلبہ کو چالیس حدیثیں اور ان پر تربیتی باتیں سکھائی گئیں تھیں، اب اس ثانوی نصاب میں اس عنوان کے تحت تربیتی اسباق دیے جارہے ہیں، اس سے طلبہ ان شاء اللہ بہترین انسان بنیں گے۔

⑤ زبان

عربی عربی بین الاقوامی زبان ہے۔ قرآن کریم عربی زبان ہی میں نازل ہوا، ہمارے پیارے نبی ﷺ کی بولی بھی عربی ہی تھی، اس لیے حدیث بھی عربی ہی میں ہے۔ جنت میں بھی عربی ہی بولی جائے گی۔ ابتدائی نصاب میں طلبہ کو عربی کی ابتدائی باتوں اور چند مفردات کی تعلیم دی جا چکی ہے۔ اب اس ثانوی نصاب میں باقاعدہ عربی زبان سکھائی جا رہی ہے۔ ان شاء اللہ طلبہ میں اس سے عربی کی شُد بُد پیدا ہو جائے گی۔

اردو سب زبانیں اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی ہیں، ہندوستان میں عام طور سے مسلمان اردو بولتے ہیں، اسی لیے اردو زبان میں اسلامی علوم کا بڑا ذخیرہ ہے۔ ابتدائی نصاب میں اردو زبان طلبہ کو سکھائی گئی تھی، اب اس ثانوی نصاب میں اسی سلسلہ کو آگے بڑھاتے ہوئے طلبہ کو معیاری زبان سکھانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس کی مدد سے طلبہ ان شاء اللہ ان دینی کتابوں سے فائدہ اٹھا سکیں گے جو اردو زبان میں ہیں۔

اس نصاب کو پڑھانے کا طریقہ

- پانچ سالہ ابتدائی نصاب کی طرح اس ثانوی نصاب کو بھی پڑھانے کے لیے ایک گھنٹے کا وقت مقرر کیا گیا ہے۔
- سال بھر روزانہ پڑھائے جانے والے مضامین میں سے تدویر مع علم تجوید کو دس منٹ اور اس کے ساتھ حفظ سورہ اور درس قرآن کو ۵/۵ رمنٹ پڑھائیں، اور عربی کو ۱۵ رمنٹ اور اردو کو ۵ر منٹ پڑھائیں۔
- اس نصاب کو اجتماعی طور پر پڑھانا بہت ضروری ہے۔
- پانچ سالہ ثانوی نصاب میں بھی ہر مضمون کے شروع میں تین چیزیں —— ہدایت برائے استاذ، تعریف اور ترغیبی بات —— دی گئی ہیں۔
- ہدایت برائے استاذ کے تحت خاص اس مضمون کو پڑھانے کا جو طریقہ دیا گیا ہے، اس کی پوری رعایت کرتے ہوئے طلبہ کو وہ مضمون پڑھائیں اور مضامین کی تعریفات بچوں کو زبانی یاد کرا دیں۔
- دور کے دنوں میں ترغیبی بات کے ذریعے طلبہ میں شوق پیدا کریں۔
- مہینوں اور دنوں کے اعتبار سے اسباق کو تقسیم کیا گیا ہے، ۲۰ ر دن سبق پڑھانے کے، ۴-۵ر دن دور کے اور ۴-۵ر دن ہفتہ واری چھٹی کے ہوں گے۔ دور کے دنوں میں اس مہینے کے اسباق کے دور کے ساتھ گذشتہ مہینوں کے اسباق کا دور بھی کراتے رہیں تاکہ گذشتہ ماہ میں پڑھے ہوئے مضامین طلبہ بھول نہ جائیں۔
- کتاب کے اسباق شروع کرانے سے پہلے بچوں کو کتاب کی ترتیب، بنیادی عناوین اور ذیلی مضامین کی تعداد اور ان کے نام خوب اچھی طرح سمجھا دیں۔
- درس حدیث اور آسان دین کا سبق پڑھانے کے بعد زبانی بولنے کی مشق بھی کرائیں۔ طلبہ اس کو اپنے الفاظ میں بولیں گے، اس سے وہ مضمون ذہن نشین بھی ہوگا اور اس پیغام کو دوسروں تک بلا جھجک پہنچا بھی سکیں گے۔
- مندرجہ بالا امور کے علاوہ پڑھانے میں ان تمام باتوں کا بھی لحاظ رکھیں جو ابتدائی درجے کے نصاب کے پڑھانے کے طریقے میں ذکر کی گئی ہیں۔

ثانوی درجات کا نظام الاوقات

پہلے ۵ پانچ مہینوں میں پڑھائے جانے والے مضامین

ابتدائیہ	حمد، نعت	
۱- قرآن	تدویر مع علم تجوید، حفظ سورۃ	۱۵/منٹ
۲- حدیث	آداب ودعائیں	۵/منٹ
۳- عقائد، مسائل	عقائد	۱۰/منٹ
۴- اسلامی تربیت	سیرت	۱۰/منٹ
۵- زبان	عربی، اردو	۲۰/منٹ

دوسرے ۵ پانچ مہینوں میں پڑھائے جانے والے مضامین

ابتدائیہ	حمد، نعت	
۱- قرآن	تدویر مع علم تجوید، درس قرآن	۱۵/منٹ
۲- حدیث	درس حدیث	۵/منٹ
۳- عقائد، مسائل	مسائل، نماز	۱۰/منٹ
۴- اسلامی تربیت	آسان دین	۱۰/منٹ
۵- زبان	عربی، اردو	۲۰/منٹ

نوٹ: مضامین کے لیے جو اوقات دیے گئے ہیں ان میں کمی زیادتی کی گنجائش ہے۔

پہلے مہینے کے اسباق

قرآن	تدویر مع علم تجوید	سورۂ نجم، صفات کا بیان۔
	حفظ سورہ	گذشتہ سال کا دور، سورۂ بلد۔
حدیث	آداب ودعائیں	گذشتہ سال کا دور۔
عقائد، مسائل	عقائد	اللہ تعالی کی قدرت، اللہ تعالی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، نبی اور رسول۔
اسلامی تربیت	سیرت	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، دین پھیلانا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت، استقامت، خلیفہ بننا، حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو ملک شام روانہ کرنا، زکاۃ کا انکار کرنے والوں سے مقابلہ۔
زبان	عربی	مضاف مضاف الیہ، مبتدا مرکب اضافی۔
	اردو	گذشتہ قصوں پر ایک نظر، حضرت لوط علیہ السلام اور ان کی قوم۔

دوسرے مہینے کے اسباق

قرآن	تدویر مع علم تجوید	سورۂ نجم، سورۂ قمر، صفات کا بیان۔
	حفظ سورہ	سورۂ بلد۔
حدیث	آداب ودعائیں	وضو کی دعائیں، جب سورج نکلے تو یہ دعا پڑھیں، مغرب کی اذان کے وقت کی دعا۔
عقائد، مسائل	عقائد	نبی اور رسول، حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام پیغمبروں سے افضل ہیں۔
اسلامی تربیت	سیرت	نبوت کا جھوٹا دعوی کرنے والوں کو ختم کرنا، اسلام سے مرتد ہونے والوں سے مقابلہ کرنا، عراق وشام کو فتح کرنا، قرآن کریم کو ایک جگہ جمع کرنا، وفات۔
زبان	عربی	ای اور متی۔
	اردو	حضرت لوط علیہ السلام اور ان کی قوم، حضرت لوط علیہ السلام کی نصیحت۔

تیسرے مہینے کے اسباق

قرآن	تدویر مع علم تجوید	:	سورۂ قمر، صفات۔
	حفظ سورہ	:	سورۂ شمس۔
حدیث	آداب و دعائیں	:	چھینکنے کے آداب، جمائی لینے کے آداب، تھوکنے کے آداب۔
عقائد، مسائل	عقائد	:	حضور ﷺ تمام پیغمبروں سے افضل ہیں، حضرت محمد ﷺ آخری نبی، صحابہ۔
اسلامی تربیت	سیرت	:	حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی پاکیزہ زندگی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، اسلام قبول کرنا، اپنے ایمان کا اعلان کروانا، خلیفہ بننا، ملک ایران کو فتح کرنا۔
زبان	عربی	:	ای اور متی، عربی میں ایک مشقی سبق۔
	اردو	:	قوم کی تلخ گوئی، مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔

چوتھے مہینے کے اسباق

قرآن	تدویر مع علم تجوید	:	سورۂ قمر، سورۂ رحمٰن، پُر اور باریک حرفوں کا بیان۔
	حفظ سورہ	:	سورۂ لیل۔
حدیث	آداب و دعائیں	:	جب بارش ہو تو یہ دعا پڑھیں، جب بارش نہ برسے تو یہ دعا پڑھیں، تیل لگانے کے آداب۔
عقائد، مسائل	عقائد	:	صحابہ، خلفاء۔
اسلامی تربیت	سیرت	:	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حسن سلوک، ملک شام کو فتح کرنا، عدل و انصاف قائم کرنا، ذمیوں کے ساتھ حسن سلوک، رعایا کی خبر گیری۔
زبان	عربی	:	عربی میں ایک مشقی سبق، موصوف صفت۔
	اردو	:	حضرت لوط علیہ السلام کے مہمان، حضرت لوط علیہ السلام کی بے بسی۔

پانچویں مہینے کے اسباق

قرآن	تدویر مع علم تجوید	:	سورۂ رحمٰن، پُر اور باریک حرفوں کا بیان۔
	حفظ سورہ	:	سورۂ لیل اور تمام سورتوں کا دور۔
حدیث	آداب و دعائیں	:	تیل لگانے کے آداب، سفر سے لوٹنے کی دعا، منزل پر پہنچنے کی دعا۔
عقائد، مسائل	عقائد	:	اولیاء، کفار کے مذہبی تہواروں میں شرکت۔
اسلامی تربیت	سیرت	:	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کارنامے، شہادت، پاکیزہ زندگی۔
زبان	عربی	:	موصوف صفت۔
	اردو	:	حضرت لوط علیہ السلام کی بے بسی، بدعملی کی بدترین سزا، حضرت شعیب علیہ السلام اور ان کی قوم۔

چھٹے مہینے کے اسباق

قرآن	تدویر مع علم تجوید	:	سورۂ رحمٰن، سورۂ واقعہ، را کے قواعد۔
	درسِ قرآن	:	گذشتہ سال کا دور، سورۂ اخلاص کی فضیلت، ترجمہ اور اس کی قیمتی نصیحت۔
حدیث	درسِ حدیث	:	گذشتہ سال کا دور۔
عقائد، مسائل	مسائل	:	تیمّم کا بیان، تیمّم کے فرائض، تیمّم کا طریقہ، کن چیزوں پر تیمّم جائز ہے۔
	نماز	:	نماز جنازہ، نماز جنازہ کا طریقہ، جنازے کی مسنون دعائیں۔
اسلامی تربیت	آسان دین	:	مسجد کا احترام، مذاق میں بھی کسی کی کوئی چیز نہ لینا، ہدیہ کو حقیر سمجھنا، طلب علم میں معلم کی اہمیت، ہجری تاریخ کی اہمیت، اللہ کی نافرمانی کا وبال۔
زبان	عربی	:	موصوف صفت، عربی میں ایک مشقی سبق، تثنیہ۔
	اردو	:	حضرت شعیب علیہ السلام اور ان کی قوم، حضرت شعیب علیہ السلام کی نبوت۔

ساتویں مہینے کے اسباق

قرآن	تدویر مع علم تجوید	:	سورۂ واقعہ، را کے قواعد۔
	درسِ قرآن	:	سورۂ اخلاص کی قیمتی نصیحت، سورۂ لہب کے نزول کا واقعہ، سورۂ لہب مع ترجمہ۔
حدیث	درسِ حدیث	:	اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔
عقائد، مسائل	مسائل	:	تیمّم کو توڑنے والی چیزیں، زخم پر مسح کے مسائل، مکروہات نماز۔
	نماز	:	جنازے کی مسنون دعائیں۔
اسلامی تربیت	آسان دین	:	چوری نہ کرنا، اپنے سامان کو حفاظت اور سلیقے سے رکھنا، وطن کی حفاظت، والدین کا احترام، والدین کو نہ ستانا، استاذ کے آداب، ازار لٹکانے والوں کی سزا۔
زبان	عربی	:	تثنیہ۔
	اردو	:	حضرت شعیب علیہ السلام کی دعوت، ایک مہربان باپ اور حکیم معلم۔

آٹھویں مہینے کے اسباق

قرآن	تدویر مع علم تجوید	:	سورۂ حدید، را کے قواعد۔
	درسِ قرآن	:	سورۂ لہب مع ترجمہ، سورۂ لہب کی قیمتی نصیحت، سورۂ نصر مع ترجمہ۔
حدیث	درسِ حدیث	:	نیکوکاروں کا انعام۔
عقائد، مسائل	مسائل	:	مکروہات نماز، سجدۂ تلاوت کا بیان۔
	نماز	:	جنازے کی مسنون دعائیں۔
اسلامی تربیت	آسان دین	:	ہر کام کا آغاز اللہ کے نام سے، ٹی وی کے نقصانات، جھوٹ کا وبال، چغل خوری کا وبال، بغیر اجازت کوئی چیز لینا، درود شریف پڑھنا۔
زبان	عربی	:	تثنیہ۔
	اردو	:	قوم کا اعتراض، حضرت شعیب علیہ السلام کا جواب۔

نویں مہینے کے اسباق

قرآن	تدویر مع علم تجوید	سورۂ حدید۔
	درسِ قرآن	سورۂ نصر کی قیمتی نصیحت، سورۂ کافرون کا شان نزول اور اس کی فضیلت۔
حدیث	درسِ حدیث	جنتی کی صفات، قسم کھانا تجارت میں بے برکتی کا سبب ہے۔
عقائد، مسائل	مسائل	سجدۂ تلاوت، سجدے کی ۱۴/آیتیں، سجدۂ تلاوت کب واجب ہوتا ہے؟
	نماز	نماز اشراق۔
اسلامی تربیت	آسان دین	دعا کی اہمیت، سلام کو رواج دینا، کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلاؤ، سنت پر عمل کرنا، ضرورت مندوں کی مدد کرنا، علم حاصل کرنے کے آداب، شرارت سے بچنا۔
زبان	عربی	تثنیہ، عربی میں ایک مشقی سبق۔
	اردو	تمھاری اکثر باتیں ہمارے پلے نہیں پڑتیں، قوم کی دھمکی۔

دسویں مہینے کے اسباق

قرآن	تدویر مع علم تجوید	سورۂ حدید۔
	درسِ قرآن	سورۂ کافرون مع ترجمہ، سورۂ کافرون کی قیمتی نصیحت۔
حدیث	درسِ حدیث	قسم کھانا تجارت میں بے برکتی کا سبب ہے، گناہوں کو مٹانے والے اور درجات کو بلند کرنے والے اعمال۔
عقائد، مسائل	مسائل	سجدۂ تلاوت کب واجب ہوتا ہے؟ سجدۂ تلاوت کا طریقہ، روزے کی نیت کے مسائل۔
	نماز	چاشت کی نماز۔
اسلامی تربیت	آسان دین	قرآن کریم کی تلاوت اور اس کے آداب، گالی گلوچ سے بچنا، آداب گفتگو، مسنون دعاؤں کا اہتمام کرنا۔
زبان	عربی	عربی میں ایک مشقی سبق۔
	اردو	قوم کی دھمکی، سرکش قوم کا انجام۔

مضامین	صفحہ نمبر
ابتدائیہ	
حمد، نعت — ہدایت برائے استاذ، تعریف، ترغیبی بات	۱
ثنائے رب العالمین	۲
سلام	۳
۱- قرآن	
تدویر مع علم تجوید — ہدایت برائے استاذ	۴
تدویر مع علم تجوید - تعریف، ترغیبی بات	۴
گذشتہ سال کا دور	۶
صفات کا بیان	۷
پُر اور باریک حرفوں کا بیان	۸
را کے قواعد	۹
حفظ سورۃ — ہدایت برائے استاذ	۱۲
حفظ سورۃ - تعریف، ترغیبی بات	۱۲
گذشتہ سال کا دور	۱۴
سورۂ بلد	۱۵
سورۂ شمس	۱۶
سورۂ لیل	۱۷

مضامین	صفحہ نمبر
درسِ قرآن — ہدایت برائے استاذ	۱۸
درسِ قرآن - تعریف، ترغیبی بات	۱۸
گذشتہ سال کا دور	۲۰
سورۂ اخلاص کی فضیلت	۲۳
سورۂ لہب	۲۶
سورۂ نصر	۳۰
سورۂ کافرون	۳۳
۲- حدیث	
آداب ودعائیں — ہدایت برائے استاذ	۳۷
آداب ودعائیں - تعریف، ترغیبی بات	۳۷
گذشتہ سال کا دور	۳۹
وضو کی دعا	۴۱
وضو کے بعد کی دعا	۴۲
جب سورج نکلے تو یہ دعا پڑھیں	۴۲
مغرب کی اذان کے وقت کی دعا	۴۲
چھینکنے کے آداب	۴۳
تھوکنے کے آداب	۴۳

DEENIYAT

مضامین	صفحہ نمبر
جب بارش ہو تو یہ دعا پڑھیں	۴۴
جب بارش نہ برسے تو یہ دعا پڑھیں	۴۴
تیل لگانے کے آداب	۴۴
سفر سے لوٹنے کی دعا	۴۵
منزل پر پہنچنے کی دعا	۴۵
درس حدیث — ہدایت برائے استاذ	۴۶
درس حدیث - تعریف، ترغیبی بات	۴۶
گذشتہ سال کا دور	۴۸
اعمال کا دارومدار نیت پر ہے	۵۰
نیکوکاروں کا انعام	۵۳
جنتی کی صفات	۵۶
قسم کھانا تجارت میں بے برکتی کا سبب ہے	۵۷
گناہوں کو مٹانے والے اور درجات کو......	۵۹
۳ - عقائد، مسائل	
عقائد — ہدایت برائے استاذ	۶۳
عقائد - تعریف، ترغیبی بات	۶۳
اللہ تعالیٰ کی قدرت	۶۵

مضامین	صفحہ نمبر
اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا	۶۶
نبی اور رسول	۶۷
حضور ﷺ تمام پیغمبروں سے افضل ہیں	۷۰
حضرت محمد ﷺ آخری نبی	۷۲
صحابہ	۷۴
خلفاء	۷۶
اولیاء	۷۷
کفار کے مذہبی تہواروں میں شرکت	۷۹
مسائل — ہدایت برائے استاذ	۸۰
مسائل - تعریف، ترغیبی بات	۸۰
تیمّم کا بیان	۸۲
مکروہات نماز	۸۶
سجدۂ تلاوت کا بیان	۹۲
روزے کی نیت کے مسائل	۹۲
نماز — ہدایت برائے استاذ	۹۴
نماز - تعریف، ترغیبی بات	۹۴
نمازِ جنازہ	۹۶

DEENIYAT

مضامین	صفحہ نمبر
نمازِ جنازہ کا طریقہ	۹۷
جنازے کی مسنون دعائیں	۹۷
نمازِ اشراق	۹۹
چاشت کی نماز	۱۰۰

۴ - اسلامی تربیت

مضامین	صفحہ نمبر
سیرت (ہدایت برائے استاذ)	۱۰۲
سیرت - تعریف، ترغیبی بات	۱۰۲
حضرت ابوبکر صدیق ؓ	۱۰۴
حضرت ابوبکر صدیق ؓ کا دین پھیلانا	۱۰۵
حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی حضور ﷺ سے محبت	۱۰۷
حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی استقامت	۱۰۹
حضرت ابوبکر صدیق ؓ کا خلیفہ بننا	۱۱۰
حضرت اسامہ بن زید ؓ کو ملکِ شام	۱۱۲
زکوٰۃ کا انکار کرنے والوں سے مقابلہ	۱۱۴
نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والوں کو ختم کرنا	۱۱۵
اسلام سے مرتد ہونے والوں سے مقابلہ کرنا	۱۱۷
حضرت ابوبکر صدیق ؓ کا عراق و شام کو فتح	۱۱۸

مضامین	صفحہ نمبر
حضرت ابوبکر صدیق ؓ کا قرآن کریم کو ایک	۱۲۰
حضرت ابوبکر صدّیق ؓ کی وفات	۱۲۲
حضرت ابوبکر صدّیق ؓ کی پاکیزہ زندگی	۱۲۴
حضرت عمر ؓ	۱۲۵
حضرت عمر ؓ کا اسلام قبول کرنا	۱۲۶
حضرت عمر ؓ کا اپنے ایمان کا اعلان کروانا	۱۲۸
حضرت عمر ؓ کا خلیفہ بننا	۱۳۰
حضرت عمر ؓ کا ملک ایران کو فتح کرنا	۱۳۱
حضرت عمر ؓ کا حسنِ سلوک	۱۳۴
حضرت عمر رضی ؓ کا ملک شام کو فتح کرنا	۱۳۶
حضرت عمر ؓ کا عدل و انصاف قائم کرنا	۱۳۷
حضرت عمر ؓ کا ذمیوں کے ساتھ حسنِ سلوک	۱۳۹
رعایا کی خبر گیری	۱۴۰
حضرت عمر ؓ کے کارنامے	۱۴۳
حضرت عمر ؓ کے کچھ مزید کارنامے	۱۴۷
حضرت عمر ؓ کی شہادت	۱۴۸
حضرت عمر ؓ کی پاکیزہ زندگی	۱۵۰

DEENIYAT

مضامین	صفحہ نمبر
آسان دین (ہدایت برائے استاذ)	۱۵۲
آسان دین - تعریف، ترغیبی بات	۱۵۲
مسجد کا احترام	۱۵۳
مذاق میں بھی کسی کی کوئی چیز نہ لینا	۱۵۵
ہدیہ کو حقیر سمجھنا	۱۵۶
طلب علم میں معلم کی اہمیت	۱۵۷
ہجری تاریخ کی اہمیت	۱۵۸
اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا وبال	۱۵۹
چوری نہ کرنا	۱۶۲
اپنے سامان کو حفاظت اور سلیقے سے رکھنا	۱۶۳
وطن کی حفاظت	۱۶۴
والدین کا احترام	۱۶۷
والدین کو نہ ستانا	۱۶۸
استاذ کے آداب	۱۶۹
اِزار لٹکانے والوں کی سزا	۱۷۰
ہر کام کا آغاز اللہ کے نام سے	۱۷۲
ٹی وی کے نقصانات	۱۷۳
جھوٹ کا وبال	۱۷۴
چغل خوری کا وبال	۱۷۵
بغیر اجازت کوئی چیز لینا	۱۷۶
درود شریف پڑھنا	۱۷۷
دعا کی اہمیت	۱۷۸
سلام کو رواج دینا	۱۷۹
کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلاؤ	۱۸۱
سنت پر عمل کرنا	۱۸۲
ضرورت مندوں کی مدد کرنا	۱۸۴
علم حاصل کرنے کے آداب	۱۸۵
شرارت سے بچنا	۱۸۷
قرآن کریم کی تلاوت کرنا	۱۸۸
قرآنِ کریم کے آداب	۱۸۹
گالی گلوچ سے بچنا	۱۹۰
گفتگو کے آداب	۱۹۱
مسنون دعاؤں کا اہتمام کرنا	۱۹۳

مضامین	صفحہ نمبر
۵-زبان	
عربی — ہدایت برائے استاذ	۱۹۵
عربی - تعریف، ترغیبی بات	۱۹۶
اَلدَّرسُ الأَوَّلُ	۱۹۷
اَلدَّرسُ الثَّانِيْ	۲۰۰
اَلدَّرسُ الثَّالِثُ	۲۰۲
اَلدَّرسُ الرَّابِعُ	۲۰۷
اَلدَّرسُ الخَامِسُ	۲۰۸
اَلدَّرسُ السَّادِسُ	۲۱۱
اَلدَّرسُ السَّابِعُ	۲۱۴
اَلدَّرسُ الثَّامِنُ	۲۱۵
اَلدَّرسُ التَّاسِعُ	۲۱۷
اَلدَّرسُ العَاشِرُ	۲۲۰
اَلدَّرسُ الحَادِيْ عَشَرَ	۲۲
اَلدَّرسُ الثَّانِيْ عَشَرَ	۲۲۴
اردو — ہدایت برائے استاذ	۲۲۶
اردو - تعریف، ترغیبی بات	۲۲۷

مضامین	صفحہ نمبر
گذشتہ قصوں پر ایک نظر	۲۲۸
حضرت لوط علیہ السلام اور ان کی قوم	۲۲۹
حضرت لوط علیہ السلام کی نصیحت	۲۳۱
قوم کی تلخ گوئی	۲۳۲
مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی	۲۳۳
حضرت لوط علیہ السلام کے مہمان	۲۳۴
حضرت لوط علیہ السلام کی بے بسی	۲۳۵
بدعملی کی بدترین سزا	۲۳۷
حضرت شعیب علیہ السلام اور ان کی قوم	۲۳۸
حضرت شعیب علیہ السلام کی نبوت	۲۴۰
حضرت شعیب علیہ السلام کی دعوت	۲۴۱
ایک مہربان باپ اور حکیم معلم	۲۴۲
قوم کا اعتراض	۲۴۳
حضرت شعیب علیہ السلام کا جواب	۲۴۴
تمھاری اکثر باتیں ہمارے پلے نہیں پڑتیں	۲۴۶
قوم کی دھمکی	۲۴۷
سرکش قوم کا انجام	۲۴۹

DEENIYAT

مضامین	صفحہ نمبر
حضرت شعیب علیہ السلام کی نبوت	۲۵۱
حضرت شعیب علیہ السلام کی دعوت	۲۵۲
ایک مہربان باپ اور حکیم معلم	۲۵۳
قوم کا اعتراض	۲۵۴
حضرت شعیب علیہ السلام کا جواب	۲۵۵
تمھاری اکثر باتیں ہمارے پلے نہیں پڑتیں	۲۵۷
قوم کی دھمکی	۲۵۸
سرکش قوم کا انجام	۲۶۰
پہلے مہینے کے سوالات	۲۶۲
دوسرے مہینے کے سوالات	۲۶۲
تیسرے مہینے کے سوالات	۲۶۳
چوتھے مہینے کے سوالات	۲۶۴
پانچویں مہینے کے سوالات	۲۶۴
چھٹے مہینے کے سوالات	۲۶۵
ساتویں مہینے کے سوالات	۲۶۶
آٹھویں مہینے کے سوالات	۲۶۶
نویں مہینے کے سوالات	۲۶۷

مضامین	صفحہ نمبر
دسویں مہینے کے سوالات	۲۶۸
نماز چارٹ کی ترتیب	۲۲۹
ماہانہ حاضری وغیر حاضری چارٹ	۲۷۴

DEENIYAT

ہدایت برائے استاذ

اس عنوان کے تحت ایک حمد اور ایک نعت دی گئی ہے، جو طلبہ کو آنے کے وقت اجتماعی طور پر پڑھادی جائیں۔ ایک دن حمد پڑھائیں اور دوسرے دن نعت۔

ابتدا میں طلبہ کو خود پڑھائیں؛ پھر یاد ہو جانے کے بعد کسی بھی طالب علم سے پڑھوائیں، اسے باقاعدہ یاد کرانے کی ضرورت نہیں، بس روزانہ پابندی سے پڑھاتے رہیں گے، تو ان شاء اللہ خود بخود طلبہ کے ذہن نشیں ہو جائیں گی۔

تعریف، ترغیبی بات

حمد نظم کے انداز میں اللہ کی تعریف کرنے کو "حمد" کہتے ہیں۔

نعت جن اشعار میں حضور ﷺ کی تعریف ہو ان کو "نعت" کہتے ہیں۔

جن اشعار میں اللہ تعالیٰ کی تعریف، ہمارے نبی ﷺ کی صفات اور پیاری باتیں ہوں تو وہ اشعار پسندیدہ ہیں۔

DEENIYAT

پیارا ہے نام تیرا

اے دو جہاں کے والی اے گلشنوں کے مالی
ہر چیز سے ہے ظاہر حکمت تیری نرالی

پتوں میں تیری سبزی پھولوں میں تیری لالی
سارا ہے کام تیرا پیارا ہے نام تیرا

یہ خاک آگ پانی ہے تیری مہربانی
اونچے پہاڑ چپ ہیں دیکھ کر تیری نشانی

ہے دم قدم سے تیرے دریاؤں میں روانی
ہے فیض عام تیرا پیارا ہے نام تیرا

ہر شئے میں ہم نے دیکھا تیرے کرم کا سایا
جس جا بھی ہم نے ڈھونڈا تیرا نشان پایا

خالق ہے تو خدایا مالک ہے تو خدایا
ہر اک غلام تیرا پیارا ہے نام تیرا

پاک آستانہ

مجھے یاد آرہا ہے ترا پاک آستانہ
میرے دل پہ چھا رہا ہے وہی کیف عاشقانہ

کوئی اور ہو تو ہو وہ ترا آشنا نہیں ہے
جو بدل نہ دے یہ دنیا جو بدل نہ دے زمانہ

تو ازل کا ہے تبسم تو ابد کا ہے ترنم
تو ہے دہر کا تکلم تری ذات معجزانہ

میں ہوں ظلمتوں کا پیکر تو ہے روشنی سراپا
ترا صبح صبح نوری مری شام کافرانہ

بڑی آرزو ہے آقا ترے در کو آکے چوموں
ترے شہر میں کہیں پر میں بناؤں آشیانہ

ہے یہی مری تمنا ہو عطا مجھے بصیرت
تری ذات کو میں دیکھوں بنگاہ عارفانہ

بڑی بات ہے یہ تابش جو ہے دل میں ان کی الفت
ہے یہ منتہائے رفعت ہے کمال مؤمنانہ

DEENIYAT

ہدایت برائے استاذ

اس مضمون کے تحت قرآن مجید کی وہ سورتیں دی گئی ہیں، جن کا نماز میں پڑھنا مسنون ہے۔
ایک دن ادائیگی کی صحت کے ساتھ طلبہ کو ان سورتوں کی خوب اچھی طرح مشق کرائیں؛ دوسرے دن ہر طالب علم سے سبق سن لیں تاکہ طالب علم بلا تکلف پورا قرآن صحیح ادائیگی کے ساتھ پڑھ سکے۔
تدویر کے ساتھ علم تجوید کے عنوان کے تحت صفات کا بیان، پُر اور باریک حرفوں کے اسباق دیے جارہے ہیں، ہفتے میں دو دن طلبہ کو اسباق پڑھانا ہے، ایک دن سبق پڑھائیں اور دوسرے دن سب سن لیں۔ یہ تمام اسباق طلبہ کو سمجھا کر یاد کرادیں اور اہم بات یہ ہے کہ تلاوت کے دوران ان کا خاص لحاظ کرنے کی طلبہ کو تاکید کرتے رہیں۔

تعریف، ترغیبی بات

تدویر تجوید کے تمام قواعد کی رعایت کرتے ہوئے درمیانی رفتار سے قرآنِ کریم کی تلاوت کرنے کو ''تدویر'' کہتے ہیں۔

قرآن وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ۝ [سورۂ مزمل:۴]

ترجمہ : قرآن کی تلاوت اطمینان سے صاف صاف کیا کرو۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پڑھنے کا ہم کو حکم دیا ہے، ہمارے نبی ﷺ کی زندگی کا ایک خاص مقصد اللہ کے بندوں کو قرآن پڑھ کر سنانا بھی تھا، قرآن پڑھنا نبی ﷺ کی سنت ہے، بلکہ تلاوت کلام پاک سب سے افضل ذکر ہے، لہٰذا ہمیں تلاوت کلام پاک کا خوب اہتمام کرنا چاہیے، اس سے اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوتے ہیں، اسی لیے آپ ﷺ نے قرآن پڑھنے کے آداب و طریقے بتائے ہیں اور اس کو عمدہ اور خوبصورت لہجے میں پڑھنے کی تاکید فرمائی ہے، چنانچہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ کی

قرأت کے بارے میں پوچھا گیا، تو انھوں نے فرمایا: آپ ﷺ ایک ایک حرف الگ الگ کر کے پڑھتے تھے۔ (جس کی وجہ سے تمام حروف الگ الگ سمجھ میں آجاتے تھے)۔ [ترمذی: ۲۹۲۳]

ایک اور حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ قیامت کے روز صاحب قرآن (قرآن پر عمل اور اس کی تلاوت کرنے والے) کو لایا جائے گا، تو قرآن کہے گا: اے میرے رب! اس شخص کو زیورات اور خوب صورت پوشاک عطا فرما، تو اس کو کرامت وعزت کا تاج پہنایا جائے گا، پھر قرآن کہے گا کہ یارب! اسے مزید عطا فرما اور تو اس سے راضی ہو جا، چنانچہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنی رضامندی کا پروانہ عطا فرمائیں گے اور اس کو حکم ہوگا کہ قرآن پاک کی تلاوت کرتا جا اور (جنت کے) درجات طے کرتا جا اور اسے ہر آیت کے بدلے ایک نیکی عطا کی جائے گی۔ [ترمذی: ۲۹۱۵، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

قرآن کریم کو اچھی آواز اور اچھے لب و لہجے میں پڑھنا چاہیے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے: قرآن کریم کو اپنی آوازوں سے مزین کرو (اچھی آواز میں قرآن پڑھا کرو)۔ [ابوداؤد: ۱۴۶۸، عن براء رضی اللہ عنہ]

ایک دوسری حدیث میں فرمایا: تم قرآن کو اچھی آواز سے پڑھو! اس لیے کہ اچھی آواز قرآن میں خوب صورتی کو بڑھاتی ہے۔ [مستدرک: ۲۱۲۵، عن براء رضی اللہ عنہ]

لہٰذا اچھی آواز سے عربی لب و لہجے میں قواعد تجوید کی رعایت کرتے ہوئے قرآن کی تلاوت کرنی چاہیے۔

البتہ گانے اور موسیقی کے طرز پر قرآن پڑھنے سے بچنا چاہیے، کیونکہ احادیث میں اس کی ممانعت آئی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: قرآن کو عرب کے لہجوں اور آوازوں میں پڑھو، فاسقوں اور یہود ونصاریٰ کے طرز سے بچو۔ [شعب الایمان: ۲۶۴۹، عن حذیفہ رضی اللہ عنہ]

سبق۱

سورۂ نجم

۱	۲	مہینے میں	۲۱	دن پڑھائیں	تاریخ		دستخط معلم	دستخط سرپرست

سبق۲

سورۂ قمر

۲	۳	۴	مہینے میں	۲۴	دن پڑھائیں	تاریخ		دستخط معلم	دستخط سرپرست

سبق۳

سورۂ رحمٰن

۴	۵	۶	مہینے میں	۲۸	دن پڑھائیں	تاریخ		دستخط معلم	دستخط سرپرست

سبق۴

سورۂ واقعہ

۶	۷	مہینے میں	۲۵	دن پڑھائیں	تاریخ		دستخط معلم	دستخط سرپرست

سبق۵

سورۂ حدید

۸	۹	۱۰	مہینے میں	۴۲	دن پڑھائیں	تاریخ		دستخط معلم	دستخط سرپرست

DEENIYAT

سبق ا

صفات کا بیان

جو وصف کسی شے کے ساتھ قائم ہو، اس کو لغت میں ''صفت'' کہتے ہیں۔ جیسے: کالا ہونا، سفید ہونا اور اصطلاح میں صفت اس کیفیت کو کہتے ہیں، جو حرف کو اس کے مخرج سے ادا کرنے کے وقت پیش آتی ہے۔ جیسے: جہر، ہمس وغیرہ۔

بعض حروف کی خاص صفات کے بیان میں

حروف مستعلیہ ۷/ ہیں	خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ	یہ حروف ہمیشہ پُر پڑھے جاتے ہیں۔
حروف شدیدہ ۸/ ہیں	أَجِدُ قَطٍّ بَكَتْ	ان حروف کی ادائیگی کے وقت سختی ہوتی ہے۔
حروف صفیریہ ۳/ ہیں	ص ز س	ان حروف کی ادائیگی کے وقت سیٹی کی طرح آواز نکلتی ہے۔
حرف تفشی ا/ ہے	ش	اس حرف کی ادائیگی میں آواز منہ کے اندر پھیل جاتی ہے۔
حرف استطالت ا/ ہے	ض	اس حرف کی ادائیگی کے وقت مخرج میں درازی ہوتی ہے۔
حروف لینہ ۲/ ہیں	و، ی، جب کہ یہ ساکن ہوں اور ان کے پہلے زبر ہو	ان حروف کی ادائیگی کے وقت آواز نرم ہوتی ہے۔

DEENIYAT

حروف منحرفہ ۲/ ہیں	ل، ر	ان حروف کی ادائیگی کے وقت زبان پلٹتی ہے۔
حرف مکررہ ۱/ ہے	ر	یہ مخرج میں کچھ تکرار کے ساتھ نکلتا ہے۔
حروف قلقلہ ۵/ ہیں	قُطْبُ جَدٍّ	یہ حروف جنبش کے ساتھ نکلتے ہیں، ملا کر پڑھنے کی صورت میں کم اور وقف کی صورت میں زیادہ قلقلہ ہوتا ہے۔
حروف غنّہ ۲/ ہیں	ن، م	اس حرف کو ادا کرتے وقت آواز کو ناک میں لے جا کر گھمانا چاہیے جیسے اِنَّ، غَمَّ۔

۱	۲	۳	مہینے میں ۱۸ دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط سرپرست

سبق۲ پُر اور باریک حرفوں کا بیان

پُر اور باریک ہونے کے اعتبار سے حروف کی تین قسمیں ہیں:

(۱) وہ حروف جو ہر حال میں پُر پڑھے جاتے ہیں۔

(۲) وہ حروف جو ہر حال میں باریک پڑھے جاتے ہیں۔

(۳) وہ حروف جو کبھی پر اور کبھی باریک پڑھے جاتے ہیں۔

حروفِ مستعلیہ : حروفِ مستعلیہ سات ہیں، جو ہر حال میں پُر پڑھے جائیں گے، جن کا مجموعہ یہ ہے، ''خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ''۔

حروفِ مستفلہ : حروفِ مستفلہ بائیس ہیں، جو باریک پڑھے جائیں گے، جن کا مجموعہ یہ ہے، ''ثَبَتَ عِزٌّ مَنْ يُّجَوِّدُ حَرْفَهُ إِذْ سَلَّ شَكَا'' مگر ''الف''، ''اللہ کا'' ''لام'' اور ''را'' کبھی پُر اور کبھی باریک پڑھے جاتے ہیں۔

الف کے قاعدے:

○ الف سے پہلے پُر حرف ہو، تو الف بھی پر ہوگا جیسے: ''قَالَ، طَالَ'' وغیرہ۔

○ الف سے پہلے باریک حرف ہو، تو الف بھی باریک ہوگا جیسے: ''زَالَ، مَالَ'' وغیرہ۔

لام کے قاعدے :

○ لفظ اللہ کے لام سے پہلے زبر یا پیش ہو، تو اللہ کا لام پر ہوگا جیسے: ''مِنَ اللّٰهِ، رَسُوْلُ اللّٰهِ'' وغیرہ۔

○ لفظ اللہ کے لام سے پہلے زیر ہو، تو اللہ کا لام باریک ہوگا جیسے: ''بِسْمِ اللّٰهِ''۔

۴ ۵ مہینے میں ۱۲ دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط سرپرست

سبق ۳ — را کے قواعد

را کی تین حالتیں ہیں: (۱) را متحرک (۲) را ساکن (۳) را مشدد۔

(۱) جس را پر زبر، زیر یا پیش ہو، اس کو ''را متحرک'' کہتے ہیں۔

(۲) جس را پر سکون (جزم) ہو، اس کو "راساکن" کہتے ہیں۔

(۳) جس را پر تشدید ہو، اس کو "رامشدد" کہتے ہیں۔

رامتحرک کے قاعدے:

○ رامتحرک پر زبر یا پیش ہو، تو رامتحرک پُر ہوگی جیسے: "رَبَّكَ ، رُبَمَا" وغیرہ۔

○ رامتحرک کے نیچے زیر ہو، تو رامتحرک باریک ہوگی جیسے: "رِجَالٌ"۔

راساکن کے قاعدے:

○ راساکن سے پہلے زبر یا پیش ہو، تو راساکن پُر ہوگی جیسے: "بَرْقٌ، يُرْزَقُوْنَ" وغیرہ۔

○ راساکن سے پہلے زیر ہو، تو راساکن باریک ہوگی جیسے: "اَنْذِرْ"۔

مگر اس راساکن کو باریک پڑھنے کی تین شرطیں ہیں:

(۱) راساکن سے پہلے زیر اصلی ہو (عارضی نہ ہو)، تو راساکن باریک ہوگی جیسے: "مِرْيَةٌ"

اور اگر زیر عارضی ہو، تو راساکن پُر ہوگی جیسے: "اِرْجِعِيْ"۔

(۲) راساکن اور زیر دونوں ایک کلمے میں ہوں (الگ الگ کلمے میں نہ ہوں)، تو راساکن باریک ہوگی جیسے: "فِرْعَوْنَ ، وَاصْبِرْ" وغیرہ اور اگر دونوں الگ الگ کلمے میں ہوں، تو راساکن پر ہوگی جیسے: "اَمِ ارْتَابُوْا ، لِمَنِ ارْتَضٰى" وغیرہ۔

③ راساکن کے بعد اُسی کلمے میں حروف مستعلیہ میں سے کوئی حرف نہ ہو، تو راساکن باریک ہوگی جیسے ''فِرْعَوْنَ، اَنْذِرْ'' اور اگر راساکن کے بعد اسی کلمے میں حروف مستعلیہ میں سے کوئی حرف ہو، تو راساکن پُر ہوگی جیسے: ''اِرْصَادًا، مِرْصَادًا، قِرْطَاسٍ، فِرْقَةٌ''

اس قاعدے کی یہی چار مثالیں قرآن مجید میں ہیں۔

نوٹ: ''فِرْقٍ'' کی را کو وقف اور وصل دونوں حالتوں میں پُر اور باریک دونوں طرح پڑھ سکتے ہیں، مگر باریک پڑھنا اولیٰ ہے۔

اگر راساکن سے پہلے بھی کوئی حرف ساکن ہو (اور یہ فقط حالتِ وقف ہی میں ہوتا ہے) اور اس سے پہلے زبر یا پیش ہو، تو راساکن پُر ہوگی جیسے: ''وَالْعَصْرْ، خُسْرْ'' وغیرہ۔ اور اگر زیر ہو، تو راساکن باریک ہوگی جیسے: ''ذِكْرْ، حِجْرْ'' وغیرہ۔

اگر راساکن سے پہلے یا ساکن ہو، تو راساکن ہمیشہ باریک پڑھی جائے گی جیسے: ''خَبِيْرْ، خَيْرْ، لَا ضَيْرْ، بَصِيْرْ'' وغیرہ۔

نوٹ: بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا [سورۂ ھود: آیت ۴۱] کی را کو ''ستارے'' کی را کی طرح باریک اور مجہول پڑھیں گے، اس طرح پڑھنے کو ''اِمالہ'' کہتے ہیں، یہ حفص کی روایت کے مطابق قرآن مجید میں صِرف اسی ایک جگہ ہے۔

۶	۷	۸	مہینے میں	۱۸	دن پڑھائیں	تاریخ		دستخط معلم		دستخط سرپرست	

ہدایت برائے استاذ

اس سال حفظ سورۃ کے تحت سورۂ بلد، سورۂ شمس اور سورۂ لیل دی گئی ہے۔ نیز گذشتہ سال کی سورتوں کا دور دیا گیا ہے۔ تجوید کی مکمل رعایت کرتے ہوئے سورتیں یاد کرائیں اور طلبہ کو اپنی نمازوں میں ان سورتوں کو پڑھنے کی تاکید بھی کرتے رہیں تاکہ یہ سورتیں یاد رہ سکیں۔

تعریف، ترغیبی بات

حفظِ سورۃ قرآن کریم کی کسی سورۃ کے یاد کرنے کو "حفظِ سورۃ" کہتے ہیں۔

حدیث حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ قرآن کا وہ حافظ جس کو یاد بھی اچھا ہو اور پڑھتا بھی اچھا ہو، اس کا حشر قیامت کے دن معزز، فرماں بردار فرشتوں کے ساتھ ہوگا۔ [مسلم:۱۸۹۸، عن عائشہ رضی اللہ عنہا]

حافظِ قرآن کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بڑے اعزاز و اکرام سے نوازیں گے، وہ خود تو جنت میں جائے گا، اپنے ساتھ مزید دس گنہ گار لوگوں کو بھی جنت میں لے جائے گا۔

حضور ﷺ نے فرمایا: جس نے قرآن پڑھا پھر اس کو زبانی یاد کیا اور اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانا، حق تعالیٰ شانہ اس کو جنت میں داخل فرمائیں گے اور اس کے گھرانے میں سے ایسے دس آدمیوں کے بارے میں اس کی شفاعت قبول فرمائیں گے جن کے لیے جہنم واجب ہوگی۔

[ترمذی:۲۹۰۵، عن علی رضی اللہ عنہ]

حافظِ قرآن کو خلافِ شریعت کاموں سے بچنا چاہیے اور اپنے آپ کو تمام برائیوں سے دور رکھنا چاہیے، اس لیے کہ اس کے سینے میں اللہ تعالیٰ کی مقدس کتاب قرآنِ مجید محفوظ ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس شخص نے کلام اللہ شریف پڑھا، اس نے علومِ نبوت کو اپنی پسلیوں کے درمیان (دل میں) لے لیا۔ اگرچہ اس کی طرف وحی نہیں بھیجی جاتی، لہٰذا حافظ قرآن کے لیے مناسب نہیں کہ غصہ کرنے والوں کے ساتھ غصے سے پیش آئے یا جاہلوں کے ساتھ جہالت کرے جب کہ وہ اپنے اندر اللہ کا کلام لیے ہوئے ہے۔ [مستدرک حاکم: ۲۰۲۸، عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما]

ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کے دل میں قرآن کا کوئی بھی حصہ نہیں وہ ویران گھر کی طرح ہے۔ [ترمذی: ۲۹۱۳، عن ابن عباس رضی اللہ عنہما]

جس طرح گھر کی آبادی اور رونق گھر میں رہنے والوں سے ہے، ایسے ہی انسان کے دل کی رونق و آبادی قرآن کو یاد رکھنے سے ہے، لہٰذا قرآن حفظ کرنا چاہیے۔ اگر پورا قرآن حفظ نہ کرسکیں، تو کم از کم قرآن کا کچھ حصہ تو ضرور حفظ کرلینا چاہیے اور آخری درجے میں اتنا تو ہر ایک کو یاد ہونا ہی چاہیے جس سے نماز صحیح ہوجائے۔

سبق ا

گذشتہ سال کا دور

سُوْرَةُ الْعَلَقِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۝١ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝٢ۚ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ
الْاَكْرَمُ ۝٣ۙ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝٤ۙ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝٥ؕ كَلَّآ
اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰۤى ۝٦ۙ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ۝٧ؕ اِنَّ اِلٰى رَبِّكَ الرُّجْعٰى ۝٨ؕ اَرَءَيْتَ
الَّذِيْ يَنْهٰى ۝٩ۙ عَبْدًا اِذَا صَلّٰى ۝١٠ؕ اَرَءَيْتَ اِنْ كَانَ عَلَى الْهُدٰۤى ۝١١ۙ اَوْ اَمَرَ
بِالتَّقْوٰى ۝١٢ؕ اَرَءَيْتَ اِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۝١٣ؕ اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى ۝١٤ؕ
كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ ۙ۬ لَنَسْفَعًۢا بِالنَّاصِيَةِ ۝١٥ۙ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ۝١٦ۚ
فَلْيَدْعُ نَادِيَهٗ ۝١٧ۙ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ ۝١٨ۙ كَلَّا ؕ لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۝١٩ السجدة ع

سُوْرَةُ الْبَيِّنَةِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ مُنْفَكِّيْنَ حَتّٰى
تَاْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝١ۙ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ۝٢ۙ فِيْهَا كُتُبٌ
قَيِّمَةٌ ۝٣ؕ وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝٤ؕ

حفظ سورۃ

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۙ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ
وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ۝٥ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ
وَالْمُشْرِكِيْنَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ۝٦ اِنَّ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۝٧ جَزَآؤُهُمْ
عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ
رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ ۝٨

| ۱ | پہلے مہینے میں | ۱۰ | دن پڑھائیں

اس سال کے اسباق

سبق ۲

سُوْرَةُ الْبَلَدِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝١ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝٢ وَوَالِدٍ وَّمَا
وَلَدَ ۝٣ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ ۝٤ اَيَحْسَبُ اَنْ لَّنْ يَّقْدِرَ
عَلَيْهِ اَحَدٌ ۝٥ يَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا ۝٦ اَيَحْسَبُ اَنْ لَّمْ يَرَهٗٓ
اَحَدٌ ۝٧ اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ ۝٨ وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ ۝٩ وَهَدَيْنٰهُ
النَّجْدَيْنِ ۝١٠ فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ۝١١ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ ۝١٢

فَكُّ رَقَبَةٍ ﴿۱۳﴾ اَوْ اِطْعٰمٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ ﴿۱۴﴾ يَّتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ﴿۱۵﴾
اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ ﴿۱۶﴾ ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا
بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ﴿۱۷﴾ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ﴿۱۸﴾ وَالَّذِيْنَ
كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا هُمْ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ﴿۱۹﴾ عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ ﴿۲۰﴾

۱	۲	مہینے میں	۳۰	دن پڑھائیں	تاریخ		دستخط معلم		دستخط سرپرست

سبق ۳

سُوْرَةُ الشَّمْسِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالشَّمْسِ وَضُحٰىهَا ﴿۱﴾ وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰىهَا ﴿۲﴾ وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰىهَا ﴿۳﴾
وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰىهَا ﴿۴﴾ وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰىهَا ﴿۵﴾ وَالْاَرْضِ وَمَا
طَحٰىهَا ﴿۶﴾ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا ﴿۷﴾ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ﴿۸﴾
قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ﴿۹﴾ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ﴿۱۰﴾ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ
بِطَغْوٰىهَآ ﴿۱۱﴾ اِذِ انْۢبَعَثَ اَشْقٰىهَا ﴿۱۲﴾ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ
اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا ﴿۱۳﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ
بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰىهَا ﴿۱۴﴾ وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا ﴿۱۵﴾

۳	۴	مہینے میں	۲۵	دن پڑھائیں	تاریخ		دستخط معلم		دستخط سرپرست

سبق ۴

سُوْرَةُ الَّيْلِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ۙ﴿۱﴾ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ۙ﴿۲﴾ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ
وَالْاُنْثٰٓى ۙ﴿۳﴾ اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ؕ﴿۴﴾ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ۙ﴿۵﴾
وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۙ﴿۶﴾ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ؕ﴿۷﴾ وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ
وَاسْتَغْنٰى ۙ﴿۸﴾ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ۙ﴿۹﴾ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ؕ﴿۱۰﴾
وَمَا يُغْنِىْ عَنْهُ مَالُهٗٓ اِذَا تَرَدّٰى ؕ﴿۱۱﴾ اِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى ۖ﴿۱۲﴾ وَاِنَّ لَنَا
لَلْاٰخِرَةَ وَالْاُوْلٰى ﴿۱۳﴾ فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰى ۚ﴿۱۴﴾ لَا يَصْلٰىهَآ اِلَّا
الْاَشْقَى ۙ﴿۱۵﴾ الَّذِىْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ؕ﴿۱۶﴾ وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ۙ﴿۱۷﴾ الَّذِىْ
يُؤْتِىْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ۚ﴿۱۸﴾ وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰٓى ۙ﴿۱۹﴾
اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى ۚ﴿۲۰﴾ وَلَسَوْفَ يَرْضٰى ﴿۲۱﴾ ع

۴ ۵ مہینے میں ۳۰ دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط سرپرست

سبق ۵

تمام سورتوں کا دور

۵ پانچویں مہینے میں ۵ دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط سرپرست

ہدایت برائے استاذ

طلبہ میں قرآن فہمی کا شوق پیدا کرنے کے لیے درسِ قرآن کے نام سے اس سال کے نصاب میں سورۂ اخلاص، سورۂ لہب، سورۂ نصر اور سورۂ کافرون کا لفظی ومحاوری ترجمہ اور مختصر پیغام دیا جارہا ہے۔ ہر لفظ کا لفظی ترجمہ اور پوری آیت کا محاوری ترجمہ طلبہ کو یاد کرادیں اور ہر سورۃ کا پیغام اچھی طرح سمجھا کر ذہن نشین کرادیں اور سورتوں کے فضائل بتا کر خاص مواقع میں ان سورتوں کو پڑھنے کی ترغیب بھی دیں۔

قابل ذکر بات یہ ہے کہ گذشتہ سال کی سورتوں کا ترجمہ بھی اس سال بطور دور کے دیا گیا ہے، تاکہ ترجمہ طلبہ کے ذہن نشین رہے اور اپنی نمازوں میں ان سورتوں کو معنی کے استحضار کے ساتھ پڑھنے کی تلقین کرتے رہیں۔

تعریف، ترغیبی بات

درس قرآن قرآنِ کریم ترجمے اور مطلب کے ساتھ پڑھنے پڑھانے کو ''درسِ قرآن'' کہتے ہیں۔

قرآن وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ۝ [سورۂ قمر: ۱۷]

ترجمہ: اور ہم نے آسان کردیا قرآن سمجھنے کو، پھر ہے کوئی سوچنے سمجھنے والا؟

قرآن مجید تمام انسانوں کے نام اللہ کا پیغام ہے، تمام انسانوں کی ہدایت کے لیے نازل ہوا ہے، اس پر عمل کرکے انسان دنیا میں پاکیزہ زندگی گذارتا ہے اور آخرت میں ہمیشہ کی کامیابی حاصل کرتا ہے، اس کتاب میں ہر زمانہ میں ہر فرد کے لیے زندگی گذارنے کے اصول بتائے گئے ہیں، اللہ ورسول کی پسندیدہ باتوں کو اپنانے کی تعلیم دی گئی ہے اور اللہ ورسول کو ناراض کرنے والی باتوں سے روکا گیا ہے۔

چونکہ قرآن کریم عربی زبان میں نازل ہوا ہے اور ہماری مادری زبان اردو، ہندی وغیرہ دوسری زبانیں ہیں، اس لیے ہم ترجمہ وتفسیر جانے بغیر قرآنی تعلیمات سے آشنا نہیں ہو سکتے، اس لیے ہمیں ترجمہ وتفسیر کی ضرورت پڑتی ہے، لہٰذا ہمیں معتبر علماء کے ترجمے وتفسیر سے استفادہ کرنا چاہیے تاکہ ہم قرآن سمجھ کر پڑھ سکیں اور قرآنی ہدایات کے سائے میں زندگی گذار سکیں، اللہ تعالیٰ نے سمجھنے اور نصیحت حاصل کرنے کے لیے قرآن کو بہت آسان بنایا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے،

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ ۝ [سورۂ قمر: ۱۷]

ترجمہ: اور ہم نے آسان کر دیا قرآن سمجھنے کو، پھر ہے کوئی سوچنے سمجھنے والا۔

حضرت محمد ﷺ کے پیارے صحابہ رضی اللہ عنہم قرآن کریم بہت ہی ادب کے ساتھ پڑھتے اور اس کی ایک ایک آیت کو سمجھنے کی کوشش کرتے اور نبی ﷺ سے آیتوں کے مطلب اور معنی پوچھا کرتے، جب تک آیتوں کا مطلب اچھی طرح نہ سمجھ لیتے آگے نہیں بڑھتے، چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے بیان کیا ہے کہ ہم (صحابہ) میں جو شخص دس آیتیں سیکھ لیتا تھا تو جب تک ان کے معانی کو خوب سمجھ نہ لیتا اور عمل نہ کر لیتا دوسری آیتیں نہیں سیکھتا تھا۔ [تفسیر طبری: ۱/۸۰ عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ]

لہٰذا ہمیں بھی قرآن کو تجوید سے پڑھنے کے ساتھ ساتھ اس کے معنی ومطلب کو سمجھنے کی کوشش کرنا چاہیے اور اس کے مضامین میں غور وفکر کرنا چاہیے، اس کی وجہ سے ہمیں کامیابی ملے گی، چنانچہ حدیث میں ہے کہ قرآن کے مضامین پر غور کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ [شعب الایمان: ۲۰۰۷، عن عبیدہ ملیکی رضی اللہ عنہ]

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر (مسجد یا مدرسہ وغیرہ) میں اللہ کی کتاب (قرآن مجید) کی تلاوت کے لیے جمع ہوتے ہیں اور (اس کے ترجمے وتفسیر کو تدریس کے طور پر) آپس میں پڑھتے پڑھاتے ہیں، تو ان لوگوں پر سکینت نازل ہوتی ہے، رحمت برستی ہے، فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے پاس موجود فرشتوں کے درمیان ان کا تذکرہ فرماتے ہیں۔ [ابوداؤد: ۱۴۵۵، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

درسِ قرآن

سبق ۱

گذشتہ سال کا دور

تعوّذ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝

میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں شیطان مردود سے۔

تسمیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اللہ کے نام سے (شروع کرتا ہوں) جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

سورۂ فاتحہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱

سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے۔

اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝۲ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝۳

جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے جو مالک ہے بدلے کے دن کا۔

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝۴

ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔

اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ۝٥

ہم کو سیدھے راستے پر چلا۔

صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ ۙ۬

ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا ہے۔

غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّيۡنَ ۝٦

ان لوگوں کا نہیں جن پر تیرا غصہ ہوا اور نہ ان لوگوں کا جو راستے سے بھٹک گئے۔

سورۂ فلق

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۝

قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ ۝١

آپ کہیے میں پناہ لیتا ہوں صبح کے مالک کی۔

مِنۡ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝٢

مخلوق کی برائی سے۔

وَمِنۡ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝٣

اور اندھیری رات کی برائی سے جب وہ آئے۔

وَمِنۡ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِى الۡعُقَدِ ۝٤

اور گرہوں میں پھونک مارنے والیوں کی برائی سے۔

وَمِنۡ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝۵

اور حسد کرنے والے کی برائی سے جب وہ حسد کرے۔

سورۂ ناس

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۝

قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝۱

آپ کہیے میں پناہ لیتا ہوں انسانوں کے رب کی۔

مَلِكِ النَّاسِ ۝۲ اِلٰهِ النَّاسِ ۝۳

انسانوں کے بادشاہ کی، انسانوں کے معبود کی۔

مِنۡ شَرِّ الۡوَسۡوَاسِ الۡخَنَّاسِ ۝۴

وسوسہ ڈالنے والے، پیچھے ہٹ جانے والے کی برائی سے۔

اَلَّذِىۡ يُوَسۡوِسُ فِىۡ صُدُوۡرِ النَّاسِ ۝۵

جو لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے۔

مِنَ الۡجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝۶

چاہے وہ جنات میں سے ہو یا انسانوں میں سے

۶ چھٹے مہینے میں ۴ دن پڑھائیں

اس سال کے اسباق

سبق ۲

۱ سورۂ اخلاص کی فضیلت

① حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ مجھے اس سورۃ سے بڑی محبت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سورۃ کے ساتھ تمہاری یہ محبت تمہیں جنت میں پہنچا دے گی۔ [ترمذی:۲۹۰۱]

② ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ سب جمع ہو جاؤ، میں تمہیں ایک تہائی قرآن سناؤں گا، لہٰذا جو جمع ہو سکتے تھے، وہ جمع ہو گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ''سورۂ اخلاص'' کی تلاوت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ یہ سورۃ ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔ [ترمذی:۲۹۰۰، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

| ٦ | چھٹے مہینے میں | ٣ | دن پڑھائیں |

۲ سورۂ اخلاص مع ترجمہ

قُلْ	هُوَ	اللّٰهُ	اَحَدٌ
آپ کہیے	وہ	اللہ	ایک ہے
آپ کہہ دیجیے کہ وہ اللہ ایک ہے۔			

اَللّٰهُ	الصَّمَدُ	لَمْ يَلِدْ	وَلَمْ يُوْلَدْ
اللہ	بے نیاز ہے	نہ اس نے جنا	اور نہ وہ جنا گیا
اللہ بے نیاز ہے، نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے۔			

وَلَمۡ	يَكُنۡ لَّهٗ	كُفُوًا	اَحَدٌ
اور نہیں ہے	اس کے	برابر کا	کوئی بھی
اور نہ کوئی اس کے برابر کا ہے۔			

۶ چھٹے مہینے میں ۶ دن پڑھائیں

۳ سورۂ اخلاص کی قیمتی نصیحت

مذہب اسلام کی خصوصیت توحید ہے اور اسی خصوصیت کی بناپر اسلام دوسرے مذاہب سے ممتاز ہے۔اس پوری سورۃ میں توحید کو بیان کیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی چند ایسی صفات ذکر کی گئی ہیں، جن کو مانے بغیر کوئی شخص مذہب اسلام میں داخل نہیں ہوسکتا، اس کے ساتھ ساتھ ہر طرح کے شرک کی نفی کی گئی ہے۔

قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ

اللہ ایک ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنی ذات وصفات دونوں اعتبار سے یکتا اور اکیلا ہے، نہ تو اس کی ذات میں کوئی شریک ہے اور نہ ہی اس کی صفات میں۔ اللہ تعالیٰ کی بہت ساری صفات ہیں، جو اس نے قرآن میں بیان فرمائی ہے۔اس آیت سے ان تمام لوگوں کے عقیدوں کی نفی ہوگئی، جو ایک اللہ کے علاوہ دوسری چیزوں کو بھی خدا مانتے ہیں اور ان کی بھی نفی ہوگئی جو ایک اللہ کو تو مانتے ہیں؛ لیکن اس کی کسی صفت میں دوسرے کو بھی شریک کر لیتے ہیں۔

اَللّٰهُ الصَّمَدُ

اللہ بے نیاز ہے۔

وہ اللہ ایسا ہے، جو کسی چیز کا محتاج نہیں اور نہ ہی اس کو کسی چیز کی ضرورت ہے؛ بلکہ دنیا کی ہر چیز اسی کی محتاج اور ضرورت مند ہے۔ اس لیے ہمیں اپنی تمام حاجت اور ضرورت اسی کی بارگاہ میں پیش کرنا چاہیے۔

لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ

نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے۔

مخلوق کی طرح نہ اس کے ماں باپ ہیں اور نہ بیٹے بیٹیاں، وہ تن تنہا اور بالکل اکیلا ہے۔ اس آیت سے ان تمام لوگوں کی نفی ہوگئی جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا ان کے علاوہ کسی اور کو اللہ کا بیٹا مانتے ہیں اور فرشتے وغیرہ کو اللہ کی بیٹیاں کہتے ہیں۔

وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ

اور نہ کوئی اس کے برابر کا ہے۔

اللہ تعالیٰ واحد و یکتا ہے، اس کی ذات وصفات میں اس کا کوئی شریک اور ہمسر نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو ان صفات پر کامل ایمان و یقین نصیب فرمائے۔ (آمین)

سوالات

(١) سورۂ اخلاص کی فضیلت بتائیے۔ (٢) سورۂ اخلاص میں کیا بیان کیا گیا ہے؟

(٣) قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (اللہ ایک ہے) میں کن لوگوں کے عقیدوں کی نفی کی گئی ہے؟

(٤) کیا اللہ کی کوئی اولاد ہے؟ اور کیا اس کی ذات وصفات میں اس کا کوئی شریک ہے؟

٦	٧	مہینے میں	١٠	دن پڑھائیں	تاریخ		دستخط معلم	دستخط سرپرست

سبق ۳

سورۂ لہب

① سورۂ لہب کے نزول کا واقعہ

اس سورۃ میں ''ابولہب'' اور اس کی بیوی کے برے انجام اور تباہی کا ذکر ہے۔

ابولہب کا نام عبد العُزّیٰ بن عبد المطلب اور اس کی بیوی کا نام اُمِّ جمیل ہے۔ یہ دونوں آپ ﷺ کو طرح طرح کی تکلیفیں دیتے اور برابر اسی فکر و کوشش میں رہتے کہ کس طرح اسلام اور مسلمانوں کا نام اس دنیا سے ختم ہو جائے۔

اس سورت کے نزول کا واقعہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو علی الاعلان دعوت دینے کا حکم فرمایا، تو آپ ﷺ دعوت دینے کے لیے ''صفا'' پہاڑ پر چڑھے اور لوگوں کو آواز دینی شروع کی، جب آپ ﷺ کی آواز پر قریش کے لوگ جمع ہو گئے، تو آپ ﷺ نے ان سے کہا: اگر میں تمھیں اس بات کی خبر دوں کہ اس پہاڑ کے دامن میں ایک لشکر کھڑا ہے؛ جو تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے، تو کیا تم اس بات پر یقین کرو گے؟ سب نے یک زبان ہو کر کہا: ہاں! ہم ضرور یقین کریں گے، آپ سے تو ہم نے سچ کے سوا کوئی بات سنی ہی نہیں۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں آخرت کے دردناک عذاب سے ڈرانے آیا ہوں۔ یہ سن کر ابولہب نے کہا: تیرے لیے ہلاکت ہو، کیا صرف یہی کہنے کے لیے تو نے ہمیں بلایا تھا اور آپ ﷺ کو مارنے کے لیے پتھر اٹھالیا، اس وقت یہ سورۃ نازل ہوئی۔

۷ ساتویں مہینے میں ۷ دن پڑھائیں

(۲) سورۂ لہب مع ترجمہ

تَبَّتْ	يَدَآ	اَبِيْ لَهَبٍ	وَّتَبَّ
ٹوٹیں	دونوں ہاتھ	ابولہب کے	اور وہ برباد ہوجائے
ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ برباد ہوجائے۔			

مَآ اَغْنٰى	عَنْهُ	مَالُهٗ	وَمَا كَسَبَ
نہیں کام آیا	اس کے	اس کا مال	اور جو کچھ اس نے کمایا
نہ اس کا مال اس کے کام آیا اور نہ اس کی کمائی۔			

سَيَصْلٰى	نَارًا	ذَاتَ لَهَبٍ	وَّامْرَاَتُهٗ
وہ عنقریب داخل ہوگا	آگ میں	دہکتی ہوئی	اور اس کی بیوی
وہ عنقریب ایک دہکتی ہوئی آگ میں داخل ہوگا اور اس کی بیوی بھی۔			

حَمَّالَةَ	الْحَطَبِ	فِيْ جِيْدِهَا	حَبْلٌ	مِّنْ مَّسَدٍ
لادنے والی	لکڑیاں	اس کے گلے میں	ایک رسی ہوگی	خوب بٹی ہوئی
جو لکڑیاں لاد کر لاتی ہے، اس کے گلے میں خوب بٹی ہوئی ایک رسّی ہوگی۔				

٧	٨	مہینے میں	٧	دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط سرپرست

(۳) سورۂ لہب کی قیمتی نصیحت

تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ

ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ برباد ہو جائے

اس آیت میں یہ خبر دی گئی کہ ابولہب ہی کے لیے ہلاکت و بربادی ہے اور ہوا بھی یہی، جنگ بدر کے سات روز بعد اسے ایک زہریلی پھنسی نکل آئی، گھر والے بیماری لگنے کے ڈر سے اس سے الگ ہو گئے، یہاں تک کہ وہ اسی حالت میں مر گیا۔ تین دن تک اس کی لاش یوں ہی پڑی سڑتی رہی، کوئی دفن تک کرنے کے لیے تیار نہ تھا، آخر کار جب اس سے بدبو اٹھنے لگی تو گھر والوں نے مارے شرم کے مزدوروں کو بلا کر ایک گڑھا کھدوایا اور اس کو اس گڑھے میں ڈلوا دیا۔ اس طرح یہ اپنے برے انجام کو پہنچا۔

مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَا لُهٗ وَمَا كَسَبَ

نہ اس کا مال اس کے کام آیا اور نہ اس کی کمائی

ابولہب اپنے مال و جائیداد اور اولاد پر بڑا ناز کرتا تھا، دنیا نے دیکھ لیا کہ اسے تباہی و بربادی سے نہ تو اس کا مال بچا سکا اور نہ ہی اس کی اولاد۔ دنیا میں تو اس کا یہ انجام ہوا۔

سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ

وہ عنقریب ایک دہکتی ہوئی آگ میں داخل ہوگا

آخرت میں بھی وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہ بچ سکے گا اور شعلے مارتی ہوئی آگ میں داخل ہوگا۔

وَّامۡرَاَتُهٗ حَمَّالَةَ الۡحَطَبِ فِىۡ جِيۡدِهَا حَبۡلٌ مِّنۡ مَّسَدٍ

اور اس کی بیوی بھی، جو لکڑیاں لاد کر لاتی ہے، اس کے گلے میں
خوب بٹی ہوئی ایک رسی ہوگی۔

ابولہب کی طرح اس کی بیوی ام جمیل کا بھی یہی حال ہوگا، وہ بھی نبیٔ کریم ﷺ کو طرح طرح کی تکلیفیں دیتی، جنگل سے کانٹے دار لکڑیاں لا کر آپ ﷺ کے راستے میں بچھا دیتی اور کفار مکہ کو آپ ﷺ کے خلاف اکساتی تھی، اس لیے اللہ تعالیٰ جہنم میں اس کے گلے میں ایک مضبوط لوہے کا پھندا ڈالیں گے اور وہ دنیا میں بھی رسی سے گلا گھٹ کر بہت بری موت مری۔

ابولہب اور اس کی بیوی کا یہ برا انجام اس لیے ہوا کہ انہوں نے دین اسلام قبول نہیں کیا؛ بلکہ الٹا آپ ﷺ کے دشمن ہوگئے اور آپ ﷺ کو طرح طرح ستایا؛ اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ نیک اور اچھے لوگوں کو برا بھلا کہنا، ان کو ستانا، ان کو کسی بھی طرح کی تکلیف دینا؛ دنیا اور آخرت دونوں کی تباہی و بربادی کا ذریعہ ہے۔

سوالات

(۱) سورۂ لہب کے نزول کا واقعہ بتایئے۔
(۲) ابولہب کی ہلاکت کس طرح ہوئی؟
(۳) ابولہب کی بیوی ام جمیل کا کیا حال ہوگا؟
(۴) ابولہب اور اس کی بیوی کا اتنا برا انجام کیوں ہوا؟

| ۸ | آٹھویں مہینے میں | ۱۰ | دن پڑھائیں

سبق ۴

سورۂ نصر

① سورۂ نصر مع ترجمہ

وَالْفَتْحُ	نَصْرُ اللّٰهِ	جَآءَ	اِذَا
اور فتح	اللہ کی مدد	آئے	جب
جب اللہ کی مدد اور فتح آپہونچے			

اَفْوَاجًا	فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ	يَدْخُلُوْنَ	النَّاسَ	وَرَاَيْتَ
کثرت سے	اللہ کے دین میں	داخل ہو رہے ہیں	لوگوں کو	اور تو دیکھے
اور آپ لوگوں کو اللہ کے دین میں جوق در جوق داخل ہوتے ہوئے دیکھ لیں				

وَاسْتَغْفِرْهُ	بِحَمْدِ رَبِّكَ	فَسَبِّحْ
اور مغفرت طلب کر اس سے	اپنے رب کی حمد کی	پس تسبیح کر
تو آپ اپنے رب کی تسبیح و حمد کیجیے اور اس سے استغفار کیجیے۔		

تَوَّابًا	كَانَ	اِنَّهٗ
بہت توبہ قبول کرنے والا	ہے	بے شک وہ
بے شک وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔		

دستخط سرپرست	دستخط معلم	تاریخ	۸ آٹھویں مہینے میں ۸ دن پڑھائیں

۲ سورۂ نصر کی قیمتی نصیحت

اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰہِ وَالۡفَتۡحُ

جب اللہ کی مدد اور فتح آپہونچے

اس سورۃ میں سرکار دوعالم ﷺ کو یہ خوش خبری دی گئی کہ بہت جلد اللہ تعالیٰ کی خصوصی مدد آنے والی ہے، آپ کو کفار ومشرکین پر ضرور غلبہ حاصل ہوگا اور اس کا آغاز ''فتح مکہ'' سے ہوگا۔ جب مکہ مکرمہ فتح ہوجائے گا، تو آپ لوگوں کو بکثرت اسلام میں داخل ہوتے ہوئے دیکھیں گے، علاقے کے علاقے آپ کے پاس اسلام قبول کرنے کے لیے آئیں گے، یہ دراصل ایک پیشین گوئی تھی، جو حرف بہ حرف پوری ہوئی۔

یہ پیشین گوئی ایسے حالات میں دی گئی تھی، جس وقت بظاہر کوئی امید نہ تھی کہ مکہ مکرمہ بھی فتح ہوسکتا ہے اور اسلام سارے عرب میں پھیل سکتا ہے! اس لیے کہ مکہ مکرمہ میں حکومت قریش کی تھی، قریش کے بڑے بڑے سردار اسلام اور مسلمانوں کے سخت دشمن تھے اور انہوں نے پوری قوت وطاقت اسلام کو جڑ سے اکھیڑ دینے میں لگا رکھی تھی۔ اس کے علاوہ ملک عرب میں قریش کا بڑا مقام ومرتبہ اور رعب ودبدبہ تھا، عرب کے کچھ لوگ اسلام تو قبول کرنا چاہتے تھے؛ لیکن قریش کی مخالفت سے ڈرے ہوئے تھے اور کچھ لوگ اس انتظار میں تھے کہ جب قریش اسلام قبول کریں گے، تو ہم بھی کریں گے اور وہ برابر اس بات کے منتظر تھے کہ دیکھیں غلبہ رسول اللہ ﷺ کو ہوتا ہے یا قریش کو۔

اللہ تعالیٰ کا فیصلہ اسلام اور مسلمانوں کے غلبہ کا تھا اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو پہلے ہی بذریعہ وحی اس کی اطلاع بھی دے دی تھی، اور ہوا بھی یہی کہ ۸ھ میں مکہ مکرمہ بڑی

شان وشوکت اور بغیر لڑائی کے فتح ہو گیا اور نبی اکرم ﷺ کے ہاتھ پر قریش کے لوگوں نے اسلام قبول کر لیا۔

جب مکہ فتح ہوا تو جو لوگ قریش کے ڈر سے اسلام قبول کرنے سے رکے ہوئے تھے، انھیں اسلام قبول کرنے کا موقع مل گیا اور وہ جماعت در جماعت آ کر اسلام میں داخل ہونے لگے، نتیجہ یہ ہوا کہ اسلام پورے ملکِ عرب میں پھیل گیا۔

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۚ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا

تو آپ اپنے رب کی تسبیح وحمد کیجیے اور اس سے استغفار کیجیے

اب جب اسلام پورے ملک عرب میں پھیل گیا اور مسلمانوں کو کفار ومشرکین پر غلبہ نصیب ہو گیا، تو رسول اللہ ﷺ کے اس دنیا میں آنے کا جو مقصد تھا، وہ پورا ہو گیا، چونکہ آپ کو بھیجنے کا مقصد چونکہ پورا ہو چکا اور آپ نے اپنی ذمہ داری بحسن وخوبی انجام دے دی؛ اب اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے پاس بلانے والے ہیں؛ لہٰذا آپ اللہ تعالیٰ کی بکثرت تسبیح وتحمید بیان کرتے رہیے اور اس کے ساتھ ساتھ استغفار بھی کرتے رہیے، بے شک اللہ تعالیٰ خوب توبہ قبول کرنے والے اور متوجہ ہونے والے ہیں۔

اس سورۃ کے نزول کے بعد آپ ﷺ نے اپنی عبادت اور تسبیح وتحمید اور استغفار میں زیادتی فرمادی۔

آپ ﷺ کو تسبیح وتحمید اور استغفار کا حکم دینا دراصل آپ ﷺ کی امت کو اس کی تلقین اور تاکید کرنا ہے کہ جب نبی کو جو کہ معصوم ہوتا ہے ان باتوں کا حکم دیا جارہا ہے، تو

امت کو بدرجۂ اولیٰ ان چیزوں کا اہتمام کرنا چاہیے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں بھی ان تمام چیزوں کا اہتمام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

سوالات

(۱) سورۂ نصر میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو کس بات کی خوش خبری دی گئی ہے؟

(۲) مکہ فتح ہونے کے بعد لوگ کس طرح اسلام میں داخل ہوئے؟

(۳) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسبیح وتحمید کا حکم دے کر آپ کی امت کو کس بات کی تاکید کی گئی ہے؟

| ۹ | نویں مہینے میں | ۱۴ | دن پڑھائیں |

سبق ۵

سورۂ کافرون

(۱) سورۂ کافرون کا شانِ نزول

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے توحید ورسالت کی دعوت کے ساتھ بت پرستی کی مذمت اور برائی بیان کرنی شروع کی، تو کفار مکہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے روکنے کے لیے اپنی پوری قوت وطاقت صَرف کردی، بڑا زور لگایا؛ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بات پر برابر ثابت قدم رہے۔ جب کفار کی یہ تدبیر ناکام ہوگئی، تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک نئی پیش کش کی اور وہ یہ تھی کہ ''ہم آپ کو اتنا مال دیں گے کہ آپ پورے مکہ میں سب سے زیادہ مال دار ہو جائیں گے اور جس حسین وجمیل عورت سے آپ نکاح کرنا چاہیں، اس سے ہم آپ کا نکاح کر دیں گے، ہمارا مطالبہ صرف اتنا ہے کے آپ ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہنا چھوڑ دیں اور ان کی مذمت نہ کریں۔ اگر آپ اس پر راضی ہیں تو بہت بہتر! ورنہ ہم اس بات پر مصالحت کر لیتے ہیں کہ ایک سال ہم آپ کے معبود کی عبادت کریں اور ایک سال آپ ہمارے معبودوں کی عبادت کریں''۔ اس وقت اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ سورۃ نازل فرمائی۔

| ۹ | نویں مہینے میں | ۳ | دن پڑھائیں |

② سورۂ کافرون کی فضیلت

① نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ سورۂ کافرون چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔

[ترمذی:۲۸۹۳، عن انس رضی اللہ عنہ]

② ایک صحابی نے آپ ﷺ سے عرض کیا: مجھے کوئی ایسی چیز بتلا دیجیے کہ میں بستر پر جانے کے وقت (یعنی سونے سے پہلے) پڑھ لیا کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: قُلْ یٰٓاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ پڑھ لیا کر، یہ شرک سے بے زاری کا اظہار ہے۔

[مستدرک:۳۹۸۲، عن نوفل الاشجعی رضی اللہ عنہ]

③ نبی کریم ﷺ نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کیا تم یہ چاہتے ہو کہ جب سفر میں جاؤ تو وہاں تم اپنے ساتھیوں سے زیادہ خوش حال رہو اور تمہارا سامان سب سے زیادہ ہو جائے؟ انہوں نے عرض کیا: ہاں! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، بے شک میں ایسا چاہتا ہوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم قرآن کی یہ پانچ سورتیں: سورۂ کافرون، سورۂ نصر، سورۂ اخلاص، سورۂ فلق اور سورۂ ناس پڑھا کرو اور ہر سورۃ کو بِسْمِ اللّٰهِ سے شروع کرو اور بِسْمِ اللّٰهِ ہی پر ختم کرو، حضرت جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس وقت میرا حال یہ تھا کہ میں اپنے ساتھیوں کے مقابلہ میں خستہ حال اور کم سامان والا رہتا تھا؛ لیکن جب سے میں نے آپ ﷺ کی اس بات پر عمل کیا، تب سے میری حالت بہتر ہونے لگی۔

[مسند ابی یعلی:۷۴۱۹]

۹	۱۰	مہینے میں	۵	دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط سرپرست

③ سورۂ کافرون مع ترجمہ

قُلْ	یٰٓاَیُّهَا	الْکٰفِرُوْنَ	لَآ اَعْبُدُ	مَا تَعْبُدُوْنَ
آپ کہیے	اے	کافرو	میں نہیں عبادت کرتا ہوں	جس کی تم عبادت کر رہے ہو

آپ کہہ دیجیے اے کافرو! نہ میں تمھارے معبودوں کی عبادت کرتا ہوں۔

وَلَآ اَنۡتُمۡ	عٰبِدُوۡنَ	مَاۤ اَعۡبُدُ
اور نہ تم ہو	عبادت کرنے والے	جس کی میں عبادت کر رہا ہوں
اور نہ تم میرے معبود کی عبادت کرنے والے ہو		

وَلَاۤ اَنَا	عَابِدٌ	مَّا عَبَدۡتُّمۡ
اور نہ میں ہوں	عبادت کرنے والا	جس کی تم عبادت کرتے ہو
اور نہ میں تمھارے معبود کی عبادت کرنے والا ہوں۔		

وَلَاۤ اَنۡتُمۡ	عٰبِدُوۡنَ	مَاۤ اَعۡبُدُ
اور نہ تم ہو	عبادت کرنے والے	جس کی میں عبادت کر رہا ہوں
اور نہ تم میرے معبود کی عبادت کرنے والے ہو		

لَكُمۡ	دِيۡنُكُمۡ	وَلِىَ	دِيۡنِ
تمہارے لیے	تمہارا دین	اور میرے لیے	میرا دین ہے
تم کو تمھارا بدلہ ملے گا، مجھ کو میرا بدلہ			

۱۰ دسویں مہینے میں ۲۰ دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط سرپرست

۴ سورۂ کافرون کی قیمتی نصیحت

اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو یہ حکم دیا کہ ان کی بے ہودہ پیش کش کو آپ ٹھکرادیں اور علی الاعلان ان کافروں سے یہ بات کہہ دیں کہ نہ تو ابھی میں تمہارے معبودوں کی عبادت و پرستش کرتا ہوں اور نہ تو تم ہی میرے معبود کی عبادت کرتے ہو۔ اور کان کھول کر یہ بھی سن لو کہ آئندہ بھی تم مجھ سے یہ امید بالکل نہ رکھنا کہ میں تمہارے معبودوں کی عبادت کروں گا اور جب تم توحید کا انکار کررہے ہو اور اپنے کفر پر بالکل جمے ہوئے ہو تو میں بھی تم سے یہ امید نہیں رکھتا کہ تم کفر کی حالت میں میرے معبود کی عبادت کرو اور آخری بات یہ کہ قیامت کے دن ہر آدمی کو اپنے اپنے عمل کا بدلہ خود بھگتنا پڑے گا، لہٰذا اب بھی موقع ہے، تم اپنے کفر و شرک پر خوب غور کرلو۔

اس سورۃ میں درحقیقت اس بات کی تعلیم و تلقین ہے کہ اہل ایمان کو اپنے عقائد، اعمال اور تمام مذہبی امور پر مکمل استقامت اختیار کرنا چاہیے اور ان چیزوں کے بارے میں ذرہ برابر بھی نرم اور لچک دار رویہ نہ اپنانا چاہیے اور اس طرح اپنے تمام عقائد اور مذہبی امور پر جم جانا چاہیے کہ اہل باطل کو مسلمانوں کے متعلق یہ یقین ہو جائے کہ مسلمان سب کچھ گوارا کرسکتا ہے لیکن کبھی بھی ان چیزوں سے ہٹنا یا چھوڑنا گوارا نہیں کرسکتا اور نہ ہی ان میں ذرہ برابر دخل اندازی برداشت کرسکتا ہے۔ ہاں! اپنے مذہبی امور پر پابند رہتے ہوئے دین اسلام نے ہر ایک کے ساتھ حسن سلوک اور رواداری کا حکم دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے ایمان و عقائد اور مذہبی امور پر مکمل استقامت نصیب فرمائے۔ (آمین)

سوالات

(۱) سورۂ کافرون کے نزول کا واقعہ بتائیے۔ (۲) سورۂ کافرون کی فضیلت بتائیے۔

(۳) سورۂ کافرون میں آپ ﷺ کو کیا حکم دیا گیا ہے؟

(۴) سورۂ کافرون میں اہل ایمان کو کس بات کی تعلیم و تلقین کی گئی ہے؟

۱۰ دسویں مہینے میں ۶ دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط سرپرست

ہدایت برائے استاذ

روزمرّہ کے اعمال کی بہت سی دعائیں اور سنّتیں طلبہ ابتدائی نصاب میں یاد کرچکے ہیں، گذشتہ سال کی طرح اس سال بھی ان میں سے بعض دعاؤں کے فضائل ذکر کیے گئے ہیں، تاکہ ان دعاؤں کو پڑھتے وقت ان کی فضیلت کا استحضار رہے۔ سبق پڑھانے کے بعد طلبہ سے سوال کریں کہ اس دعا کو پڑھنے سے کیا فائدہ ہوگا مثلاً اس طرح سوال کریں کہ وضو کے بعد کی دعا پڑھنے سے کیا فائدہ ہوگا؟ نیز اس سال مزید چند دعائیں اور آداب ذکر کیے جارہے ہیں۔

دعاؤں کے ترجمے یاد کرانے کی کوشش کریں اور ان کی فضیلت بھی طلبہ کو ذہن نشین کرادیں۔ ہر عمل کے وقت اس عمل کی دعا پڑھنے اور آداب کے مطابق اس عمل کو کرنے کی ترغیب بھی دیتے رہیں اور اس کی نگرانی بھی کرتے رہیں۔

جن اعمال کی دعائیں اور سنتیں پچھلے سالوں میں آچکی ہیں، ان کا دور اس سال دیا گیا ہے۔

تعریف، ترغیبی بات

آداب و دعائیں زندگی گزارنے کے عمدہ اصول وضوابط کو ''آداب'' اور اللہ تعالیٰ سے مانگنے کو ''دعا'' کہتے ہیں۔

حدیث رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی باپ نے اپنی اولاد کو اچھے ادب سے بہتر کوئی عطیہ وہدیہ نہیں دیا۔ [معجم کبیر: ۱۳۲۳۴، عن ابن عمر رضی اللہ عنہما]

رسول اللہ ﷺ نے اپنے بچوں کو اچھے آداب سکھانے کی ترغیب دی ہے اور اسے بچوں کے لیے بہترین عطیہ وہدیہ قرار دیا ہے۔ ادب انسانی زندگی کا خوبصورت زیور ہے، اس سے انسان کامل بنتا ہے، اور اس میں اچھی زندگی گزارنے کا سلیقہ پیدا ہوتا ہے۔ اگر ادب انسان کی زندگی میں نہ ہو، تو

انسان چاہے کتنا ہی بڑا صاحبِ کمال اور مختلف علوم وفنون کا ماہر بن جائے ، وہ ادھورا ہی رہتا ہے، اس میں زندگی گزارنے کا سلیقہ نہیں ہوتا، اسلام نے زندگی گزارنے کے عمدہ سے عمدہ اصول ہمیں عطا فرمائے ہیں۔ان ہی اصولوں کو زندگی میں لاکر دنیا کی وحشی سے وحشی قومیں بھی باادب، سلیقہ منداور مہذب بن گئیں، اسلام نے ہمیں ہر چیز کے آداب سکھائے ہیں، معمولی سے معمولی کاموں حتی کہ استنجے کے بھی آداب بتا کر ہماری رہنمائی فرمائی ہے، ان آداب کی رعایت کرنے سے زندگی خوب سے خوب تر بنتی چلی جاتی ہے اور اچھی زندگی گزارنے کا سلیقہ پیدا ہوتا ہے، باادب اور سلیقہ مند انسان کو ہر جگہ عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور اس کی قدر کی جاتی ہے، اس لیے ہمیں تمام اعمال میں آداب کی پوری پوری رعایت کرنا چاہیے۔

اسلام نے جس طرح ہر موقع و ہر عمل کے لیے کچھ آداب سکھائے ہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کے لیے دعائیں بھی بتائی ہیں، یہ دعائیں نہایت اہم اور بڑی بابرکت ہیں، انسانی زندگی کا کوئی عمل ایسا نہیں جس کے مناسب حضور ﷺ نے دعا نہ مانگی ہو، ہر اس خیر و بھلائی کو آپ ﷺ نے طلب کیا ہے، جس سے انسان کو سکون و راحت مل سکے اور ہر ان فتنوں اور تکلیف دینے والی چیزوں سے پناہ مانگی ہے، جس سے انسان کو کسی طرح کا نقصان پہنچ سکے، ان دعاؤں کے پڑھنے میں نہ کوئی وقت صرف ہوتا ہے اور نہ محنت لگتی ہے، حضور ﷺ نے ان دعاؤں کا اہتمام کرنے کی خوب ترغیب دی ہے، چنانچہ ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کے یہاں کوئی چیز اور کوئی عمل دعا سے زیادہ عزیز نہیں۔ [ترمذی: ۳۳۷۰، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

ان دعاؤں کا اہتمام کرنے سے اللہ تعالیٰ کا دھیان نصیب ہوتا ہے، ہر طرح کی مصیبتوں اور آفتوں سے حفاظت ہوتی ہے اور دنیا وآخرت میں کامیابی حاصل ہوتی ہے، اس لیے ہمیں حضور ﷺ کی بتائی ہوئی دعاؤں کا خوب اہتمام کرنا چاہیے۔

سبق ۱

گذشتہ سال کا دور

دسترخوان اٹھانے کی دعا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَّلَا مُوَدَّعٍ وَّلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا۔ [ترمذی: ۳۴۵۶]

وضو کے آداب

① اونچی جگہ بیٹھ کر وضو کرنا۔ [شامی: ۱/۳۴۳، کتاب الطہارۃ، سنن الوضوء]

② پاک جگہ بیٹھ کر وضو کرنا۔ [شامی: ۱/ ۳۳۸، سنن الوضوء]

③ قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھنا۔ [شامی: ۱/ ۳۳۷، سنن الوضوء]

④ ہر عضو کو دھوتے یا مسح کرتے وقت ''بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ'' پڑھنا۔ [شامی: ۱/۳۴۳، کتاب الطہارۃ، سنن الوضوء]

⑤ وضو کے دوران دنیوی باتیں نہ کرنا۔ [شامی: ۱/۳۴۳ کتاب الطہارۃ، سنن الوضوء]

⑥ دائیں ہاتھ سے کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا۔ [شامی: ۱/ ۳۰۶، سنن الوضوء]

⑦ بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا۔ [شامی: ۱/ ۳۰۶، سنن الوضوء]

⑧ اعضائے وضو کو دھوتے وقت ہاتھ سے ملنا۔ [شامی: ۱/ ۳۳۷، سنن الوضوء]

⑨ منہ پر پانی زور سے نہ مارنا۔ [شامی: ۱/ ۳۵۷، کتاب الطہارۃ، سنن الوضوء]

غسل یا سونے کے لیے کپڑے اتارے تو یہ دعا پڑھے

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ۔ [عمل الیوم واللیلۃ ابن السنی: ۲۷۳]

ترجمہ: اللہ کے نام سے (میں کپڑے اتارتا ہوں) جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔

جب کوئی پسندیدہ چیز دیکھے تو یہ دعا پڑھے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِيْ بِنِعْمَتِہٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ۔ [ابن ماجہ:۳۸۰۳]

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس کے فضل سے سب اچھے کام پورے ہوتے ہیں۔

جب کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھے تو یہ دعا پڑھے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ۔ [ابن ماجہ:۳۸۰۳]

ترجمہ: ہر حال میں اللہ کا شکر ہے۔

افطار کرنے کی دعا

اَللّٰھُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِكَ أَفْطَرْتُ [ابوداؤد:۲۳۵۸]

ترجمہ: اے اللہ! میں نے تیرے لیے روزہ رکھا اور تیرے ہی رزق سے افطار کیا۔

افطار کے بعد کی دعا

ذَھَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْأَجْرُ إِنْ شَاءَ اللّٰہُ [۲۳۵۷، ابوداؤد]

ترجمہ: پیاس بجھ گئی اور رگیں تر ہو گئیں اور ان شاء اللہ اجر ثابت ہوگا۔

مسجد کے آداب

① مسجد اللہ کا گھر ہے، دل سے اس کا احترام کرنا۔ [شعب الایمان:۲۹۴۳، عن عمرو بن میمون عن اصحاب الرسول]

② مسجد میں سلام کر کے داخل ہونا۔ [تفسیر قرطبی:۱۲/ ۲۷۷]

③ مسجد میں داخل ہونے کے بعد بیٹھنے سے پہلے دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھنا۔ [بخاری:۴۴۴، عن ابی قتادہ رضی اللہ عنہ]

④ مسجد میں بدبودار چیزیں پیاز، لہسن، (سگریٹ، گٹکھا وغیرہ) کھا کر، بغیر منھ کو صاف کیے ہوئے نہ جانا، اس سے فرشتوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ [مسلم:۱۲۸۰، عن جابر رضی اللہ عنہ]

⑤ مسجد میں انگلیاں نہ چٹخانا۔ [شامی:۵/ ۱۸، فروع مشی الصلاۃ]

⑥ مسجد میں آواز بلند نہ کرنا، اگر لوگ نماز میں مشغول ہوں، تو تلاوت بھی آہستہ آواز میں کرنا۔
[ابن ماجہ: ۷۵۰، عن واثلہ رضی اللہ عنہ]

⑦ کسی نمازی کے سامنے سے نہ گزرنا۔ [مسلم: ۱۱۵۶، عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ]

⑧ مسجد میں دنیا کی باتیں نہ کرنا۔ [فتاوی ہندیہ: ۵/۳۲۱، باب آداب المسجد]

⑨ گم ہونے والی چیز کا اعلان مسجد میں نہ کرنا۔ [مسلم: ۱۲۸۸، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

⑩ مسجد میں کوئی ایسا کام نہ کرنا جس سے مسجد کی بے حرمتی ہوتی ہو، جیسے لڑائی، جھگڑا، خرید و فروخت، ناسمجھ بچوں کو مسجد لے جانا وغیرہ۔ [ابن ماجہ: ۷۵۰، عن واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ]

⑪ مسجد کی صفائی کا خیال رکھنا۔ [بخاری: ۴۵۸، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

صبح و شام کی دعائیں

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔ [ترمذی: ۳۳۸۸]

ترجمہ: (میں نے) اللہ کے نام سے (صبح و شام کی) جس کے (پاک) نام کے ساتھ زمین و آسمان کی کوئی چیز بھی نقصان نہیں پہنچا سکتی اور وہ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے۔

رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا۔

[مسند احمد: ۱۸۹۶۷، عن خادم النبی صلی اللہ علیہ وسلم]

ترجمہ: خوش ہوں میں اللہ کو رب مان کر، اسلام کو دین و مذہب مان کر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی مان کر۔

۱ پہلے مہینے میں ۲۰ دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط سرپرست

اس سال کے اسباق سبق ۲ وضو کی دعا

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس شخص کا وضو (کامل) نہیں جس نے وضو کے وقت اللہ کا نام نہیں لیا (بِسْمِ اللّٰهِ نہیں پڑھی)۔

[ابن ماجہ: ۳۹۷، عن ابی سعید رضی اللہ عنہ]

DEENIYAT

وضو کے بعد کی دعا

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے خوب اچھی طرح وضو کیا، پھر وضو سے فارغ ہو کر پڑھا: ”أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ۔“ اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں جس سے چاہے داخل ہو جائے۔ [ترمذی:۵۵]

۲ دوسرے مہینے میں ۴ دن پڑھائیں

سبق ۳ جب سورج نکلے تو یہ دعا پڑھیں

جب سورج طلوع ہوتے ہوئے دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا پڑھی:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَقَالَنَا يَوْمَنَا هٰذَا وَلَمْ يُهْلِكْنَا بِذُنُوْبِنَا۔

[مسلم:۱۹۴۸، عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ]

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، جس نے آج ہمیں معاف کر دیا اور ہمارے گناہوں کی وجہ سے ہمیں ہلاک نہیں کیا۔

۲ دوسرے مہینے میں ۸ دن پڑھائیں

سبق ۴ مغرب کی اذان کے وقت کی دعا

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کی اذان کے وقت یہ دعا سکھائی:

اَللّٰهُمَّ إِنَّ هٰذَا إِقْبَالُ لَيْلِكَ وَإِدْبَارُ نَهَارِكَ وَأَصْوَاتُ دُعَاتِكَ فَاغْفِرْ لِيْ۔ [ابوداؤد:۵۳۰]

ترجمہ: اے اللہ! یہ تیری رات کے آنے، دن کے جانے اور تیرے مؤذنوں کی آوازوں (اذانوں) کا وقت ہے، پس تو مجھے معاف فرما۔

۲ دوسرے مہینے میں ۸ دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط سرپرست

سبق ۵ — چھینکنے کے آداب

① چھینک آنے پر ہاتھ یا کپڑے سے چہرے کو ڈھانک لینا۔ [ترمذی: ۲۷۴۵، عن ابی ہریرہ ﷺ]

② چھینک کی آواز دبا لینا۔ [ترمذی: ۲۷۴۵، عن ابی ہریرہ ﷺ]

③ چھینک آنے پر ”اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ“ کہنا۔ [بخاری: ۶۲۲۴، عن ابی ہریرہ ﷺ]

④ سننے والے کا ”يَرْحَمُكَ اللّٰهُ“ کہہ کر چھینکنے والے کو دعا دینا۔ [بخاری: ۶۲۲۴، عن ابی ہریرہ ﷺ]

⑤ چھینکنے والا پھر یہ دعا ”يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ“ پڑھے۔ [بخاری: ۶۲۲۴، عن ابی ہریرہ ﷺ]

نوٹ: اگر کسی کو زکام کی وجہ سے بار بار چھینک آئے تو ہر دفعہ ”يَرْحَمُكَ اللّٰهُ“ کہنا ضروری نہیں ہے۔ [مسلم: ۷۶۸۱، عن سلمۃ عن ابیہ ﷺ]

۳ تیسرے مہینے میں ۱۰ دن پڑھائیں

سبق ۶ — تھوکنے کے آداب

① قبلہ کی طرف منھ کر کے نہ تھوکنا۔ [ابوداؤد: ۳۸۲۴، عن حذیفہ ﷺ]

② ایسی جگہوں پر نہ تھوکنا جہاں لوگوں کو تکلیف ہو۔ [فتاوی الازہر: ۲/۳۸۵]

۳ تیسرے مہینے میں ۱۰ دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط سرپرست

سبق ۷ جب بارش ہو تو یہ دعا پڑھیں

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب بارش ہوتی ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھتے تھے: **اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ صَیِّبًا نَافِعًا۔** [نسائی:۱۵۲۳]

ترجمہ: اے اللہ! اسے بابرکت بارش بنادیجیے۔

۴ چوتھے مہینے میں ۴ دن پڑھائیں

سبق ۸ جب بارش نہ برسے تو یہ دعا پڑھیں

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ عورتیں روتی ہوئی آئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی: **اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا غَیْثًا مُغِیْثًا مَّرِیْئًا مُّرِیْعًا نَافِعًا غَیْرَ ضَارٍّ عَاجِلًا غَیْرَ اٰجِلٍ۔**

[ابوداؤد:۱۱۶۹]

ترجمہ: اے اللہ! ہم پر ایسی بھرپور بارش نازل فرما جو زمین کے لیے موافق اور سازگار ہو، (اے اللہ) جلد نازل فرما، دیر نہ ہو۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دعا فرمانا تھا کہ) بس ان پر بادل چھا گئے۔

۴ چوتھے مہینے میں ۱۳ دن پڑھائیں

سبق ۹ تیل لگانے کے آداب

① بائیں ہاتھ میں تیل لینا۔ [کنز العمال:۱۸۲۹۹، عن عائشہ رضی اللہ عنہا]

② داہنے ہاتھ کے ذریعے پہلے ابروؤں پر پھر آنکھوں پر اور پھر سر میں تیل ڈالنا۔

[کنز العمال:۱۸۲۹۹، عن عائشہ رضی اللہ عنہا]

③ سر میں تیل ڈالنے کی ابتدا پیشانی سے کرنا۔ [سبل الہدی والرشاد:۷/۳۴۷]

۴ ۵ مہینے میں ٦ دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط سرپرست	

سبق ۱۰ سفر سے لوٹنے کی دعا

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر لوٹتے تو یہ دعا پڑھتے:

اٰئِبُوْنَ تَآئِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ [ترمذی:۳۴۴۰]

ترجمہ: (ہم سفر سے) لوٹنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، اپنے رب کی عبادت اور اس کی تعریف کرنے والے ہیں۔

۵ پانچویں مہینے میں ٦ دن پڑھائیں

سبق ۱۱ منزل پر پہنچنے کی دعا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں ہوتے، پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی گاؤں میں داخل ہونے کا ارادہ فرماتے تو یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهَا (تین مرتبہ کہے) اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا جَنَاهَا وَحَبِّبْنَا إِلٰى أَهْلِهَا وَحَبِّبْ صَالِحِيْ أَهْلِهَا إِلَيْنَا۔ [المعجم الاوسط:٦٣٢]

ترجمہ: اے اللہ! ہمارے لیے اس (بستی) میں برکت عطا فرما۔ اے اللہ! ہم کو اس کے پھل عطا فرما اور ہماری محبت شہر والوں کے دلوں میں اور شہر کے نیک لوگوں کی محبت ہمارے دلوں میں پیدا فرما۔

۵ پانچویں مہینے میں ۱۱ دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط سرپرست

ہدایت برائے استاذ

طلبہ میں حدیث فہمی کا ذوق پیدا کرنے کے لیے درس قرآن کے طرز پر رسول اللہ ﷺ کی چند احادیث مع ترجمہ وتشریح دی جارہی ہیں۔ یہ احادیث ایمانیات اور عبادات سے متعلق ہیں طلبہ کو سب سے پہلے ان احادیث کے الفاظ صحیح اعراب وتلفظ کے ساتھ پڑھائیں؛ پھران کا لفظی ومحاوری ترجمہ یاد کرائیں، اس کے بعد حدیث کے تحت دی گئی تشریح وہدایات اچھی طرح ذہن نشیں کرادیں۔ ساتھ ہی ساتھ ہر سبق کے تحت دیے گئے سوالات کے جوابات از بر کرادیں نیز اس بات کا ضرور خیال رکھیں کہ طلبہ حدیث کے تحت دیے گئے پیغام کے مطابق اپنی زندگی بنائیں اور سنواریں کہ ان تمام کوششوں کا مقصد ہی قرآن وحدیث کے مطابق زندگی بنانا ہے۔

تعریف، ترغیبی بات

درس حدیث حدیث شریف ترجمے اور مطلب کے ساتھ پڑھنے پڑھانے کو ''درس حدیث'' کہتے ہیں۔

حدیث بہترین کلام کتاب اللہ ہے، اور بہترین طریقہ محمد (ﷺ) کا طریقہ ہے۔ بدترین کام نئی نئی باتیں (بدعتیں) ہیں۔ اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ [مسلم:۲۰۴۲]

اللہ تعالیٰ نے سارے انسانوں کی ہدایت کے لیے قرآن نازل فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ لوگوں کو یہی قرآن پڑھ کر سناتے اور اس کی تشریح وتفسیر بیان کرتے، جو بات بھی بولتے بالکل حق اور سچ فرماتے کیوں کہ سب اللہ کی طرف سے ہوتی۔ اپنی خواہش اور جی سے کچھ نہ فرماتے۔ جو بات ارشاد

درس حدیث

فرماتے اس پر عمل بھی کر کے بتاتے۔آپ ﷺ کی انہیں باتوں اور کاموں کو حدیث کہا جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے جاں نثار صحابہ آپ کی باتیں بہت ادب اور دھیان سے سنتے ،اس کو یاد رکھتے اس پر عمل کرتے اور دوسروں تک وہ باتیں پہنچاتے۔اسی طرح صحابہ کے شاگردوں نے بھی کیا، صحابہ کے شاگردوں کے شاگردوں نے بھی ایسا ہی کیا اس طرح ہوتے ہوتے یہ علم کا خزانہ بالکل ہو بہو ہم تک پہنچا۔اس لیے ہمیں یہ یقین کرنا چاہیے کہ ہم جو باتیں حدیث کے نام سے پڑھتے ہیں وہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔رسول اللہ ﷺ کے فرمان کو بالکل اسی ادب اور احترام سے پڑھنا اور سننا چاہیے جیسے صحابہ پڑھتے اور سنتے تھے۔اور اس میں بتائی ہوئی باتوں اور ہدایات پر عمل کرنا چاہیے تا کہ ہم حضور ﷺ کے اخلاق واوصاف کے ساتھ آراستہ ہو جائیں اور آپ کی ناپسندیدہ چیزوں سے بچ جائیں۔ نیز حدیث پڑھ کر ہمیں دوسروں تک پہنچانا چاہیے، تا کہ ہم آپ کی دعا کے حق دار بن جائیں۔

رسول اللہ ﷺ نے حدیث سننے اور اس کو یاد کرنے اور دوسروں تک پہنچانے والے کو دعا دی ہے؛ چنانچہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے : اللہ پاک اس شخص کو تر و تازہ اور شاداب رکھے جس نے ہماری کوئی حدیث سنی ، پھر ہو بہو دوسروں تک پہنچادی، کیوں کہ بہت سے لوگ جن تک حدیث پہنچائی جاتی ہے وہ سننے والے سے زیادہ یاد رکھنے والے ہوتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی اسی دعا کی وجہ سے بہت سے حدیث پڑھنے پڑھانے والے لوگوں کے چہرے دنیا ہی میں پر رونق ہو جاتے ہیں ۔ہمیں بھی حدیث پاک کا علم بہت ہی ادب کے ساتھ حاصل کرنا چاہیے، تا کہ ہمیں بھی اللہ تعالیٰ ان برکتوں اور رحمتوں سے نوازے جو اس کے پیارے رسول کی حدیث پڑھنے پڑھانے والوں کو ملتی ہیں۔

سبق ۱

گذشتہ سال کا دور

① وضو کا فائدہ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔

إِنَّ أُمَّتِي يُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرًّا مُحَجَّلِيْنَ مِنْ آثَارِ الْوُضُوْءِ

کہ میری امت قیامت کے دن (جب) بلائی جائے گی تو ان کے چہرے اور اعضا (ہاتھ پاؤں) وضو کے اثر سے (دھلنے کی وجہ سے) روشن اور چمک دار ہوں گے۔

فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يُّطِيْلَ غُرَّتَهٗ فَلْيَفْعَلْ۔ [بخاری:۱۳۶]

لہٰذا جو شخص تم میں سے اپنی روشنی کو بڑھانا چاہے، تو وہ ضرور ایسا کرے۔

② پیشاب میں بے احتیاطی عذاب قبر کا سبب

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِسْتَنْزِهُوْا مِنَ الْبَوْلِ فَإِنَّ عَامَّةَ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنْهُ۔ [دار قطنی:۱/۱۲۸]

تم پیشاب سے بچو، اس لیے کہ عام طور پر قبر کا عذاب اسی سے ہوتا ہے۔

③ نماز چھوڑنے کا وبال

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ تَرَكَ صَلَاةً لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ۔ [معجم کبیر:۱۱۷۸۲]

جس شخص نے کوئی نماز چھوڑ دی تو وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا، اس حال میں کہ اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوں گے۔

④ بحکم خداوندی بیماری سے شفا

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَّهٗ قَالَ:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نقل کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ فَإِذَا أُصِيْبَ دَوَاءُ الدَّاءِ بَرَأَ بِإِذْنِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔ [مسلم:۵۸۷۱]

ہر بیماری کے لیے دوا ہے، پھر جب دوا بیماری کو پالیتی ہے تو بزرگ و بڑے اللہ کے حکم سے ٹھیک ہوجاتی ہے۔

⑤ صدقے کا فائدہ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَتَدْفَعُ مِيْتَةَ السُّوْءِ۔ [ترمذی:۶۶۴، م]

بے شک صدقہ اللہ کے غصے کو ٹھنڈا کرتا ہے، اور بُری موت کو دور کرتا ہے۔

۶ چھٹے مہینے میں	۲۰ دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط سرپرست

اس سال کے اسباق

سبق ۲ **اعمال کا دارومدار نیت پر ہے**

(۱) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَقُوْلُ إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ
وَإِنَّمَا لِامْرِءٍ مَّا نَوٰى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهٗ
إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ إِلٰى دُنْيَا يُصِيْبُهَا أَوِ امْرَأَةٍ
يَّتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهٗ إِلٰى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ	رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ	قَالَ
خطاب کے بیٹے عمر سے روایت ہے کہ	راضی ہو اللہ ان سے	انھوں نے فرمایا
حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ		

سَمِعْتُ	رَسُوْلَ اللّٰهِ	صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	يَقُوْلُ
میں نے سنا	اللہ کے رسول کو	اللہ کی رحمت اور سلامتی ہو ان پر	فرماتے ہوئے
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:			

إِنَّمَا	الْأَعْمَالُ	بِالنِّيَّاتِ
یقیناً	اعمال کا	(دارومدار) نیتوں پر ہے
یقیناً اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔		

وَإِنَّمَا	لِامْرِءٍ	مَّا	نَوٰى
اور	آدمی کے لیے	وہ جس کی	نیت کی اس نے

اور آدمی کے لیے وہ ہے جس کی اس نے نیت کی۔

فَ	مَنْ	كَانَتْ	هِجْرَتُهٗ	إِلَى
چنانچہ	جو شخص کہ	ہو	اس کی ہجرت	طرف
اللّٰهِ	وَ	رَسُوْلِهٖ	فَ	هِجْرَتُهٗ
اللہ	اور	اس کے رسول کی	تو	اس کی ہجرت ہے

إِلَى	اللّٰهِ	وَ	رَسُوْلِهٖ
طرف	اللہ	اور	اس کے رسول کی

چنانچہ جس شخص کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہو تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہے۔

وَ	مَنْ	كَانَتْ	هِجْرَتُهٗ	إِلَى
اور	جو شخص کہ	ہو	اس کی ہجرت	طرف
دُنْيَا	يُصِيْبُهَا	أَوِ	امْرَأَةٍ	يَتَزَوَّجُهَا
دنیا کی	جس کو وہ حاصل کرے	یا	عورت کی	جس سے وہ شادی کرے

فَ	هِجْرَتُهٗ	إِلٰى مَا	هَاجَرَ	إِلَيْهِ
تو	اس کی ہجرت	اس چیز کی طرف (ہوگی)	اس نے ہجرت کی	جس کی طرف
اور جس شخص کی ہجرت دنیا حاصل کرنے کے لیے ہو یا عورت سے شادی کرنے کے لیے، تو اس کی ہجرت اسی کی طرف ہوگی جس کی طرف اس نے ہجرت کی۔				

تشریح : یہ حدیث ''جوامع الکلم'' میں سے ہے، ''جوامع الکلم'' ایسی باتوں کو کہتے ہیں، جن کے الفاظ تو بہت کم ہوتے ہیں لیکن ان کے معنی بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ اس حدیث میں بندوں کو اخلاصِ نیت کی تعلیم دی گئی ہے، یعنی ہر اچھا کام نیک نیت سے محض اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لیے کیا جائے، اللہ تعالیٰ کے یہاں ہر عمل کی قدر و قیمت عمل کرنے والے کی نیت کے حساب سے لگائی جاتی ہے اور آدمی کو اس کی نیت کے مطابق ہی پھل ملتا ہے، اس حدیث میں ہجرت کرنے والے شخص کی نیت پر ثواب کے ملنے اور نہ ملنے کا دارومدار رکھا گیا ہے، دین کی خاطر ایک جگہ سے دوسری جگہ چلے جانے کو ''ہجرت'' کہتے ہیں۔ دیکھیے! ہجرت کتنا اونچا عمل ہے، اپنے گھر بار اور زمین و جائداد سب کو چھوڑنا پڑتا ہے، اگر یہ قیمتی عمل اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کی نیت سے ہوگا، تو اللہ تعالیٰ بہت زیادہ ثواب عطا فرمائیں گے اور اگر یہی عمل کسی دنیوی مقصد سے ہوگا جیسے تجارت کی نیت سے ہو یا کسی عورت سے شادی کی نیت سے ہو، تو ایسی ہجرت پر اللہ تعالیٰ کوئی ثواب نہیں دیں گے۔

اس حدیث میں ہمیں چند ہدایتیں دی گئی ہیں:

① ہر اچھے کام سے پہلے نیت کر لینی چاہیے، اگر کوئی نیک کام کسی نیت کے بغیر کرے گا، تو وہ نیک کام تو ہو جائے گا، لیکن کوئی ثواب نہ ملے گا، جیسے کسی نے بغیر نیت کے وضو یا غسل کیا، تو اس کا وضو اور غسل تو ہو گیا، لیکن اس کو کوئی ثواب نہ ملے گا۔

۲ ہر نیک کام محض اللہ تعالی کو راضی کرنے کے لیے کرنا چاہیے، اللہ تعالی اس پر بہت زیادہ ثواب عطا فرماتے ہیں، اور لوگوں کو دکھلانے کے لیے یا کسی دنیوی غرض سے نہیں کرنا چاہیے کہ ایسے عمل پر اللہ کے یہاں کچھ ثواب نہیں ملتا، الٹا عذاب ہوتا ہے۔

سوالات

۱ جوامع الکلم کسے کہتے ہیں؟ ۲ حدیث پاک میں کس بات کی تعلیم دی گئی ہے؟

۳ حدیث پاک میں کیا ہدایت دی گئی ہے؟

۷ ساتویں مہینے میں ۲۰ دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط سرپرست

سبق ۳ نیکوکاروں کا انعام

۲ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَالَ اللّٰهُ: أَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ۔ [بخاری:۷۴۹۸]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ	رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ
ابو ہریرہ سے روایت ہے	اللہ ان سے راضی ہو

عَنِ النَّبِيِّ	صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	قَالَ
نقل کرتے ہیں نبی	اللہ کی رحمت اور سلامتی ہو ان پر	آپ نے فرمایا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قَالَ اللّٰهُ	أَعْدَدْتُ	لِ	عِبَادِيَ الصَّالِحِيْنَ
فرمایا اللہ نے	تیار کر رکھی ہے میں نے	لیے	اپنے نیک بندوں کے

مَا	لَا	عَيْنٌ	رَأَتْ	وَ	لَا
جو	نہیں	کسی آنکھ نے	دیکھا	اور	نہیں

أُذُنٌ	سَمِعَتْ	وَ	لَا
کسی کان نے	سنا	اور	نہیں

خَطَرَ	عَلٰى	قَلْبِ بَشَرٍ
خیال گذرا	پر	کسی انسان کے دل

اللہ نے فرمایا: میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے (ایسی ایسی چیزیں) تیار کر رکھی ہیں، جن کو کسی آنکھ نے نہیں دیکھا اور کسی کان نے نہیں سنا اور کسی انسان کے دل پر ان کا خیال نہیں گذرا۔

تشریح: یہ حدیث ''حدیثِ قدسی'' ہے، ''حدیث قدسی'' ایسی حدیث کو کہتے ہیں جس کو نبی کریم ﷺ نے قَالَ اللّٰهُ (اللہ فرماتے ہیں) کے ذریعے بیان فرمایا ہو۔اس حدیث میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کو خوش خبری سنائی ہے کہ جنت میں ان کو ایسی ایسی نعمتیں ملیں گی جو دنیا میں کسی کو نصیب نہیں ہوئیں، بلکہ کسی آنکھ نے بھی ان کو نہیں دیکھا، اور نہ کسی کان نے ان کا حال سنا اور نہ کبھی کسی انسان کے دل میں ان کا خیال ہی آیا۔

جنت کی عمارت کا کیا پوچھنا! اس کی ایک اینٹ سونے کی ہوگی تو دوسری چاندی کی،

DEENIYAT

اس کا گارا تیز خوشبودار مشک کا ہوگا تو اس کی کنکریاں موتی اور یاقوت کی۔ جنت میں ایک طرف پانی کا دریا ہوگا تو دوسری طرف شہد کا اور کہیں دودھ کا دریا ہوگا تو کہیں شہد کا، پھر ان سے چھوٹی چھوٹی نہریں نکلیں گی جو جنتیوں کے محلات کے نیچے سے بہیں گی۔

وہاں ایسے بڑے بڑے درخت ہوں گے کہ سوار آدمی سو سال تک چلتا رہے گا پھر بھی اس کے سائے کو پار نہ کر سکے گا۔

جنت کی روشنی اور چمک دمک کا کیا کہنا! اگر جنت کی چیزوں میں سے ناخن کے برابر بھی کوئی چیز دنیا میں ظاہر ہو جائے، تو آسمان و زمین کے درمیان کی تمام چیزوں کو روشن کردے اور اس کی چمک دمک سے سورج کی روشنی بھی ماند پڑ جائے۔

جنت کے بازاروں کی کیا بات! وہاں ایک بازار ایسا بھی ہوگا جس میں خوبصورت خوبصورت تصویریں ہوں گی، جنتی جونسی بھی شکل وصورت اختیار کرنا چاہے گا اختیار کر لے گا، وہاں نہ بیماری ہوگی اور نہ کسی قسم کا رنج وغم اور نہ موت ہوگی اور نہ بڑھاپا۔

غرض جنت میں ایسی ایسی نعمتیں ہوں گی جس کو کسی آنکھ نے نہیں دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں ان کا خیال گذرا ہے، اللہ تعالیٰ نے ایسی نعمتیں اپنے نیک بندوں کے لیے بذاتِ خود تیار کر رکھی ہے۔

ہمیں اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کر کے نیک بننے کی کوشش کرنا چاہیے تاکہ ہم بھی اللہ تعالیٰ کی تیار کی ہوئی بے شمار نعمتوں کے مستحق بنیں۔

سوالات

(۱) حدیث قدسی کسے کہتے ہیں؟

(۲) حدیث پاک میں نیک بندوں کو کس بات کی خوش خبری دی گئی ہے؟ (۳) جنت کیسی ہوگی؟

۸ آٹھویں مہینے میں ۲۰ دن پڑھائیں	تاریخ		دستخط معلم		دستخط سرپرست

سبق ۴

جنتی کی صفات

(۳) عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَكَلَ طَيِّباً وَعَمِلَ فِيْ سُنَّةٍ وَأَمِنَ النَّاسُ بَوَائِقَهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔ [ترمذی: ۲۵۲۰]

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ	قَالَ
ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے	وہ فرماتے ہیں کہ

قَالَ	رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	مَنْ	أَكَلَ
فرمایا	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے	جس شخص نے	کھایا

طَيِّباً	وَعَمِلَ	فِيْ سُنَّةٍ	وَأَمِنَ
پاک (رزق)	اور عمل کیا	سنت پر	اور محفوظ رہے
النَّاسُ	بَوَائِقَهُ	دَخَلَ	الْجَنَّةَ
لوگ	اس کی زیادتیوں سے	تو وہ داخل ہوگا	جنت میں

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے پاک (رزق) کھایا اور سنت پر عمل کیا اور لوگ اس کی زیادتیوں سے محفوظ رہے، تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

تشریح : اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ایسے شخص کے جنت میں داخل ہونے کی بشارت سنائی ہے جس میں تین باتیں ہوں :

① پاک رزق کھانا، یعنی وہ پاک رزق کھاتا ہو، پاک رزق سے مراد وہ روزی ہے جو حرام نہ ہو اور جسے جائز طریقوں سے حاصل کیا گیا ہو۔ اس کے حاصل کرنے میں جھوٹ، دھوکہ دہی اور اس جیسے بُرے کاموں سے پرہیز کیا گیا ہو۔

② سنت پر عمل کرنا یعنی وہ اپنے ہر معاملے اور ہر کام میں سنت کے مطابق زندگی گذارتا ہو، اس کا لباس کھانا، پینا اور سونا سب سنت کے مطابق ہوں۔

③ کسی کو تکلیف نہ دینا، یعنی لوگ اس کی زیادتیوں سے محفوظ رہتے ہو۔ اس کے کسی کام یا بات سے لوگوں کو تکلیف نہ پہنچتی ہو اور لوگ اس کی طرف سے بالکل مطمئن اور بے خوف رہتے ہوں۔

جس شخص میں یہ تینوں باتیں جمع ہوں گی وہ جنت میں جائے گا، لہٰذا ہمیں بھی ان تینوں باتوں پر عمل کرنے کی کوشش کرنا چاہیے۔ ہم ہمیشہ پاک رزق حاصل کر کے کھائیں، سنت پر عمل کریں اور اس طرح زندگی گذاریں کہ لوگوں کو ہماری طرف سے کوئی تکلیف نہ پہنچے۔

سوالات

① حدیث میں کیسے شخص کے بارے میں جنت کی بشارت ہے؟

② حدیث پاک سے ہمیں کس طرح زندگی گذارنے کا سبق ملتا ہے؟

| ۹ | نویں مہینے میں | ۱۵ | دن پڑھائیں |

سبق ۵ قسم کھانا تجارت میں بے برکتی کا سبب ہے

④ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : اَلْحَلْفُ مُنَفِّقَةٌ لِلسِّلْعَةِ

مُمْحِقَةٌ لِلْبَرَكَةِ۔

[بخاری:۲۰۸۷]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ	قَالَ	سَمِعْتُ
ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے	انھوں نے فرمایا	میں نے سنا

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	يَقُوْلُ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو	فرماتے ہوئے کہ

اَلْحَلْفُ	مُنَفِّقَةٌ	لِلسِّلْعَةِ
قسم	(شروع میں تو) بڑھاتی ہے	سامان کو

مُمْحِقَةٌ	لِلْبَرَكَةِ
(پھر) ختم کردیتی ہے	برکت کو

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ قسم (شروع میں تو) سامان کو بڑھاتی ہے، (پھر) برکت کو ختم کردیتی ہے۔

تشریح: اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تاجروں اور دکان داروں کو متنبّہ کیا ہے کہ وہ سودا بیچنے اور گاہک کو خریداری پر آمادہ کرنے کے لیے قسمیں نہ کھائیں، اس لیے کہ جو شخص قسمیں کھا کھا کر اپنے سامان کو بیچتا ہے، چاہے وہ قسمیں سچی ہی کیوں نہ ہوں، تو شروع میں وقتی طور پر اس کے مال وسامان میں زیادتی ہوتی ہے، لوگ اس کی قسم پر اعتبار کر کے اس سے بہت زیادہ لین دین کرتے ہیں لیکن یہی قسم انجام کے اعتبار سے اس کے مال و

سامان میں برکت کو ختم کردیتی ہے، برکت ختم کردینے کا مطلب یہ ہے کہ اس کا کچھ نہ کچھ نقصان ہوتا ہے یا تو دکان میں اس کا سامان تباہ ہوجاتا ہے یا ٹوٹ جاتا ہے یا خراب ہوجاتا ہے یا اس کی آمدنی بے کار اور غیر مفید چیزوں میں خرچ ہوجاتی ہے۔

جھوٹی قسمیں کھا کر یا جھوٹ بول کر سودا بیچنے کا وبال تو اور بھی زیادہ ہے، دنیا میں جو نقصان اٹھانا پڑتا ہے وہ تو رہا ایک طرف، آخرت میں بھی ایسے شخص کے لیے دردناک عذاب ہے، لہٰذا ہم اگر تجارت کریں، تو ہمیں قسمیں کھا کر سودا نہیں بیچنا چاہیے، اسی طرح بات بات پر قسمیں نہیں کھانی چاہیے، بات بات پر قسمیں کھانا کوئی اچھی عادت نہیں ہے۔

سوالات

① حدیث میں تاجروں کو کس چیز سے روکا گیا ہے؟

② لین دین میں قسم کھانے سے کیا ہوتا ہے؟

③ جھوٹی قسم کا کیا نقصان ہے؟

۴ ۵ مہینے میں ۱۰ دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط سرپرست

سبق ۶

گناہوں کو مٹانے والے اور درجات کو بلند کرنے والے اعمال

⑤ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلٰى مَا يَمْحُو اللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَا

وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ؟ قَالُوْا: بَلٰى، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: إِسْبَاغُ

اَلْوُضُوْءِ عَلَى الْمَكَارِهِ، وَكَثْرَةُ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ، وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ

بَعْدَ الصَّلَاةِ فَذَالِكُمُ الرِّبَاطُ- [مسلم:٦٠١]

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	قَالَ
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے	فرمایا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَلَا أَدُلُّكُمْ	عَلٰى مَا	يَمْحُوْ	اللهُ
کیا میں تمہاری رہنمائی نہ کروں	ایسی چیز پر	کہ مٹاتا ہے	اللہ

بِهِ	الْخَطَايَا	وَيَرْفَعُ	بِهِ	الدَّرَجَاتِ
اس کے ذریعے سے	گناہوں کو	اور بلند کرتا ہے	اس کے ذریعے سے	درجے

کیا میں ایسی چیز پر تمہاری رہنمائی نہ کروں کہ جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ گناہوں کو مٹاتا ہے اور درجے بلند کرتا ہے۔

قَالُوْا	بَلٰى	يَا رَسُوْلَ اللهِ
صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا	کیوں نہیں	اے اللہ کے رسول

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: کیوں نہیں اے اللہ کے رسول!

عَلَى الْمَكَارِهِ	إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ	قَالَ
نا گواری کے باوجود	کامل وضو کرنا	رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ	إِلَى الْمَسَاجِدِ	وَكَثْرَةُ الْخُطَا
اور (دوسری) نماز کا انتظار کرنا	مسجدوں تک	اور قدموں کا زیادہ ہونا

فَذَالِكُمُ الرِّبَاطُ	بَعْدَ الصَّلَاةِ
یہی حقیقی رباط ہے	(ایک) نماز کے بعد

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نا گواری کے باوجود کامل وضو کرنا اور مسجدوں تک قدموں کا زیادہ ہونا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا یہی حقیقی رباط ہے۔

تشریح: اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے تین اعمال کی ترغیب دی ہے اور فرمایا ہے کہ اُن سے گناہ معاف ہوتے ہیں اور آخرت میں درجے بلند ہوتے ہیں۔

① نا گواری کے باوجود کامل وضو کرنا، یعنی تکلیف اور مشقت کے باوجود سنت کے مطابق پورا پورا وضو کرنا جیسے سردی کا موسم ہے اور پانی ٹھنڈا ہے، اس کے وجود سنت کے مطابق وضو کرنا اور ہر عضو کو تین تین مرتبہ دھونا، یا پانی کم ہے اور سنت کے مطابق وضو کرنے کے لیے دور چل کر جانا پڑتا ہے تو تکلیف و مشقت اٹھا کر وہاں جانا اور سنت کے مطابق کامل وضو کرنا۔

② مسجدوں تک قدموں کا زیادہ ہونا، یعنی مسجد سے زیادہ تعلق رکھنا، نماز کے لیے بار بار مسجد کی طرف جانا اور ظاہر ہے کہ جس شخص کا گھر مسجد سے جتنا دور ہونا، اس کو اتنا ہی زیادہ ثواب ملے گا۔

③ ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا، یعنی دل کا مسجد میں اٹکا رہنا، ایک نماز پڑھنے کے بعد بے چینی سے دوسری نماز کا انتظار کرنا، اور ظاہر ہے کہ یہ حال اسی بندے کا ہوگا جس کے دل کو نماز سے چین وسکون ملتا ہوگا۔

حدیث کے آخر میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہی حقیقی رباط ہے۔ ''رباط'' کہ مشہور معنیٰ اسلامی سرحد پر دشمن سے حفاظت کے لیے پڑاوٗ ڈالنے کے ہیں، جو بڑا عظیم الشان عمل ہے، اس حدیث شریف میں رسول اللہ ﷺ نے ان اعمال کو رباط اس لحاظ سے فرمایا ہے کہ جس طرح سرحد پر پڑاوٗ ڈال کر دشمن سے حفاظت کی جاتی ہے اسی طرح ان اعمال کے ذریعے نفس اور شیطان کے حملوں سے اپنی حفاظت ہوتی ہے۔

سوالات

① حدیث پاک میں کن تین اعمال کی ترغیب دی گئی ہے؟

② ان تین اعمال کو حدیث میں کیا کہا گیا ہے؟

③ رباط کے کیا معنیٰ ہیں؟ ان تین اعمال کو رباط کیوں کہا گیا ہے؟

۱۰ دسویں مہینے میں ۱۵ دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط سرپرست

ہدایت برائے استاذ

اسلامی عقائد سے چند عقائد مضمون کی شکل میں دیے گئے ہیں، یہ تمام مضامین طلبہ کو خوب اچھی طرح سمجھا کر ذہن نشیں کرادیں اور اس بات کی تاکید بھی کردیں کہ ایک ایمان والے کو ان تمام باتوں پر دل سے پختہ یقین رکھنا ضروری ہے۔

سبق پڑھانے کے بعد نیچے دیے گئے سوالات طلبہ سے زبانی پوچھ لیں۔

تعریف، ترغیبی بات

عقائد آدمی جن باتوں پر دل سے یقین رکھتا ہے، ان کو ''عقائد'' کہتے ہیں۔

حدیث رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایمان یہ ہے کہ تم اللہ کو، اس کے فرشتوں کو، اس کی کتابوں کو، اس کے رسولوں کو اور قیامت کے دن کو حق جانو، حق مانو اور ہر اچھی بری تقدیر کو بھی حق جانو حق مانو۔

اسلام میں عقائد کی بہت زیادہ اہمیت ہے، بلکہ دین کی بنیاد ہی عقائد پر رکھی گئی ہے، یہی وجہ ہے کہ جب بھی کسی قوم کے عقائد میں فساد اور بگاڑ پیدا ہوا تو ان کی اصلاح کے لیے اللہ تعالیٰ نے نبی اور رسول کو مبعوث فرمایا، سارے پیغمبروں نے اپنی قوم کو عقائد درست کرنے اور صحیح عقیدے پر مضبوطی کے ساتھ جمے رہنے کی دعوت دی، قرآن وحدیث میں عقائد کے متعلق باتیں انتہائی وضاحت کے ساتھ اور بڑے مؤثر انداز میں بیان کی گئی ہیں، جیسے اللہ کی وحدانیت اور اس کی ذات وصفات پر ایمان لانا، آسمانی کتابوں اور رسولوں کے برحق ہونے کا یقین رکھنا، آپ ﷺ کے آخری نبی ہونے

اورقرآن کے آخری آسمانی کتاب ہونے کا عقیدہ رکھنا اور فرشتوں اور آخرت کے دن پر ایمان لانا وغیرہ۔ ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے ایمان والو! اللہ پر ایمان رکھو، اور اس کے رسولوں پر اور اس کی کتاب پر جو اللہ نے اپنے رسول پر اتاری ہے اور ہر اس کتاب پر جو اس نے پہلے اتاری تھی۔ اور جو شخص اللہ کا، اس کے فرشتوں کا، اس کی کتابوں کا، اس کے رسولوں کا اور یوم آخرت کا انکار کرے، تو وہ بھٹک کر گمراہی میں بہت دور جا پڑا۔ [سورۂ نساء:۱۳۶]

عقیدہ ایک ایسی بنیادی چیز ہے، جس میں ذرہ برابر بھی کمی و زیادتی کی گنجائش نہیں ہوتی اور تھوڑا سا تزلزل بھی بڑے خسارے اور نقصان کا باعث ہوتا ہے۔ عقائد سے اعمال کا بھی بہت گہرا تعلق ہوتا ہے، بڑے سے بڑا عمل بھی اللہ کے یہاں عقائد کی درستگی کے بغیر قبول نہیں ہوتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی آدمی اللہ کو نہ مانے، اس کے ساتھ کفر و شرک کرے، یا حضور ﷺ کو آخری نبی اور رسول تسلیم نہ کرے اور آپ ﷺ کے بعد کسی بھی طرح سے نبی آنے کا عقیدہ رکھے، تو پھر وہ شخص چاہے جتنا اچھا کام کرے، اللہ تعالیٰ کے یہاں بدلے کا مستحق نہیں ہوگا اور اسے کوئی ثواب نہیں ملے گا۔

اس لیے ہمیں عقائد پر پوری مضبوطی کے ساتھ جمے رہنے اور ان کو اپنے دل میں بٹھا لینے کی ضرورت ہے، تاکہ ہمارا ایمان درست رہے، اللہ کے نزدیک ہمارا عمل قبول ہو اور پھر ہمیں اس کا بہترین بدلہ نصیب ہو۔

سبق ۱ اللہ تعالیٰ کی قدرت

''قدرت'' کے معنی طاقت کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات کو اپنی قدرت سے پیدا فرمایا، ہر طرف اس کی قدرت کے نظارے دکھائی دیتے ہیں۔ اس نے بغیر کسی سہارے کے مضبوط آسمان بنائے، رہنے کے قابل زمین بنائی، ان دونوں میں طرح طرح کی مخلوقات بنائی، بڑے بڑے دریا اور پہاڑ بنائے، اس نے چاند، سورج اور ستارے بنائے، جو اپنے اپنے خاص وقت میں ظاہر ہوتے ہیں اور چھپ جاتے ہیں، اس نے اپنی قدرت سے سردی، گرمی اور بارش کے الگ الگ موسم بنائے، اس نے سونے اور آرام کرنے کے لیے رات بنائی اور کام کرنے کے لیے دن بنایا، اللہ تعالیٰ ہی سمندر میں لاکھوں من وزن سے لدے جہازوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرتا ہے، وہی ہواؤں کو چلاتا ہے، جب زمین مردہ اور خشک ہو جاتی ہے، تو وہی پانی سے بھرے بادلوں کو ہنکا کر لے جاتا ہے، پھر بادلوں سے قطرہ قطرہ کر کے پانی برسا کر مردہ زمین کو ترو تازہ اور زندہ کر دیتا ہے اور اس پانی سے غلہ، اناج اور پھل پیدا کرتا ہے، جن کا مزہ، رنگ اور خوشبو الگ الگ ہوتی ہے، وہی مردہ چیز سے زندہ کو پیدا کرتا ہے اور زندہ چیز سے مردے کو نکالتا ہے۔ اس نے انسانوں کو الگ الگ بولیاں سکھائی، مرد، عورت، بچوں اور بوڑھوں کی آوازوں کو ایک دوسرے سے الگ بنایا۔ اس نے ہر انسان کا رنگ وروپ اور ناک نقشہ بھی الگ الگ بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے، قرآن میں ہے: اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور آسمان سے پانی برسایا، پھر اس کے ذریعے تمھارے رزق کے لیے پھل اُگائے اور کشتیوں کو تمھارے کام میں لگا دیا تا کہ وہ اس کے حکم سے سمندر میں چلیں اور

نہروں کو بھی تمھاری خدمت پر لگادیا اور سورج اور چاند کو تمھارے کام میں لگادیا جو مسلسل چلتے رہتے ہیں اور رات اور دن کو تمھارے کام میں لگادیا۔ [سورۂ ابراہیم:۳۲-۳۳]

اللہ تعالیٰ ایک دن اپنی قدرت سے سارے عالم کو فنا اور ختم کر دے گا، اللہ تعالیٰ عالم کو فنا اور ختم کر دینے کے بعد دوبارہ وجود میں لانے بلکہ اس جیسے سیکڑوں عالم پیدا کرنے کی پوری قدرت رکھتا ہے۔

سوالات

① قدرت کے معنیٰ بتایئے۔
② بغیر کسی سہارے کے مضبوط آسمان اور رہنے کے قابل زمین کس نے بنائی؟
③ الگ الگ موسم کس نے بنائے؟
④ بادلوں سے بارش کون برساتا ہے؟
⑤ کیا اللہ تعالیٰ سارے عالم کو فنا کرنے کے بعد دوبارہ وجود میں لانے پر قادر ہے؟

۱ پہلے مہینے میں ۹ دن پڑھائیں

سبق ۲ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا

''حَیٌّ'' اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے، اس کے معنیٰ ہے زندہ رہنے والا، اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا، وہ تمام کائنات کے پیدا ہونے سے پہلے بھی زندہ تھا اور تمام کائنات کے ختم ہو جانے کے بعد بھی زندہ رہے گا، اس کو کبھی موت نہیں آئے گی۔ ایک دن ساری کائنات ختم ہو جائے گی لیکن اس کی عظمت والی ذات باقی رہے گی، قرآن میں ہے: ہر چیز فنا ہونے والی ہے، سوائے اللہ تعالیٰ کی ذات کے، اسی کی حکومت ہے اور اسی کی طرف تم سب کو لوٹ کر جانا ہے۔

[سورۂ قصص:۸۸]

عقائد

اللہ تعالیٰ کی زندگی اپنی ذاتی زندگی ہے، کسی کی دی ہوئی نہیں ہے اور اس کے علاوہ تمام جانداروں کی زندگی اسی کی دی ہوئی ہے۔

سوالات

① حَیٌّ کا معنی اور اس کا مطلب بتائیے۔

② اللہ تعالیٰ کی زندگی ذاتی ہے یا کسی کی دی ہوئی ہے؟

③ تمام جانداروں کو زندگی کس نے دی؟

۱ پہلے مہینے میں ۳ دن پڑھائیں

سبق ۳ نبی اور رسول

رسالت و نبوت کے معنیٰ ہیں، اللہ تعالیٰ کا پیغام لوگوں تک پہنچانا۔ اللہ تعالیٰ لوگوں تک اپنا پیغام پہنچانے کے لیے اپنے خاص بندوں کو دنیا میں بھیجتے ہیں، اس پیغام کے پہنچانے والوں کو ''پیغمبر'' کہتے ہیں، ان پیغمبروں میں بعض رسول ہوتے ہیں اور بعض نبی۔ رسول اور نبی میں تھوڑا سا فرق ہے:

① رسول اس پیغمبر کو کہتے ہیں جس کو نئی کتاب اور نئی شریعت دی گئی ہو۔

[روح المعانی: ۱۷/۱۷۳؛ شرح العقائد النسفیۃ: ۱۶م]

② نبی ہر پیغمبر کو کہتے ہیں چاہے اسے نئی کتاب یا نئی شریعت دی گئی ہو یا نہ دی گئی ہو بلکہ وہ پہلی کتاب اور پہلی شریعت کے احکام کی تبلیغ کرتا ہو۔

[روح المعانی: ۱۷/۱۷۳؛ شرح العقائد النسفیۃ: ۱۶م]

③ ہر رسول نبی ہے لیکن ہر نبی رسول نہیں ہے۔ [روح المعانی: ۱۷/۱۷۳؛ شرح العقائد النسفیۃ: ۱۶م]

عقائد

پیغمبروں کا دنیا میں تشریف لانا دنیا والوں کے لیے رحمت اور بہت بڑی نعمت ہے، اگر اللہ تعالیٰ نبوت و رسالت کا سلسلہ جاری نہ فرماتا، تو انسان نہ تو اپنے پیدا کرنے والے کو پہچان سکتا، نہ اسے اپنی زندگی کے مقصد کا پتہ چلتا، نہ اسے بھلے برے کی تمیز ہوتی اور نہ ایک دوسرے کے حقوق کو پہچان سکتا۔ اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ اس نے نبوت و رسالت کا سلسلہ جاری کر کے دنیا میں رہنے کا صحیح طریقہ بتا دیا۔

[سورۂ اٰل عمران: ۱۶۴؛ شرح العقیدۃ الطحاویۃ لابن ابی العز: ۱/۱۴۹]

رسول اور نبی کے بارے میں ضروری عقیدے

① اللہ تعالیٰ نے نبی اور رسول ہر ملک میں اور ہر قوم کی طرف بھیجے۔ [سورۂ یونس: ۴۷؛ سورۂ فاطر: ۲۴]

② نبی اور رسول سچے ہوتے ہیں، کبھی جھوٹ نہیں بولتے، بری عادتوں، برے کاموں اور چھوٹے بڑے گناہوں سے پاک ہوتے ہیں۔ [شرح العقائد النسفیۃ: ۱۳۹م]

③ اللہ تعالیٰ انھیں اپنے بندوں تک احکام پہنچانے کے لیے مقرر کرتا ہے۔
[سورۂ اعراف: ۶۲؛ سورۂ احزاب: ۳۹]

④ وہ اللہ تعالیٰ کے احکام بندوں تک پہنچانے میں کوتاہی اور کمی زیادتی نہیں کرتے اور اللہ تعالیٰ کے احکام پہنچانے میں نہ ان سے کوئی بھول اور غلطی ہوتی ہے۔
[سورۂ یونس: ۱۵؛ سورۂ نجم: ۲-۴]

⑤ وہ اللہ تعالیٰ کے احکام پہنچانے پر بندوں سے کوئی معاوضہ اور اجرت نہیں لیتے۔
[سورۂ سبأ: ۴۷؛ سورۂ شعراء: ۱۸]

⑥ جو اُن کے پیغام کو مانتا ہے، اسے ثواب اور جنت کی خوش خبری سناتے ہیں اور جو نہیں مانتا، اسے اللہ تعالیٰ کے عذاب اور دوزخ سے ڈراتے ہیں۔ [سورۂ سبأ: ۲۸]

عقائد

⑦ وہ خود بھی اچھے کام کرتے اور برے کاموں سے بچتے ہیں اور دوسروں کو بھی اس کا حکم کرتے ہیں۔ [الارشاد الی صحیح الاعتقاد: ۱/۱۶۹]

⑧ اللہ تعالیٰ انھیں معجزے عطا کرتا ہے۔ [شرح العقائد النسفیۃ: ۱۳۴م]

⑨ اللہ انھیں غیب کی بہت سی باتیں بتاتا ہے۔ [سورۂ ال عمران: ۱۷۹؛ سورۂ جن: ۲۶، ۲۷]

⑩ تمام انبیاء ورسل انسان تھے اور سب مرد تھے کوئی عورت نبی اور رسول نہیں ہوئی۔ [سورۂ یوسف: ۱۰۹]

⑪ نبوت ورسالت اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا عطیہ ہے، اس میں آدمی کی کوشش، ارادے اور عبادت کو دخل نہیں، اسی لیے کوئی ولی چاہے اپنی محنت سے اللہ کے یہاں کتنا ہی مرتبہ حاصل کرلے، کبھی کسی نبی کے درجے کو نہیں پہنچ سکتا۔ [صفوۃ التفاسیر: ۱/۵۰؛ شرح العقائد النسفیۃ: ۱۶۴م]

پیغمبروں میں سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام اور سب سے آخر میں ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ چند مشہور پیغمبروں کے نام یہ ہیں: حضرت آدم علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ادریس علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

[سورۂ انبیا: ۴۸، ۸۵، شرح العقائد النسفیۃ: ۱۳۵م]

انبیائے کرام اور رسولوں کی تعداد کے متعلق صحیح عقیدہ یہ ہے کہ ان کی کوئی خاص تعداد مقرر نہ کی جائے، بلکہ یہ عقیدہ رکھا جائے کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کے بہت سے انبیاء ورسل آئے ہیں، سب اپنا اپنا تبلیغ کا فریضہ ادا کرکے چلے گئے، سب پر ایمان لانا فرض ہے، ان میں تفریق کرنا یعنی بعض کو ماننا اور بعض کو نہ ماننا کفر ہے۔ [سورۂ بقرہ: ۲۸۵؛ شرح العقائد النسفیۃ: ۱۳۸م]

سوالات

① رسالت ونبوت کے معنیٰ بتائیے۔
② رسول اور نبی میں کیا فرق ہے؟
③ اگر اللہ تعالیٰ نبوت ورسالت کا سلسلہ جاری نہ فرماتا تو کیا ہوتا؟
④ نبی اور رسول کے بارے میں ضروری عقیدے بتائیے۔
⑤ کیا کوئی ولی نبی اور رسول کے درجے کو پہنچ سکتا ہے؟
⑥ انبیاء اور رسولوں کی تعداد کے متعلق کیا عقیدہ ہونا چاہیے؟

۱	۲	مہینے میں	19	دن پڑھائیں	تاریخ		دستخط معلم		دستخط سرپرست	

سبق ۴ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام پیغمبروں سے افضل ہیں

ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمام نبیوں اور رسولوں میں سب سے افضل ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور کامل انسان ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ تمام مخلوقات میں سب سے بڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی تمام مخلوق سے زیادہ علم عطا فرمایا تھا۔ قیامت کے دن حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی تمام اولاد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے ہوگی، اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ''مقامِ محمود'' عنایت فرمائے گا، وہ یہ ہے کہ میدانِ محشر میں جب تمام لوگ پریشان حال ہوں گے اور حساب وکتاب جلد شروع کیے جانے کے لیے بڑے بڑے انبیاء کے پاس جا کر شفاعت کی درخواست کریں گے تو سب معذرت کر دیں گے، آخر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت فرمائیں گے، اسی کو ''مقامِ محمود'' کہتے ہیں اور یہ مقام صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے۔ [شرح العقائد النسفیۃ: ۱۴۰ام؛ تفسیر ابن کثیر: ۳/۷۰]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات تمام پیغمبروں کے معجزات سے زیادہ ہیں، جو کمالات الگ الگ

طور پر تمام انبیائے کرام علیہم السلام میں موجود تھے وہ سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکت میں جمع تھے، معراج کی رات میں اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت ودوزخ کی سیر کرائی اور وہ مقام عطا فرمایا جو نہ کبھی کسی کو حاصل ہوا اور نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء علیہم السلام پر کچھ چیزوں میں فضیلت عطا فرمائی ہے۔

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ''جَوَامِعُ الْکَلِمْ'' عطا کیے گئے، یعنی ایسے جامع کلمات جن کے الفاظ تو بہت کم ہوں مگر اس میں علوم بہت زیادہ ہوں۔

(۲) جو کفار حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک مہینے کی مسافت کے فاصلے پر رہتے تھے، ان کے دلوں میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رعب ڈال دیا گیا تھا۔

(۳) مالِ غنیمت جو پہلی امتوں کے لیے حلال نہ تھا، وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت کے لیے حلال کر دیا گیا۔

(۴) قیامت کے دن تمام اولین وآخرین اور تمام انبیاء ومرسلین حساب کتاب کے منتظر ہوں گے، کوئی شفاعت کی ہمت نہ کر سکے گا، بالآخر حضور صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت فرمائیں گے۔

(۵) حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت کے لیے ساری زمین کو مسجد اور پاک کرنے کا ذریعہ بنایا گیا، جس جگہ وہ چاہے نماز پڑھ سکتے ہیں بشرطیکہ وہ جگہ پاک ہو اور اگر پانی نہ ہو تو پاک مٹی کے ذریعے تیمّم کر کے پاکی حاصل کر سکتے ہیں۔

(۶) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام عالم کا نبی بنا کر بھیجا گیا، جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے تمام نبی خاص قوم اور خاص ملک کی طرف بھیجے جاتے تھے۔

(۷) حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہوگئی، اب قیامت تک کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔

[بخاری: ۴۳۸، عن جابر رضی اللہ عنہ؛ مسلم: ۱۱۹۵، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

حضور ﷺ سے تمام مخلوقات حتیٰ کہ اپنی ذات سے بھی زیادہ محبت رکھنا اور آپ ﷺ کی ایسی عزت و تعظیم کرنا، جو شریعت کے موافق ہو، ہر امتی پر فرض ہے اور شریعت کے خلاف باتوں کو محبت یا تعظیم سمجھنا نادانی اور گناہ ہے۔

سوالات

① سارے نبیوں اور رسولوں میں سب سے افضل کون ہے؟

② مقامِ محمود اللہ تعالیٰ کس کو عنایت فرمائیں گے؟

③ جوامع الکلم کسے کہتے ہیں اور وہ کسے دیے گئے؟

④ کیا اس امت کے لیے مالِ غنیمت حلال ہے؟

⑤ آپ ﷺ کے ساتھ کیسی محبت رکھنی چاہیے؟

۲ ۳ مہینے میں ۱۴ دن پڑھائیں		دستخط معلم	

سبق ۵ حضرت محمد ﷺ آخری نبی

سب سے آخری نبی حضرت محمد ﷺ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نبوت و رسالت کو آپ ﷺ پر ختم کر دیا، آپ ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا، آپ ﷺ نے خود فرمایا: ''أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ'' ترجمہ: میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ [ابوداوٗد: ۴۲۵۲، عن ثوبان رضی اللہ عنہ]

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے ذریعے دین کو ہر طریقے سے کامل و مکمل کر دیا، اس لیے آپ ﷺ کے بعد کسی نبی کے آنے کی ضرورت نہیں رہی، آپ ﷺ کی نبوت و رسالت تمام عالم کے جناتوں اور انسانوں کے لیے عام ہے اور قیامت تک چلتی رہے گی، آپ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت نے تمام شریعتوں کو منسوخ کر دیا، لہٰذا آپ ﷺ

کے لائے ہوئے دین اور شریعت ہی کی پیروی کرنا فرض ہے اور اس کے سوا دیگر مذاہب کی اتباع جائز نہیں ہے، قرآن میں ہے: جو کوئی شخص اسلام کے سوا کوئی اور دین اختیار کرنا چاہے گا تو اس سے وہ دین قبول نہیں کیا جائے گا اور آخرت میں وہ ان لوگوں میں شامل ہوگا جو سخت نقصان اُٹھانے والے ہیں۔ [سورۂ آل عمران: ۸۵]

حضور ﷺ کے تشریف لانے سے پہلے تمام انبیائے کرام علیہم السلام نے آپ ﷺ کے آنے کی بشارت دی اور ہر نبی نے یہ اعلان کیا کہ محمد ﷺ آخری نبی ہیں اور حضور ﷺ کا آخری نبی ہونا پچھلی کتابوں میں بھی مذکور تھا، لہٰذا جو بھی آپ ﷺ کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے اور اس کی نبوت کو ماننے والا کافر ہے۔ حضور ﷺ کے زمانے سے لے کر اِس وقت تک بہت سے لوگوں نے اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کیا، وہ سب کے سب جھوٹے تھے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے قریب آسمان سے اُتریں گے، لیکن وہ بھی ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کی شریعت پر عمل کریں گے اور اپنے نبوت کے منصب پر قائم رہتے ہوئے حضور ﷺ کی تعلیمات کے مطابق اس امت کی اصلاح فرمائیں گے۔ [بخاری: ۱۲۱۷، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ؛ تفسیر ابن کثیر: ۳/ ۵۲۷؛ شرح العقائد النسفیۃ: ۱۳۷-۱۳۸م]

سوالات

① ختمِ نبوت کے بارے میں آپ ﷺ نے کیا فرمایا؟
② کیا اسلام کے علاوہ کسی اور مذہب کی اتباع جائز ہے؟
③ آپ ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا کیسا ہے؟
④ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کس کی شریعت پر عمل کریں گے؟

۳ تیسرے مہینے میں ۱۱ دن پڑھائیں

عقائد

سبق ۶

صحابہ

''صحابہ'' صحابی کی جمع ہے، جس شخص نے ایمان کی حالت میں حضور ﷺ سے ملاقات کی ہو اور ایمان ہی کی حالت میں اس کی وفات ہوئی ہو، اس کو ''صحابی'' کہتے ہیں۔ [عمدۃ القاری:۲۴/۲۲۹]

صحابہ رضی اللہ عنہم بہت سارے ہیں، ان کے مرتبے آپس میں کم زیادہ ہیں، تمام انسانوں میں انبیاء علیہم السلام کے بعد حضور ﷺ کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا مرتبہ اور مقام ہے، تمام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کامل ایمان والے، متقی، پرہیزگار اور اعلیٰ درجے کے ولی تھے، قرآن کریم میں ایمان والوں کی جتنی بھی اچھی صفات کا ذکر کیا گیا ہے، ان تمام صفات کے سب سے پہلے مصداق صحابہ رضی اللہ عنہم تھے، ان کے بعد بقیہ امت کے علماء، صلحاء، اولیاء وغیرہ ان صفات کے مصداق ہیں۔ ہمارے نبی ﷺ کی شریعت کا علم ہمیں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ذریعے سے حاصل ہوا، اگر درمیان میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا واسطہ نہ ہوتا، تو ہم کو نہ قرآن کریم کا علم ہوتا اور نہ آپ ﷺ کی حدیث کا علم ہوتا، امت میں سب سے زیادہ قرآن کو سمجھنے والے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم تھے، انھوں نے قرآن وحدیث اور ان کے احکام دوسروں تک پہنچانے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے اپنی رضا وخوشنودی کا اعلان فرمادیا، قرآن میں ہے: اللہ ان سے راضی ہوگیا اور وہ اللہ سے راضی ہوگئے۔ [سورۂ بینہ:۸]

تمام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت رکھنا ایمان کی علامت ہے اور ان سے بغض ونفرت کرنا، ان کی شان میں گستاخی کرنا اور نازیبا کلمات کہنا نفاق کی علامت ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ کے بارے میں برا کہنے سے ڈرو، میرے صحابہ کے بارے میں برا کہنے سے ڈرو، میرے بعد ان کو ملامت کا نشانہ نہ بناؤ، جس نے ان سے محبت کی، اس نے میری

محبت کی وجہ سے ان سے محبت کی اور جس نے ان سے دشمنی رکھی، اس نے مجھ سے دشمنی رکھنے کی وجہ سے ان سے دشمنی رکھی اور جس نے ان کو تکلیف پہنچائی، اس نے مجھ کو تکلیف پہنچائی اور جس نے مجھ کو تکلیف پہنچائی، اس نے اللہ کو تکلیف پہنچائی اور جو اللہ کو تکلیف پہنچائے گا تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو عذاب میں گرفتار کر لے گا۔

[ترمذی: ۳۸۶۲، عن عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ]

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا بہت اونچا مقام ہے، کوئی مسلمان اگر اپنی ساری عمر نیک اعمال کرنے میں گزار دے اور اُحُد پہاڑ کے برابر خدا کی راہ میں سونا خرچ کر دے پھر بھی کسی صحابی کے ادنیٰ عمل اور معمولی صدقے کی برابری نہیں کر سکتا۔ [بخاری: ۳۶۷۳، عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ]

قرآن وحدیث میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے نقش قدم کی پیروی کرنے اور ان سے عقیدت ومحبت رکھنے کی تاکید فرمائی گئی ہے اور ان کی برائی کرنے کو ناجائز وحرام بلکہ لعنت کا سبب فرمایا گیا ہے۔ ہم سارے مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا احترام اور ان کی عزت کرتے ہیں اور ان سب سے محبت رکھتے ہیں، ان میں سے کسی کی برائی، عیب جوئی یا کسی قسم کی بے عزتی کرنے کو سخت گناہ سمجھتے ہیں اور ان کے وہ تمام فضائل جو قرآن وحدیث میں ذکر کیے گئے ہیں ہم ان کے لیے مانتے ہیں۔

[مصنف عبدالرزاق: ۲۰۷۱۰، عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ؛ شرح العقائد النسفیۃ: ۱۶۱-۱۶۳م]

سوالات

① صحابی کسے کہتے ہیں؟

② قرآن وحدیث کا علم ہم تک کن کے واسطے سے پہنچا؟

③ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ارشاد فرمایا؟

۳	۴	مہینے میں	۱۴	دن پڑھائیں	تاریخ		دستخط معلم	دستخط سرپرست

عقائد

سبق ۷

خلفاء

''خلفاء'' خلیفہ کی جمع ہے اور خلیفہ نائب کو کہتے ہیں۔ حضور ﷺ کے بعد دین کا کام سنبھالنے اور جو انتظامات حضور ﷺ نے فرمائے تھے، انھیں قائم رکھنے میں جو آپ ﷺ کا نائب ہوا، اسے ''خلیفہ'' کہتے ہیں۔ [شرح العقائد النسفیۃ: ۱۴۹م]

خلفاء چار ہیں: ۱) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ ۲) حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔ ۳) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ۔ ۴) حضرت علی رضی اللہ عنہ۔ ان چاروں کو ''خلفائے اربعہ'' اور ''خلفائے راشدین'' کہتے ہیں۔

تمام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں سب سے اونچا مرتبہ خلفائے راشدین کا ہے، حضور ﷺ کے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد دین کا کام سنبھالنے کے لیے یہی چاروں صحابہ رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کے قائم مقام اور خلیفہ ہوئے، انھوں نے آپ ﷺ کے طریقے پر خلافت کی ذمے داری کو انجام دیا، وہ علم، عمل صالح، پرہیزگاری، تقوی اور اخلاق میں حضور ﷺ کا نمونہ تھے، انھوں نے شریعت کے قانون کے مطابق ملک کا سارا انتظام کیا اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کو لوگوں تک پہنچایا، اسلامی شریعت کو دور دراز ملکوں تک رائج کیا، اپنی طرف سے دین میں نہ تو کوئی تبدیلی کی اور نہ شریعت سے ہٹ کر کوئی حکم نافذ کیا۔ ان چاروں خلفاء میں سب سے افضل حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کی خلافت کی ترتیب بھی اسی طرح ہے۔

[العقیدۃ الطحاویۃ: ۱/ ۵۷؛ شرح العقائد النسفیۃ: ۱۴۸-۱۴۹م]

عقائد

خلفائے اربعہ کا عمل شرعی حجت ہے اور قیامت تک آنے والے مسلمانوں پر اس کا اتباع لازم ہے، ان میں سے کسی کو برا کہنا جائز نہیں، جواُن پر تنقید کرے اور ان کی شان میں گستاخی کرے وہ بڑا گنہگار اور فاسق ہے۔ [ابوداؤد: ۴۶۰۷، عن عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ]

سوالات

① خلیفہ کسے کہتے ہیں؟

② خلفائے راشدین کے نام بتاؤ۔

③ خلفائے راشدین کیسے تھے اور انھوں نے خلافت کی ذمے داری کو کس طرح انجام دیا؟

④ خلفائے اربعہ کے عمل کی کیا حیثیت ہے؟

۴ ۵ مہینے میں ۱۴ دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط سرپرست

سبق ۸ اولیاء

''اولیاء'' ولی کی جمع ہے، ولی کے معنیٰ ہیں اللہ کا دوست، جو مسلمان اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی تابعداری کرے، کثرت سے عبادت کرے، گناہوں سے بچتا رہے، دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھے، اسے دنیا کی حرص نہ ہو، ہر وقت آخرت کا خیال رکھتا ہو، وہ اللہ تعالیٰ کا مقرب اور پیارا ہوتا ہے، اس کو ''ولی'' کہتے ہیں۔ [شرح العقائد النسفیۃ: ۱۴۴-۱۴۵م]

ولایت (ولی ہونے) کے بہت سے درجات ہیں، کامل درجہ اس شخص کو حاصل ہوتا ہے، جس کا دل ایمان لانے کے بعد اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ڈوبا ہوا

ہو، صبح وشام اس کا دل اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول رہتا ہو، وہ محض اللہ تعالیٰ کے لیے محبت اور نفرت کرنے والا ہو، اس کا ظاہر و باطن تقویٰ سے آراستہ ہو، جو اعمال و اخلاق اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں ان سے پرہیز کرتا ہو، چھوٹے بڑے شرک سے پاک رہتا ہو، غرور، کینہ، حرص اور حسد وغیرہ بُرے اخلاق سے دور رہتا ہو اور عمدہ اخلاق و اعمال سے مزین ہو۔

[شرح العقیدۃ الطحاویۃ لابن ابی العز: ۱/ ۳۵۷]

کوئی ولی کبھی کسی نبی کے درجے کو نہیں پہنچ سکتا اور نہ وہ نبی کی طرح معصوم (گناہوں سے پاک) ہوتا ہے، تمام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اللہ کے ولی تھے، ایسا ولی جو صحابی نہ ہو وہ اپنی ولایت سے کسی صحابی کے مرتبے کو نہیں پہنچ سکتا۔ ہم مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ اولیاء اللہ سے کرامتوں کا ظاہر ہونا حق ہے لیکن کرامت کا ہونا ولی ہونے کے لیے ضروری نہیں ہے بلکہ ولایت کا اصل معیار تقویٰ اور اتباع سنت ہے۔

[شرح العقائد النسفیۃ: ۱۴۴، ۱۴۵؛ شرح العقیدۃ الطحاویۃ لعبد اللہ ۹/۸۱]

سوالات

① ولی کے معنیٰ بتائیے۔

② ولی کسے کہتے ہیں؟

③ ولایت کا سب سے کم درجہ کس کو حاصل ہوتا ہے؟

④ کیا کوئی ولی نبی اور صحابی کے درجے کو پہنچ سکتا ہے؟

⑤ کیا کرامت کا ظاہر ہونا ولی ہونے کے لیے شرط ہے؟

۵ پانچویں مہینے میں ۸ دن پڑھائیں

عقائد

سبق ۹ کفار کے مذہبی تہواروں میں شرکت

کفار کے مذہبی تہوار مشرکانہ عقیدوں سے بھرے ہوتے ہیں جیسے گنیش، چترتھی، دسہرہ، مورتی پوجا، ہولی، دیوالی اور کرسمس وغیرہ ان میں شرکت کرنا حرام ہے، اس کی چند صورتیں یہ ہیں:

① ان تہواروں کا منانا۔

② تہوار منانے میں ان کے ساتھ شریک ہونا۔

③ ان کے مذہبی تہواروں میں ان کی مدد کرنا۔

④ ان کے مذہبی تہواروں میں تحفہ یا چندہ وغیرہ دینا۔

⑤ ان کے مذہبی تہواروں کے اعزاز میں اپنے ہی گھر کے لیے چیزیں خریدنا اور کھانے پکانے کا اہتمام کرنا۔

⑥ ان کے مذہبی جلسوں میں شریک ہونا۔

اگر کوئی مسلمان ان میں سے کسی بھی بات کو اچھا جان کر کرے گا، تو اس کا ایمان جاتا رہے گا اور اگر گناہ جان کر کرے گا، تو سخت گنہگار ہوگا۔ ہم تمام مسلمان کفار کے مذہبی تہواروں کو نہ مناتے ہیں اور نہ ان میں شریک ہوتے ہیں۔

[سنن کبریٰ بیہقی:۱۹۳۳۳، عن عمر رضی اللہ عنہ؛ البحر الرائق:۵/۱۳۳؛ الارشاد الی صحیح الاعتقاد:۱/۲۹۰]

سوالات

① کفار کے مذہبی تہوار کیسے ہوتے ہیں؟ ② کفار کے مذہبی تہواروں میں شرکت کی صورتیں بیان کرو۔

③ ان تہواروں میں شرکت کا حکم کا بیان کیا ہے؟

۵	پانچویں مہینے میں	۸	دن پڑھائیں	تاریخ		دستخط معلم		دستخط سرپرست	

عقائد

ہدایت برائے استاذ

مسائل کے اسباق طلبہ کو پڑھانے سے پہلے خوب مطالعہ کر کے اچھی طرح سمجھ لیں اوران مسائل کی مزید تفصیل کے لیے فقہ کی معتبر کتابوں کا بھی مطالعہ کر لیں تو بڑا فائدہ ہوگا اور طلبہ کو مسائل سمجھانے اور مطمئن کرنے میں آسانی ہوگی۔

تمام مسائل طلبہ کو اچھی طرح سمجھا کر ذہن نشین کرا دیں اوران ہی مسائل کو مختلف انداز سے الٹ پلٹ کر سوالات کرتے رہیں۔

تعریف، ترغیبی بات

مسائل دین کی وہ باتیں جن میں عمل کا طریقہ یا اس کا صحیح اور غلط ہونا بتایا جائے، ان کو "مسائل" کہتے ہیں۔

حدیث رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ علم کو (آخری زمانے میں) اس طرح نہیں اٹھائیں گے کہ لوگوں کے دل و دماغ سے اسے پورے طور پر نکال لیں، بلکہ علم کو اس طرح اٹھائیں گے کہ علماء کو ایک ایک کر کے اٹھاتے رہیں گے، یہاں تک کہ جب کوئی عالم باقی نہیں رہے گا، تو لوگ علماء کے بجائے جاہلوں کو اپنا سردار بنالیں گے، ان سے مسئلے پوچھے جائیں گے اور وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے، نتیجہ یہ ہوگا کہ خود تو گمراہ تھے ہی دوسروں کو بھی گمراہ کر دیں گے۔ [بخاری: ۱۰۰، عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ]

ہم مسلمان ہیں، ہمارے اوپر فرض ہے کہ ہم اللہ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق زندگی گذاریں اور اللہ کی نافرمانی کرنے سے بچیں، اس راستے پر چلیں جو سیدھا ہے اور جنت تک لے جانے

والا ہے اور ان راستوں پر نہ چلیں جو گمراہی اور جہنم تک لے جانے والے ہیں۔ جنت و جہنم کے راستے کی پہچان ہمیں دینی علوم سیکھنے سے ہوگی، صحیح اور غلط میں فرق دینی مسائل کے پڑھنے سے پتہ چلے گا۔

لہٰذا دینی مسائل کا سیکھنا ہماری سب سے بڑی ضرورت اور افضل ترین عبادت ہے۔ پاکی ناپاکی، نماز روزہ، زکوۃ حج، تجارت اور خرید وفروخت وغیرہ ایسے مسائل ہیں جن سے ہر مسلمان کو واسطہ پڑتا رہتا ہے، اس لیے ان کا علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر ضروری ہے اور ان سے غفلت برتنا بڑی محرومی کی بات ہے۔ جو شخص دینی علوم سے واقف نہیں ہوتا، شیطان اسے بہت جلد گمراہ کر لیتا ہے، اور جو شخص دینی علوم سے واقف ہوتا ہے، حلال وحرام اور جائز و ناجائز باتوں کو اچھی طرح جانتا ہے شیطان ایسے شخص کو گمراہ نہیں کر پاتا۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ایک فقیہ (مسائل کا جاننے والا) شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے۔ [ترمذی: ۲۶۸۱، عن ابن عباس رضی اللہ عنہ]

اس لیے ہمیں دینی مسائل کا زیادہ سے زیادہ علم حاصل کرنا چاہیے، تاکہ ہم شیطانی فریب سے بچ سکیں اور سیدھے راستے پر قائم رہ سکیں۔

مسائل

سبق ۱

① تیمّم کا بیان

پاک مٹی یا اس جیسی چیز سے بدن کی پاکی حاصل کرنے کو "تیمّم" کہتے ہیں۔

تیمّم کرنا کب جائز ہے؟

درج ذیل صورتوں میں تیمّم کرنا جائز ہے:

① پانی ایک میل (تقریباً ڈیڑھ کلومیٹر) کے فاصلے پر ہو۔ [شامی:۲/ ۱۸۸، باب التیمم]

② پانی لانے میں دشمن، ڈاکو یا کسی موذی جانور سے جان و مال کا خطرہ ہو۔ [شامی:۲/ ۱۸۸، باب التیمم]

③ فتنہ، فساد یا کرفیو کے سبب پانی تک نہ پہنچ سکتا ہو۔ [شامی:۲/ ۱۸۸، باب التیمم]

④ پانی صرف پینے کے بقدر ہو۔ [شامی:۲/ ۱۸۸، باب التیمم]

⑤ کنویں سے پانی نکالنے کے لیے ڈول یا رسی نہ ہو۔ [شامی:۲/ ۱۸۸، باب التیمم]

⑥ کسی وجہ سے خود اٹھ کر پانی نہ لے سکتا ہو اور کوئی دوسرا آدمی پانی دینے والا موجود نہ ہو۔ [شامی:۲/ ۱۹۲، باب التیمم]

⑦ سخت ٹھنڈی میں غسل کرنے سے بیمار ہو جانے کا خوف ہو۔ [شامی:۲/ ۱۸۸، باب التیمم]

⑧ پانی کے استعمال سے بیماری کے بڑھ جانے یا دیر سے اچھا ہونے کا خوف ہو۔ [شامی:۲/ ۱۸۸، باب التیمم]

نوٹ: آخر کی دونوں صورتوں کا اسی وقت اعتبار ہوگا، جب تجربہ سے ان کا پکا گمان ہو جائے یا ماہر حکیم و ڈاکٹر نے کہا ہو۔ [شامی:۲/ ۱۸۸، باب التیمم]

⑨ نمازِ جنازہ یا عید کی نماز کے چھوٹ جانے کا خوف ہو، تب بھی تیمّم کرنا جائز ہے۔ [شامی:۲/ ۲۱۵، باب التیمم]

مسائل

سوالات

① تیمّم کسے کہتے ہیں؟ ② تیمّم کن صورتوں میں کرنا جائز ہے؟ ③ بیماری کا خوف کب معتبر ہے؟

٦	چھٹے مہینے میں	١٠	دن پڑھائیں

② تیمّم کے فرائض

① نیت کرنا۔ [شامی:۲/۱۷۷، باب التیمم]

② دونوں ہاتھ زمین پر مار کر پورے چہرے پر پھیرنا۔ [شامی:۲/۱۸۰، باب التیمم]

③ دونوں ہاتھ زمین پر مار کر دونوں ہاتھوں پر کہنیوں تک پھیرنا۔ [شامی:۲/۱۸۰، باب التیمم]

تیمّم کا طریقہ

سب سے پہلے نیت کریں کہ میں ناپاکی دور کرنے اور نماز پڑھنے کے لیے تیمّم کرتا ہوں۔ پھر دونوں ہاتھ زمین پر مار کر انھیں جھاڑ دیں اور دونوں ہاتھوں کو منہ پر اس طرح پھیریں کہ کوئی جگہ باقی نہ رہے۔ پھر دوسری مرتبہ دونوں ہاتھوں کو زمین پر ماریں اور انھیں جھاڑ کر دائیں ہاتھ پر اس طرح پھیریں کہ کوئی جگہ باقی نہ رہے، اسی طرح بائیں ہاتھ پر پھیریں۔ [شامی:۲/۱۸۰، باب التیمم]

نوٹ: جس طرح وضو کے لیے تیمّم کرنا جائز ہے، اسی طرح غسل کے لیے بھی تیمّم کرنا جائز ہے اور دونوں کے لیے تیمّم کا ایک ہی طریقہ ہے۔ [بدائع الصنائع:۱/۴۵، فصل فی التیمم]

سوالات

① تیمّم میں کتنے فرائض ہیں؟

② تیمّم کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

٦	چھٹے مہینے میں	٨	دن پڑھائیں

مسائل

③ کن چیزوں پر تیمّم جائز ہے؟

پاک زمین اور زمین کی قسم کی ہر وہ چیز جو جلانے سے نہ جلے اور پگھلانے سے نہ پگھلے؛ اس سے تیمّم کرنا جائز ہے جیسے غُبار، مٹی، ریت، پتھر، اینٹ، چونہ اور سمینٹ کی دیوار وغیرہ۔ اور ایسی چیز جو زمین کی قسم سے نہ ہو، جلانے سے جل جائے اور پگھلانے سے پگھل جائے؛ اس سے تیمّم جائز نہیں جیسے: لکڑی، لوہا، سونا، چاندی، شیشہ وغیرہ۔ ہاں اگر ان چیزوں پر غبار ہو تو اس سے تیمّم جائز ہے۔ [شامی: ۲/ ۲۰۶، ۲۰۷، باب التیمم]

سوال

① کن چیزوں پر تیمّم کرنا جائز ہے؟

٦	٧	مہینے میں	۳	دن پڑھائیں	تاریخ		دستخط معلم	دستخط سرپرست

④ تیمّم کو توڑنے والی چیزیں

① جن چیزوں سے وضو ٹوٹتا ہے، ان سے تیمّم بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ [شامی: ۲/ ۲۵۶، باب التیمم]

② جس عذر کی بنا پر تیمّم کیا گیا ہو اگر وہ باقی نہ رہے تو تیمّم ٹوٹ جاتا ہے۔ جیسے پانی نہ ملنے کی وجہ سے تیمّم کیا تھا، تو پانی مل جانے کے بعد تیمّم ٹوٹ جائے گا۔ [شامی: ۲/ ۲۶۲، باب التیمم]

③ جن باتوں سے غسل فرض ہوتا ہے ان سے تیمّم ٹوٹ جاتا ہے۔ [شامی: ۲/ ۲۵۷، باب التیمم]

مسئلہ: اگر کوئی تیمّم کر کے نماز پڑھ رہا ہو اور درمیان میں پانی کے استعمال پر قادر ہو گیا تو نماز ٹوٹ جائے گی، اب وضو کر کے دوبارہ نماز پڑھے۔ [شامی: ۲/ ۲۵۹، باب التیمم]

سوال

① تیمّم کن چیزوں سے ٹوٹ جاتا ہے؟

٧ ساتویں مہینے میں ٦ دن پڑھائیں

مسائل

⑤ زخم پر مسح کے مسائل

زخم پر مسح اگر جسم میں کوئی زخم ہو جائے یا پھوڑا پھنسی نکل آئے اور اس پر پانی ڈالنے سے زخم کے بڑھ جانے یا دیر سے اچھا ہونے یا کوئی اور نقصان کا اندیشہ ہو، تو وضو اور غسل کرتے وقت صرف زخم پر مسح کر لینا کافی ہے۔ اگر مسح سے بھی نقصان کا اندیشہ ہو یا ہاتھ پھیرنے میں سخت تکلیف ہو، تو اس پر مسح بھی نہ کرے۔ زخم کو چھوڑ کر بقیہ حصے کو دھو لے۔

[شامی: ۲/ ۳۴۸، باب المسح علی الخفین]

پٹی پر مسح اگر زخم یا پھوڑے پر پٹی بندھی ہو اور اس کے کھولنے یا باندھنے میں پریشانی ہو، تو وضو اور غسل میں صرف پٹی پر مسح کر لے، خواہ یہ پٹی بغیر وضو کے باندھی ہو۔

[شامی: ۲/ ۳۴۸، باب المسح علی الخفین]

پلاسٹر پر مسح ہڈی ٹوٹنے یا موچ آنے پر جو پلاسٹر چڑھایا جاتا ہے، وضو اور غسل میں اس پر صرف مسح کر لینا کافی ہے۔ [شامی: ۲/ ۳۴۸، باب المسح علی الخفین]

زخم کے علاوہ حصے پر مسح اگر زخم ایسی جگہ ہے کہ اس پر پٹی باندھنے میں زخم کے اصل حصے کے علاوہ بدن کا کچھ اور حصہ بھی چھپ جاتا ہے، تو اس پورے حصے پر مسح کرنا جائز ہے۔

[شامی: ۲/۳۵۱، باب المسح علی الخفین]

زخم کی پٹی کا گر جانا وضو کرنے کے بعد اگر زخم کی پٹی زخم ٹھیک ہونے سے پہلے گر گئی یا کھول دی، تو پٹی باندھنے پر دوبارہ مسح کرنے کی ضرورت نہیں۔ البتہ پٹی بدلنے پر دوبارہ مسح کر لینا مستحب ہے۔ اگر زخم اچھا ہونے کے بعد پٹی گر جائے، تو مسح ٹوٹ جائے گا اور اس حصے کو دھونا ضروری ہوگا۔ [شامی: ۲/۳۵۴، باب المسح علی الخفین]

مسح کا حکم پٹی کے اکثر حصے پر ایک مرتبہ مسح کرنا فرض ہے۔ جب بھی وضو یا غسل کرے پٹی پر ضرور مسح کر لے۔ پٹی کھولنے اور زخم پر مسح کرنے میں تکلیف نہ ہو تو پٹی کھول کر مسح کرنا ضروری ہے۔ [شامی: ۲/۳۵۷، باب المسح علی الخفین]

سوالات

① زخم پر مسح کرنا کب جائز ہے؟ ② پٹی پر مسح کرنا کب جائز ہے؟
③ پٹی کے کتنے حصے پر مسح کرنا فرض ہے؟

۷ ساتویں مہینے میں ۱۰ دن پڑھائیں

سبق ۲ مکروہاتِ نماز

(ایسی چیزیں جن سے روکا گیا ہے، ان کے کرنے سے نماز کا ثواب کم ہو جاتا ہے، انہیں مکروہاتِ نماز کہتے ہیں۔)

① کپڑے کو لٹکانا۔ (یعنی نماز کی حالت میں رومال یا چادر اوڑھنے کے بجائے سر یا کندھے پر ڈال کر لٹکا دینا۔ اسی طرح کوٹ شیروانی وغیرہ کی آستینوں میں ہاتھ ڈالے بغیر کندھے پر لٹکانا) [شامی: ۵/۳، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا]

② کپڑوں کو مٹی سے بچانے کے لیے سمیٹنا۔ [شامی: ۵/۷، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا]

③ اپنے کپڑوں یا بدن سے کھیلنا۔ [شامی: ۵/۷، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا]

④ پاخانہ یا پیشاب کو روک کر نماز پڑھنا۔ [شامی: ۵/۱۵، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا]

⑤ انگلیاں چٹخانا۔ [شامی: ۵/۱۸، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا]

⑥ مردوں کا سجدے میں کلائیاں زمین پر بچھانا۔ [شامی: ۵/۲۵، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا]

⑦ کسی آدمی کے چہرے کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا۔ [شامی: ۵/۲۶، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا]

⑧ اگلی صف میں جگہ ہوتے ہوئے پچھلی صف میں کھڑا ہونا۔ [شامی:۵/ ۳۸، باب مایفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا]

⑨ ایسے کپڑے پہن کر نماز پڑھنا جس میں جاندار کی تصویر ہو۔ [شامی:۵/۴۲، باب مایفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا]

⑩ جہاں پر کسی جاندار کی تصویر ہو اس کے دائیں بائیں یا اس کے سامنے نماز پڑھنا۔
[شامی:۵/۴۲، باب مایفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا]

⑪ بیچ راستے میں نماز پڑھنا۔ [شامی:۵/۲، باب مایفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا]

⑫ نماز کی کسی سنت کو چھوڑنا۔ [شامی:۵/۶۲، باب مایفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا]

⑬ مرد کا ٹخنے سے نیچے پاجامہ رکھ کر نماز پڑھنا۔ [ابوداؤد:۶۳۸، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ، باب الاسبال]

⑭ نماز میں آسمان کی طرف یا اِدھر اُدھر دیکھنا۔
[شامی:۵/ ۲۰، باب مایفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا؛ البحر الرائق:۲/ ۲۳، باب مایفسد الصلاۃ]

⑮ آستین چڑھا کر نماز پڑھنا۔ [شامی:۵/ ۷، باب مایفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا]

⑯ مقتدی کا امام سے پہلے کسی رکن میں چلے جانا۔ [شامی:۵/ ۶۶، باب مایفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا]

⑰ سورتوں کو ترتیب کے خلاف پڑھنا۔ [شامی:۴/ ۲۰۱، فصل فی القراءۃ]

⑱ دوسری رکعت کو پہلی رکعت سے لمبی کرنا۔ [مراقی الفلاح:۱۵۴، فصل فی المکروہات]

⑲ عمامہ یا ٹوپی کے کنارے پر سجدہ کرنا۔ [فتاوی ہندیہ:۱/ ۱۰۸، الفصل الثانی فی ما یکرہ]

⑳ جمائی روک سکنے کی حالت میں نہ روکنا۔ [شامی:۵/ ۳۲، باب مایفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا]

㉑ آیتوں یا تسبیحات کو انگلیوں پر گننا۔ [شامی:۵/ ۵۰، باب مایفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا]

㉒ بلاوجہ آنکھوں کو بند کرنا۔ [شامی:۵/ ۳۴، باب مایفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا]

㉓ ایسے معمولی کپڑوں میں نماز پڑھنا جن کو پہن کر مجمع میں جانا پسند نہیں کیا جاتا۔
[شامی:۵/ ۷، باب مایفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا]

㉔ سستی اور بے پرواہی کی وجہ سے ننگے سر نماز پڑھنا۔ [شامی:۵/۱۲، باب مایفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا]

DEENIYAT

㉕ آدھی آستین والا شرٹ پہن کر نماز پڑھنا۔ [شامی:۵/ ۷، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا]

㉖ ان شرٹ کر کے نماز پڑھنا۔ [شامی:۳/ ۲۷۰، مطلب فی ستر العورۃ]

سوالات

① نماز کے چند مکروہات بتائیے؟ ② ننگے سر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

③ نماز میں ادھر ادھر دیکھنا کیسا ہے؟

۷	۸ مہینے میں	۱۹ دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط سرپرست

سبق ۳ ① سجدۂ تلاوت کا بیان

قرآن مجید میں ۱۴؍آیتیں ایسی ہیں جن کے پڑھنے یا سننے سے سجدہ کرنا واجب ہوجاتا ہے، اسے ''سجدۂ تلاوت'' کہتے ہیں۔

فضیلت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مومن بندہ سجدے کی آیت پڑھ کر سجدہ کرتا ہے، تو اس وقت شیطان الگ ہٹ کر رونے لگتا ہے اور کہتا ہے ہائے افسوس! ابن آدم کو سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا تو اس نے سجدہ کیا اور وہ اس کے بدلے جنت کا حق دار بن گیا۔ اور مجھے سجدے کا حکم دیا گیا تو میں نے سجدہ نہ کر کے اللہ کی نافرمانی کی اور میں اس کی وجہ سے جہنم کا حق دار بن گیا۔ [مسلم:۲۵۴، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

سوالات

① قرآن کریم میں کتنی آیتیں ایسی ہیں جن کو پڑھنے یا سننے سے سجدہ واجب ہوجاتا ہے؟

② سجدۂ تلاوت کی فضیلت بتائیے۔

۸	۹ مہینے میں	۴ دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط سرپرست

② سجدے کی ۱۴/ آیتیں

قرآن کریم میں سجدے کی ۱۴/ آیتیں ہیں، جو اپنے اپنے موقع پر لکھ دی گئی ہیں، سہولت کی غرض سے یہاں ایک ساتھ لکھ دی جارہی ہیں۔

① سورۂ اعراف: آیت ۲۰۶۔	② سورۂ رعد: آیت ۱۵۔	③ سورۂ نحل: آیت ۵۰۔
④ سورۂ بنی اسرائیل: آیت ۱۰۹۔	⑤ سورۂ مریم: آیت ۵۸۔	⑥ سورۂ حج: آیت ۱۸۔
⑦ سورۂ فرقان: آیت ۶۰۔	⑧ سورۂ نمل: آیت ۲۶۔	⑨ سورۂ سجدہ: آیت ۱۵۔
⑩ سورۂ ص: آیت ۲۴۔	⑪ سورۂ حم سجدہ: آیت ۳۸۔	⑫ سورۂ نجم: آیت ۶۲۔
⑬ سورۂ انشقاق: آیت ۲۱۔	⑭ سورۂ علق: آیت ۱۹۔	

سوال

① سجدۂ تلاوت کے کوئی دو مواقع بتائیے۔

9 نویں مہینے میں 5 دن پڑھائیں

③ سجدۂ تلاوت کب واجب ہوتا ہے؟

① جب کوئی شخص آیتِ سجدہ تلاوت کرے، تو اس پر سجدۂ تلاوت واجب ہو جاتا ہے۔
[شامی: ۵/ ۴۲۹، باب سجود التلاوۃ]

② جب کوئی شخص آیتِ سجدہ سن لے، تو اس پر سجدۂ تلاوت واجب ہو جاتا ہے، چاہے اس کے سننے کا ارادہ نہ ہو۔
[شامی: ۵/ ۴۲۹، باب سجود التلاوۃ]

مسائل

(٣) اگر امام نماز میں آیتِ سجدہ پڑھنے کے بعد سجدۂ تلاوت کرے، تو امام کے ساتھ ساتھ مقتدی بھی سجدۂ تلاوت کریں گے، خواہ مقتدی نے آیتِ سجدہ نہ سنی ہو یا آیت سجدہ پڑھنے کے بعد نماز میں شامل ہوا ہو۔ [شامی: ۵/ ۴۲۹، باب سجود التلاوۃ]

(۴) اگر کسی نے آیتِ سجدہ کا ترجمہ پڑھا یا سنا اور وہ جانتا ہے کہ یہ آیتِ سجدہ کا ترجمہ ہے تو اس پر سجدۂ تلاوت واجب ہوگا، اور اگر اسے پتہ نہ ہو کہ یہ آیتِ سجدہ کا ترجمہ ہے تو سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوگا۔ [شامی: ۵/ ۴۳۳، باب سجود التلاوۃ]

(۵) اگر تلاوت انٹرنیٹ پر براہِ راست ٹیلی کاسٹ ہو رہی ہو اور کوئی شخص اس میں آیتِ سجدہ سن لے، تو اس پر سجدۂ تلاوت واجب ہو جائے گا۔ [شامی: ۵/ ۴۲۹، باب سجود التلاوۃ]

(٦) ٹیپ ریکارڈ، سی ڈی سے کوئی شخص آیتِ سجدہ سنے، تو اس پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوگا۔ [مسلم: ۲۵۴، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ]

(۷) ریڈیو کے اکثر پروگرام پہلے سے ٹیپ کر کے نشر کیے جاتے ہیں، اس لیے ریڈیو پر آیتِ سجدہ سننے سے سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوگا۔ البتہ اگر براہِ راست ٹیلی کاسٹ ہو رہی ہو تو آیتِ سجدہ سننے سے سجدۂ تلاوت واجب ہوگا۔ [شامی: ۵/ ۴۳۷، باب سجود التلاوۃ]

(۸) اگر کوئی شخص آیتِ سجدہ لکھے لیکن زبان سے نہ پڑھے، تو اس پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوگا۔ [شامی: ۵/ ۴۳۰، باب سجود التلاوۃ]

مسائل

مسئلہ: اگر کوئی شخص ایسی جگہ تلاوت کر رہا ہے جہاں لوگ دوسرے کاموں میں مشغول ہوں تو اس کے لیے بہتر یہ ہے کہ آیتِ سجدہ آہستہ پڑھے تاکہ سننے والوں پر سجدہ ہی واجب نہ ہو۔ اسی طرح جلسوں اور بڑے اجتماعات میں آیتِ سجدہ تلاوت نہ کرے، اکثر لوگوں کو یہ پتہ نہیں چل پاتا کہ آیتِ سجدہ پڑھی گئی ہے۔ [شامی: ۵/ ۴۷۵، باب سجود التلاوۃ]

مسئلہ: تلاوت کے دوران آیتِ سجدہ چھوڑ کر آگے بڑھ جانا گناہ ہے۔
[شامی: ۵/ ۴۷۵، باب سجود التلاوۃ]

سجدۂ تلاوت کے شرائط سجدۂ تلاوت کے صحیح ہونے کے لیے وہ تمام شرطیں لازم ہیں جو نماز کے صحیح ہونے کے لیے شرط ہیں، جیسے بدن اور جگہ کا پاک ہونا، ستر کا چھپانا وغیرہ۔
[شامی: ۵/ ۴۳۷، باب سجود التلاوۃ]

حکم سجدۂ تلاوت واجب ہے اور اس کا چھوڑنا گناہ ہے۔ بہتر یہی ہے کہ جب سجدۂ تلاوت واجب ہو اسی وقت سجدہ کر لے، لیکن اگر اس وقت نہ کیا تو بعد میں جب موقع ہو ادا کر لے، البتہ زیادہ تاخیر کرنا مکروہ ہے۔ [شامی: ۵/ ۴۲۹، ۴۴۵، باب سجود التلاوۃ]

سوالات

① سجدۂ تلاوت کب واجب ہوتا ہے؟
② موبائیل اور سی ڈی سے آیت سجدہ سننے کا کیا حکم ہے؟
③ سجدۂ تلاوت کے کیا شرائط ہیں؟
④ سجدۂ تلاوت کا کیا حکم ہے؟

۹	۱۰	مہینے میں	۲۰	دن پڑھائیں	تاریخ		دستخط معلم	دستخط سرپرست

مسائل

④ سجدۂ تلاوت کا طریقہ

اگر نماز سے باہر آیتِ سجدہ تلاوت کی تو بہتر یہ ہے کہ فوراً کھڑے ہو کر بغیر ہاتھ اٹھائے ہوئے اَللّٰهُ أَكْبَرُ کہتے ہوئے سجدے میں چلا جائے اور اس میں کم از کم تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى پڑھے، پھر اَللّٰهُ أَكْبَرُ کہتے ہوئے سجدے سے اٹھ جائے، لیکن اگر بیٹھے بیٹھے ہی سجدہ کر لے تب بھی درست ہے۔ اس میں قیام، تکبیر اور تسبیح مسنون ہے اور سجدے سے اٹھنے کے بعد نہ تشہد ہے نہ سلام۔ [شامی: ۵/ ۴۳۷، باب سجود التلاوۃ]

مسئلہ: اگر کسی نے مکروہ وقت میں آیتِ سجدہ پڑھی اور اس وقت اس نے ادا کر لیا تو ادا ہو جائے گا البتہ مکروہ وقت گزر جانے کے بعد ادا کرنا بہتر ہے۔ اگر غیر مکروہ وقت میں آیتِ سجدہ تلاوت کی، تو مکروہ وقت میں سجدۂ تلاوت ادا کرنا جائز نہیں ہے۔

[شامی: ۵/ ۴۳۸، باب سجود التلاوۃ]

سوالات

① سجدۂ تلاوت کا کیا طریقہ ہے؟
② مکروہ وقت میں سجدۂ تلاوت کا کیا حکم ہے؟

| ۱۰ | دسویں مہینے میں | ۵ | دن پڑھائیں

سبق ۴

روزے کی نیت کے مسائل

روزے کی نیت

روزے کے صحیح ہونے کے لیے نیت شرط ہے۔ روزے کی نیت یہ ہے کہ اپنے دل میں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے روزہ رکھنے کا ارادہ کرے۔ زبان سے کہنا

ضروری نہیں۔ [شامی: ۷/ ۳۴۱، کتاب الصوم]

روزے کی نیت کا وقت

① رمضان شریف، نذر معین اور سنت ونفل روزوں میں نیت غروب آفتاب سے لے کر آدھے دن تک کر سکتے ہیں، البتہ صبح صادق سے پہلے ہی نیت کر لینا افضل ہے۔

[شامی: ۷/ ۳۳۲، کتاب الصوم]

نوٹ: آدھا دن سے مراد صبح صادق سے غروب آفتاب تک کا آدھا دن ہے۔ اس کو ''ضحوۂ کُبریٰ'' بھی کہتے ہیں۔ مثال کے طور پر اگر پانچ بجے صبح صادق ہو اور پانچ بجے غروب آفتاب ہو، تو پورا دن بارہ گھنٹے کا ہوگا اور آدھا دن گیارہ بجے ہوگا۔ [شامی: ۷/ ۳۳۵، کتاب الصوم]

② رمضان شریف کے قضا روزوں، نذر معین کے قضا روزوں اور نفل کے قضا روزوں میں، اسی طرح نذر غیر معین اور کفارے کے روزوں میں صبح صادق سے پہلے ہی نیت کر لینا ضروری ہے۔ اگر صبح صادق کے بعد ان روزوں میں سے کسی روزے کی نیت کرے گا تو وہ روزہ ادا نہ ہوگا۔ البتہ یہ ایک نفل روزہ ہو جائے گا اور نفل روزے کا ثواب مل جائے گا۔ [شامی: ۷/ ۳۴۱، ۳۴۲ کتاب الصوم]

سوالات

① ضحوۂ کبریٰ کسے کہتے ہیں؟
② روزے کی نیت کا وقت کب تک رہتا ہے؟
③ صبح صادق سے پہلے کن روزوں کی نیت کرنا ضروری ہے؟

۱۰ دسویں مہینے میں ۱۰ دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط سرپرست

مسائل

ہدایت برائے استاذ

نماز کے عنوان کے تحت نماز جنازہ اور اشراق و چاشت کی نمازیں دی گئی ہیں، نماز جنازہ کی عملی مشق کرائیں اور اشراق و چاشت کے فضائل بتا کر طلبہ میں ان نمازوں کے پڑھنے کا شوق پیدا کریں اور وقتاً فوقتاً کارگزاری بھی لیتے رہیں کہ طلبہ ان نمازوں کا اہتمام کر رہے ہیں یا نہیں، اگر اہتمام میں کوتاہی محسوس ہو، تو پیار محبت سے اہتمام کی تاکید کریں۔

تعریف، ترغیبی بات

نماز ایک خاص انداز میں اللہ کے سامنے اپنی بندگی کا اظہار کرنے کو "نماز" کہتے ہیں۔

حدیث رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ مومن بندے کو قبر میں سب سے پہلے کیا تحفہ دیا جاتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے جنازے میں شریک ہونے والے تمام لوگوں کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔ [شعب الایمان: ۹۲۵۷، عن ابن عباس رضی اللہ عنہ]

ہمارے نبی ﷺ کی عادت شریفہ تھی کہ جب کسی مسلمان کا انتقال ہوتا تو اس کی تجہیز و تکفین کی تعلیم دیتے، نمازِ جنازہ پڑھاتے اور تدفین تک شریک رہتے۔ اور میت کے رشتہ داروں کی تعزیت فرماتے اور صحابہ کو اس کی تاکید کرتے ہوئے فرماتے کہ جنازے میں شرکت ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر ایک لازمی حق ہے۔ اس لیے ہمیں جنازے میں شرکت کا خصوصی اہتمام کرنا چاہیے۔

"نمازِ جنازہ" دراصل میت کے لیے مغفرت کی دعا اور سفارش کا ایک بہترین طریقہ ہے، اہلِ ایمان اس طریقہ سے اللہ تعالیٰ کے دربار میں اپنے مسلمان بھائی کی مغفرت کی دعا اور سفارش

کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ اس سفارش ودعا کو قبول فرماتے ہیں۔

حدیث میں ہے: جس مسلمان میت پر چالیس ایمان والے نماز پڑھتے ہیں، اس میت کے حق میں اللہ تعالیٰ ایمان والوں کی سفارش ودعا ضرور قبول فرماتے ہیں۔ [مسلم: ۲۲۴۲، عن ابن عباس رضی اللہ عنہما]

فرض اور واجب نمازوں کے علاوہ کچھ نمازیں سنن اور نوافل بھی ہیں، ان کی ادائیگی کا بھی خوب اہتمام کرنا چاہیے، کیوں کہ یہ نمازیں آخرت میں بہت کام آئیں گی، اللہ تعالیٰ سے قرب اور درجات کی بلندی کا ذریعہ بنیں گی، اور اگر فرائض میں کسی طرح کی کوئی کمی رہ جائے، تو ان ہی نمازوں سے اس کمی کی تلافی کی جائے گی۔

نفل نمازوں میں ''اشراق وچاشت'' کی نماز بھی ہے، طلوع آفتاب کے تھوڑی دیر بعد جو نفل پڑھی جاتی ہے اسے ''اشراق'' کہتے ہیں اور سورج خوب روشن ہونے کے بعد جو نفل ادا کی جاتی ہے اسے ''چاشت'' کہتے ہیں۔ احادیث میں ان کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے، گناہوں سے مغفرت کا وعدہ کیا گیا ہے، جو لوگ پورے اخلاص کے ساتھ ان کو ادا کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے دن بھر کے مسائل کو حل فرماتے ہیں۔

سبق ۱

① نمازِ جنازہ

جَنازہ میت کو کہتے ہیں، میت کے حق میں دعائے مغفرت کے لیے جو نماز پڑھی جاتی ہے اسے ''نمازِ جنازہ'' کہتے ہیں۔

فضیلت ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر بہت سے حقوق ہیں۔ان میں سے ایک حق یہ ہے کہ جب کسی مسلمان بھائی کا انتقال ہوجائے، تو اس کی نمازِ جنازہ پڑھے۔احادیث میں اس کی بڑی فضیلت آئی ہے، نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: جو شخص کسی مسلمان کے جنازے میں حاضر ہو اور نماز جنازہ پڑھے جانے تک جنازے کے ساتھ رہے؛ اس کو ایک قیراط ثواب ملتا ہے۔اور جو شخص جنازے میں حاضر ہو اور دفن سے فراغت تک جنازے کے ساتھ رہے؛ اس کو دو قیراط ثواب ملتا ہے۔رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا: دو قیراط کیا ہیں؟ ارشاد فرمایا: دو قیراط دو بڑے پہاڑوں کے برابر ہیں۔

[مسلم:۲۲۳۲،عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

حکم جنازے کی نماز فرض کفایہ ہے۔چند لوگ پڑھ لیں تو سب کے ذمے سے فرض ساقط ہوجائے گا اور اگر کسی نے نہیں پڑھی تو سب لوگ گنہگار رہوں گے۔

[شامی:۶/۲۷۵،باب صلاۃ الجنازۃ]

سوالات

① نماز جنازہ کسے کہتے ہیں؟
② نماز جنازہ کی کیا فضیلت ہے؟
③ نماز جنازہ کا کیا حکم ہے؟

| ۶ | چھٹے مہینے میں | ۱۰ | دن پڑھائیں |

② نمازِ جنازہ کا طریقہ

میت کو آگے رکھ کر امام اس کے سینے کے سامنے کھڑا ہو جائے اور تمام لوگ پیچھے صفوں میں کھڑے ہو جائیں۔ پھر نیت اس طرح کریں کہ میں اللہ کے لیے اس امام کے پیچھے جنازے کی نماز پڑھتا ہوں۔ پھر امام زور سے اور مقتدی آہستہ سے تکبیر کہیں اور دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر ناف کے نیچے باندھ لیں اور امام و مقتدی سب آہستہ آہستہ ثنا پڑھیں۔(تَعَالٰی جَدُّكَ کے بعد وَجَلَّ ثَنَاءُكَ بڑھا لینا بہتر ہے)۔ پھر امام زور سے اور مقتدی آہستہ سے بغیر ہاتھ اٹھائے ہوئے دوسری تکبیر کہیں اور امام و مقتدی سب آہستہ آواز سے درود ابراہیمی پڑھیں۔اس کے بعد امام ومقتدی آہستہ آواز سے تیسری تکبیر کہیں اور جنازے کی مسنون دعا پڑھیں۔اس کے بعد امام زور سے اور مقتدی آہستہ آواز سے چوتھی تکبیر کہہ کر پہلے داہنی طرف؛ پھر بائیں طرف سلام پھیر دیں۔

[شامی:۶/ ۲۸۳، ۳۰۹، باب صلاۃ الجنازۃ]

سوالات

① نماز جنازہ پڑھنے کا کیا طریقہ ہے؟
② نماز جنازہ میں ثنا کس تکبیر کے بعد پڑھی جاتی ہے؟
③ جنازے کی مسنون دعا کس تکبیر کے بعد پڑھی جاتی ہے؟

۶ چھٹے مہینے میں ۱۰ دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط سرپرست

③ جنازے کی مسنون دعائیں

بالغ مرد یا عورت کا جنازہ ہو تو یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا

وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا، اَللّٰهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهِ عَلَى الْإِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِيمَانِ

[ترمذی:۱۰۲۴، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

ترجمہ: اے اللہ! تو ہمارے زندوں کو اور ہمارے مُردوں کو، ہمارے موجود لوگوں کو اور ہمارے غیر موجود لوگوں کو، ہمارے چھوٹوں کو اور ہمارے بڑوں کو، نیز ہمارے مردوں کو اور ہماری عورتوں کو بخش دے، اے اللہ! ہم میں سے جسے تو زندہ رکھے اُسے اسلام پر زندہ رکھ اور ہم میں سے جسے تو موت دے اسے ایمان پر موت دے۔

بچے کا جنازہ ہو تو یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا أَجْرًا وَّذُخْرًا وَاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا [البحر الرائق:۲/ ۱۹۸، کتاب الجنائز]

ترجمہ: اے اللہ! اس بچے کو تو ہمارے لیے پہلے سے جا کر انتظام کرنے والا اور ثواب کا ذریعہ اور ذخیرہ بنا، اور اس کو ہمارے حق میں سفارش کرنے والا بنا اور اس کی سفارش قبول فرما۔

بچی کا جنازہ ہو تو یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْهَا لَنَا أَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْهَا لَنَا شَافِعَةً وَّمُشَفَّعَةً [البحر الرائق:۲/ ۱۹۸، کتاب الجنائز]

ترجمہ: اے اللہ! اس بچی کو تو ہمارے لیے پہلے سے جا کر انتظام کرنے والی بنا اور اس کو ہمارے لیے ثواب کا ذریعہ اور ذخیرہ بنا، اور اس کو ہمارے حق میں سفارش کرنے والی بنا اور

اس کی سفارش قبول فرما۔

سوالات

① بالغ مرد وعورت کی نماز جنازہ میں کون سی دعا پڑھی جاتی ہے؟

② بچے کی نماز جنازہ میں کون سی دعا پڑھی جاتی ہے؟

③ بچی کی نماز جنازہ میں کون سی دعا پڑھی جاتی ہے؟

۷	۸	مہینے میں	۴۰	دن پڑھائیں	تاریخ		دستخط معلم		دستخط سرپرست	

سبق ۲ — نماز اشراق

سورج نکلنے کے کچھ دیر بعد جو نفل نماز پڑھی جاتی ہے، اسے ''اشراق کی نماز'' کہتے ہیں۔

وقت طلوع آفتاب کے ۲۰/منٹ بعد سے شروع ہوتا ہے اور دن کے چوتھائی حصہ گزرنے تک رہتا ہے۔ [العرف الشذی:۲/۳۳، باب صلاۃ الضحی]

فضیلت حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص فجر کی نماز جماعت سے پڑھے اور سورج نکلنے تک اللہ کے ذکر میں مشغول رہے، پھر دو رکعت نفل پڑھے، تو اسے حج اور عمرے کا ثواب ملتا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کامل حج اور عمرہ کا، کامل حج اور عمرہ کا، کامل حج اور عمرہ کا (ثواب ملتا ہے)۔

[ترمذی:۵۸۶، عن انس رضی اللہ عنہ]

حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے ابن آدم! تو دن کے شروع حصے میں خالص میرے واسطے چار رکعت نماز پڑھ لیا کر، میں دن کے آخری حصے (شام) تک تیری (ضرورتوں کی) کفایت کرتا رہوں گا۔ [ترمذی:۴۷۵، عن ابی ذر رضی اللہ عنہ]

طریقہ جب فجر کی نماز ادا کرلے تو افضل یہ ہے کہ اپنی جگہ پر بیٹھا رہے، ذکر، تسبیح، دعا،

تلاوت یا علم دین سیکھنے سکھانے میں لگا رہے، دنیا کی بات نہ کرے۔ اور جب اشراق کا وقت ہوجائے، تو دو یا چار رکعت؛ نفل کی نیت سے پڑھ لے۔ [ماخوذ از ابوداؤد: ۱۲۸۷، عن معاذ رضی اللہ عنہ]

سوالات

① نماز اشراق کسے کہتے ہیں؟ اور کب پڑھی جاتی ہے؟

② نماز اشراق کی کیا فضیلت ہے؟

③ اشراق کی نماز پڑھنے کا کیا طریقہ ہے؟

۹	نویں مہینے میں	۲۰	دن پڑھائیں	تاریخ		دستخط معلم	دستخط سرپرست

سبق ۳ — چاشت کی نماز

سورج کی روشنی خوب تیز ہونے کے بعد جو نفل نماز پڑھی جاتی ہے، اسے ''چاشت کی نماز'' کہتے ہیں۔

وقت چاشت کا افضل وقت دن کے چوتھائی حصہ گذرنے کے بعد سے شروع ہوتا ہے اور زوال تک رہتا ہے۔ [شامی: ۱۷/۲/۵، باب الوتر والنوافل]

فضیلت

① حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: آدمی کے جسم میں تین سو ساٹھ جوڑ ہیں۔ اس کے ذمے ضروری ہے کہ ہر جوڑ کی سلامتی کے شکرانے میں ایک صدقہ ادا کیا کرے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اتنے صدقے کون ادا کرسکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسجد میں اگر تھوک پڑا ہو تو اسے صاف کرنا صدقہ کا ثواب رکھتا ہے، راستہ سے تکلیف دینے والی

چیز کا ہٹا دینا بھی صدقہ ہے، اگر ان کا موقع نہ ملے تو چاشت کی دو رکعت نماز پڑھنا ان سب صدقات کے بدلے تمھارے لیے کافی ہے۔ [ابوداؤد: ۵۲۴۲، عن بریدہ رضی اللہ عنہ]

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص چاشت کی دو رکعت پڑھنے کا اہتمام کرتا ہے اس کے سارے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں، اگرچہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔ [ترمذی: ۴۷۶، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص چاشت کی دو رکعت پڑھتا ہے وہ اللہ کی عبادت سے غافل رہنے والوں میں شمار نہیں ہوتا، اور جو چار رکعت پڑھتا ہے وہ فرماں برداروں میں لکھا جاتا ہے، اور جو ۶/ رکعت پڑھتا ہے اس کے اس دن کے کاموں میں مدد کی جاتی ہے، اور جو ۸/ رکعت پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اسے عبادت گذاروں میں لکھ دیتے ہیں، اور جو ۱۲/ رکعت پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں محل بنا دیتے ہیں۔ دن رات اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر صدقہ اور احسان فرماتے رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا اپنے بندے پر سب سے بڑا احسان یہ ہوتا ہے کہ اسے اپنے ذکر کی توفیق عطا فرما دیں۔ [سنن صغریٰ بیہقی: ۸۳۷، عن ابی ذر رضی اللہ عنہ]

طریقہ چاشت کی کم سے کم دو رکعتیں اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہیں۔ دن کا چوتھائی حصہ گذرنے کے بعد نفل کی نیت سے پڑھے۔ چاہے تو دو دو رکعت پڑھے اور اگر چاہے چار چار رکعت پڑھے، دونوں طرح سے پڑھنے کی اجازت ہے۔ [شامی: ۲/۵:۱۷، باب النوافل]

سوالات

(۱) چاشت کی نماز کسے کہتے ہیں؟ اور وہ کب پڑھی جاتی ہے؟

(۲) چاشت کی نماز کی کیا فضیلت ہے؟

(۳) چاشت کی نماز پڑھنے کا کیا طریقہ ہے؟

۶	چھٹے مہینے میں	۱۰	دن پڑھائیں	تاریخ		دستخط معلم		دستخط سرپرست

نماز

ہدایت برائے استاذ

الحمدللہ گذشتہ سال کے نصاب میں طلبہ حضور ﷺ کی پاکیزہ زندگی کے بارے میں اسباق پڑھ چکے ہیں، اس سال سیرت کے سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے پیارے رسول کے پیارے خلفا کی زندگی اور ان کے کارنامے قدرے تفصیل کے ساتھ دیئے جارہے ہیں۔

طلبہ کو یہ اسباق اچھی طرح ذہن نشین کرادیں تا کہ طلبہ اسباق میں دیئے گئے کارناموں اور خلفا کے اوصاف کو اپنی زندگی میں پیدا کریں اور دنیا و آخرت کی بھلائیاں حاصل کرسکیں، ساتھ ہی ساتھ اسباق کے نیچے دیئے گئے سوالات کے جوابات بھی اچھی طرح یاد کرادیں۔

تعریف، ترغیبی بات

سیرت خلفاء خلفائے راشدین کے حالاتِ زندگی کو ''سیرت خلفاء'' کہتے ہیں۔

قرآن رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ اُولٰۗىِٕكَ حِزْبُ اللّٰهِ ۭ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ [سورۃ المجادلۃ، ۲۲]

ترجمہ: اللہ ان سے راضی ہو گیا ہے، اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے ہیں۔ یہ اللہ کا گروہ ہے۔ یاد رکھو کہ اللہ کا گروہ ہی فلاح پانے والا ہے۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کی صحبت کے لیے منتخب اور پسند فرمایا تھا۔ انھیں کے ذریعہ پوری دنیا میں حضرت محمد ﷺ کا لایا ہوا دین پھیلا۔ صحابہ نے حضور ﷺ کی مبارک صحبت میں رہ کر مکمل دین سیکھا اور اس پر پھر پورا پورا عمل کیا اور اس کو پھیلانے کے لیے جان، مال کی قربانی دی، بچوں کو یتیم کیا، بیویوں کو بیوہ کیا، وطن اور گھر کو خیر باد کہا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان سے خوش ہو گئے اور انھیں اپنی رضامندی کا پروانہ عطا فرمایا۔ پیارے رسول ﷺ نے بھی صحابہ کی تعریف فرمائی اور ان کے زمانے کو بہترین زمانہ بتایا۔ کیونکہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بہت ہی عمدہ

سیرت

صفات کے حامل اور اعلیٰ اخلاق و کردار کے پیکر تھے اسی لیے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ جو شخص کسی کے نقش قدم پر چلنا چاہے تو اسے چاہیے کہ ان لوگوں کے نقشِ قدم پر چلے جو دنیا سے جا چکے کیونکہ زندہ آدمی پر فتنہ سے بچنے کا اطمینان نہیں کیا جا سکتا۔ (جو لوگ دنیا سے جا چکے) وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ہیں، وہ اس امت کے سب سے بہترین لوگ ہیں۔ انتہائی نرم دل، ٹھوس اور گہرا علم رکھنے والے بے انتہا سادہ و بے تکلف، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی صحبت کے لیے اور اپنے دین کو قائم کرنے کے لیے ان کو منتخب و پسند فرمایا تھا، لہٰذا تم ان کے مقام و مرتبہ کو پہچانو اور ان کے نقشِ قدم پر چلو اور ان کے اخلاق و کردار اور سیرت و صفات کو جہاں تک ہو سکے مضبوطی سے تھامے رہو، کیونکہ وہ سیدھے راستے پر گامزن تھے۔ [مشکاۃ المصابیح:۱۹۳]

صحابہ کا مقام و مرتبہ بہت ہی بلند ہے، وقت کا سب سے بڑا ولی بھی ایک ادنیٰ صحابی کے بھی مقام پر نہیں پہونچ سکتا۔ تمام صحابہ میں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا مقام سب سے اعلیٰ ہے۔ اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میری سنت اور خلفائے راشدین کی سنت کو مضبوطی سے تھامے رہنا۔ نیز خلفائے راشدین کا شمار ان دس صحابہ میں بھی ہوتا ہے جنہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا ہی میں جنت کی خوشخبری دے دی تھی، اس کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلفائے راشدین کے الگ الگ فضائل و مناقب بھی بیان کیے ہیں۔ ان خلفا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی طرح بالکل سادہ زندگی گذاری اور اللہ کی مخلوق کے ساتھ بے پناہ شفقت کا برتاؤ کیا۔ اللہ کی عبادت اور اس کے بندوں کی خدمت کے لیے بے مثال قربانیاں دیں اور اعلیٰ کارنامے انجام دیے اور پوری دنیا میں اسلام کے پیغام کو عام کیا، حق کا بول بالا کیا اور اللہ کی زمین پر توحید کا پرچم بلند کیا۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرت خاص طور سے خلفائے راشدین کی سیرت ہماری تاریخ کا روشن باب ہے، ہمیں اسے ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے اور اس کا مذاکرہ کرتے رہنا چاہیے، اس سے ہماری ایمانی قوت بڑھے گی اور اسلامی غیرت میں اضافہ ہوگا۔ جس کی وجہ سے دین و شریعت پر چلنا ہمارے لیے آسان ہوگا اور دین کی حفاظت اور اس کے پیغام کو عام کرنے کے لیے قربانی دینے کا جذبہ پیدا ہوگا۔

سیرت

سبق ۱ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مکہ کے مشہور خاندان ''قریش'' کے ایک بڑے گھرانے ''بنوتمیم'' میں پیدا ہوئے، آپ کا نام ''عبداللہ''، کنیت ''ابوبکر'' اور لقب ''صدیق'' تھا، والد کا نام ''عثمان'' اور والدہ کا نام ''سلمیٰ'' تھا۔ آپ بچپن ہی سے سچے، نیک طبیعت اور نرم مزاج تھے، چھوٹے بڑے ہر شخص سے بڑی نرمی کے ساتھ ملتے جلتے، اسی لیے مکہ کے سب لوگ آپ کی عزت کرتے تھے، اسلام لانے سے پہلے بھی نہ کبھی شراب پی اور نہ ہی بتوں کی پوجا کی، آپ کو اللہ تعالیٰ نے بڑی سمجھ دے رکھی تھی، آپ خون بہا کا فیصلہ کرتے، یہ بڑا مشکل کام تھا، جب کہیں کسی سے خوں ہو جاتا، تو دونوں طرف بڑا غم اور غصہ ہوتا، آپ دونوں کے درمیان سمجھوتہ کراتے اور خوں بہا کا جو فیصلہ کرتے اسے سب مان لیتے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ڈھائی سال چھوٹے تھے، دونوں میں بچپن ہی سے گہری دوستی تھی، بڑے ہو کر آپ تجارت کرنے لگے، تجارت میں خوب ترقی ہوئی یہاں تک کہ مکہ کے مالدار لوگوں میں گنے جانے لگے۔ آپ غریبوں اور بیواؤں کا خیال کرتے، بے کسوں کی مدد کرتے اور ہر ایک کے کام آتے، آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و عادات کو بہت قریب سے دیکھا تھا، نبوت ملنے کے بعد جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو اسلام کی دعوت دی، تو انھوں نے فوراً اسلام قبول کر لیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے کی تصدیق کی، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مردوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے تھے، ایمان لانے کے بعد آپ کا زیادہ تر وقت اسلام کی باتیں پھیلانے میں گزرتا، جہاں موقع پاتے اللہ کا دین پہنچانے کا کام کرتے، اس کام میں آپ نے جان و مال، عزت و آبرو، کسی چیز کی پرواہ نہ کی، کافروں نے آپ کو طرح طرح سے ستایا مگر خوشی خوشی

سیرت

سب کچھ سہتے رہے اور اللہ کا دین لوگوں تک پہنچاتے رہے۔

سوالات

(۱) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بچپن میں کیسے تھے؟

(۲) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بڑے ہو کر کیا کرتے تھے؟

(۳) اسلام لانے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کا زیادہ تر وقت کہاں گذرتا تھا۔

| ۱ | پہلے مہینے میں | ۳ | دن پڑھائیں

سبق ۲ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دین پھیلانا

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ملنے جلنے والے مکہ میں چھوٹے بڑے سب تھے، سب سے میل جول تھا، سب ان کی عزت کرتے تھے، مسلمان ہونے کے بعد آپ اس کوشش میں لگ گئے کہ دوسرے لوگ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا نبی مان لیں اور مسلمان ہو جائیں، اب انھوں نے اپنے دوستوں سے بہت زیادہ ملنا جلنا شروع کر دیا، خاص کر مکہ کے بڑے بڑے گھرانوں کے نوجوانوں کو سمجھانا شروع کیا، آپ کے سمجھانے کا طریقہ بہت اچھا تھا، آپ کہتے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بچپن سے جانتا ہوں، میں نے ہمیشہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نیک پایا، جب دیکھا، تو لوگوں کی خدمت کرتے دیکھا، میں نے کسی بات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جھوٹ بولتے نہیں دیکھا، تو کیا وہ خدا کے بارے میں جھوٹ بولیں گے؟ سچ مچ اللہ ہی عبادت کے لائق ہے، یہ بت کیسے خدا ہو سکتے ہیں! یہ تو پتھر کی مورتیاں ہیں، انھیں لوگوں نے گھڑ لیا ہے، یہ نہ بول سکتے ہیں اور نہ سن سکتے ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی یہ باتیں ایسی صاف اور سادہ تھیں کہ سب کی سمجھ میں آجاتی تھیں، ان باتوں کے ساتھ ساتھ آپ سب کو قرآن سناتے اور سمجھاتے، نوجوانوں

سیرت

کے دلوں میں یہ باتیں اتر تی گئیں اور بڑے بڑے گھرانوں کے نوجوان مسلمان ہونے لگے ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ،حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جیسے بڑے بڑے لوگ بھی اسلام لے آئے۔ بڑے گھرانوں کے علاوہ بہت سے غلام اور باندیاں یعنی ایسے مرد اور ایسی عورتیں جو دوسروں کے قبضے میں تھے جب سچا دین ان کی سمجھ میں آ گیا ،تو مجبور ہونے کے باوجود وہ بھی مسلمان ہو گئے ،اسلام لانے کی وجہ سے ان پر ان کے مالک بہت ظلم کرتے تھے اور طرح طرح سے ستاتے تھے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بڑے نرم دل آدمی تھے، ان سے یہ ظلم دیکھے نہ گئے ، وہ جا کر غلاموں اور باندیوں کے مالکوں سے ملے اور بھاری بھاری رقمیں دے کر بہت سوں کو اس ظلم سے چھڑایا۔ مکہ کے سرداروں نے جب دیکھا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کوشش سے گھر گھر اسلام پھیلنے لگا ،تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کے بھی دشمن ہو گئے اور اپنے اپنے گھر کے نوجوانوں کو منع کرنے لگے کہ ان سے نہ ملا کریں ،لیکن آپ برابر دین پھیلانے میں لگے رہے، جب نوجوانوں کی سمجھ میں بات آ جاتی ،تو چھپ چھپ کر ملتے اور چپکے چپکے دوسرے لوگوں کو بھی یہی باتیں سمجھاتے ،اس طرح نوجوانوں میں اسلام خوب پھیلا۔

سوالات

(۱) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو سمجھاتے ہوئے کیا کہتے تھے؟

(۲) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی کوشش سے کون کون مسلمان ہوئے؟

(۳) اسلام لانے والے غلام اور باندیوں پر جب ظلم ہوتا تو آپ کیا کرتے تھے؟

| ۱ | پہلے مہینے میں | ۳ | دن پڑھائیں

سبق ۳ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بے حد محبت تھی، وہ ہر وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی جان اور اپنا مال قربان کر دینے کے لیے تیار رہتے تھے، انھوں نے ہر مشکل اور ہر نازک موقعے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا۔ ایک مرتبہ بہت سے کافر کعبہ کے صحن میں جمع تھے اور آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہمارے بتوں کی کس قدر توہین کی ہے اور وہ ہمارے باپ دادا کے دین کو جھٹلاتا ہے، اتنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی کعبہ میں تشریف لے آئے، کافروں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھیر لیا اور گلے میں چادر ڈال کر بُری طرح کھینچنے لگے اور برا بھلا کہنے لگے، کسی نے فوراً حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس واقعے کی خبر دی، آپ بے اختیار دوڑ پڑے اور کافروں کے مجمع میں گھس کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بچانے لگے اور فرمانے لگے: ''کیا تم ایک شخص کو صرف اس لیے قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے حالانکہ وہ تمہارے پاس معجزات و دلائل لے کر آیا ہے''۔ یہ سن کر کافروں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھی مارنا شروع کر دیا اور اس قدر مارا کہ وہ بے ہوش ہو کر گر پڑے، آپ کے گھر والوں کو موت کا یقین ہو گیا، دن ڈھلے جب ہوش آیا، تو سب سے پہلے آپ نے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ لوگوں کو اس پر بڑا غصہ آیا کہ اس حالت میں بھی آپ انھیں یاد کرتے ہیں، انھوں نے ان کی ماں ام الخیر سے کہا کہ ان کو کچھ کھلاؤ پلاؤ، ان کی ماں نے کچھ کھانے کے لیے اصرار کیا مگر آپ برابر کہتے رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے ہیں؟ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے چلو، جب تک ان کو اپنی آنکھ سے نہ دیکھ لوں، کچھ نہ کھاؤں گا، چنانچہ آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچایا گیا، پھر آپ کو سکون ہوا اور کچھ کھایا پیا۔

سیرت

ایک مرتبہ حضور ﷺ نے راہِ خدا میں مال دینے کا حکم دیا، تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنا سارا مال لے کر حاضر ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ گھر والوں کے لیے کیا چھوڑ آئے ہو؟ آپ نے فرمایا کہ گھر والوں کے لیے اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ آیا ہوں (گھر میں کچھ مال نہیں چھوڑا)۔

ہجرت کے موقعے پر جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے ساتھ غارِ ثور پہنچے، تو غار میں پہلے پہنچ کر اس کو اندر سے صاف کیا، پھر جب اطمینان ہو گیا کہ غار میں کوئی جانور یا کیڑا نہیں ہے، تو حضور ﷺ کو اندر بلایا، غار کے اندر کئی سوراخ تھے، انھوں نے اپنے کپڑے پھاڑ کر اس کے ٹکڑوں سے سوراخ بند کر دیے تاکہ تکلیف دینے والے جانور اور کیڑوں سے حضور ﷺ کی حفاظت رہے، ایک سوراخ باقی رہ گیا تھا اس پر اپنی ایڑی رکھ دی، ایک سانپ نے آکر آپ رضی اللہ عنہ کے پیر میں ڈس لیا، اس وقت نبی کریم ﷺ آپ کی گود میں سر مبارک رکھ کر آرام فرما رہے تھے، جب ان کے جسم میں زہر کا اثر ہوا، تو بے اختیار آنکھوں سے آنسو نکل آئے مگر حضور ﷺ کے آرام کے خیال سے ذرہ برابر حرکت نہ کی اور نہ سوراخ سے اپنا پیر ہٹایا، جب نبی کریم ﷺ کے رخسارِ مبارک پر آنسوؤں کے قطرے گرے، تو آپ ﷺ کے پوچھنے پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سارا حال سنایا، آپ ﷺ نے اپنا لعابِ مبارک لگایا، تو زہر کا اثر جاتا رہا۔

سوالات

(۱) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا حضور ﷺ سے محبت کا واقعہ بیان کیجیے؟

(۲) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے راہ خدا میں کتنا مال خرچ کیا؟

(۳) غار ثور میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کیا کیا؟

۱ پہلے مہینے میں ۳ دن پڑھائیں

سیرت

سبق ۴

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی استقامت

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کے باہر ''سُنح'' مقام پر اپنے اہل و عیال کے پاس گئے تھے، وہیں پر انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر سنی، جلدی سے مسجدِ نبوی میں پہنچے، دیکھا کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم رنج و غم سے بے تاب ہو کر رو رہے تھے، آپ سیدھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کمرے میں تشریف لے گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور پر سے چادر ہٹائی، چہرۂ انور پر نظر پڑتے ہی غم سے تڑپ اٹھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی کو بوسہ دیا اور کہا ''میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، بیشک آپ نے اس موت کا مزہ چکھ لیا جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے مقدّر کر دی تھی، اس کے بعد اب آپ کو کبھی بھی موت کی تکلیف نہ ہوگی'' پھر چادر ڈھانک دی اور باہر آئے، یہاں دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ننگی تلوار لیے کھڑے ہیں اور کہہ رہے ہیں ''خبردار! اگر کسی نے یہ کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی ہے، تو میں اِس تلوار سے اس کی گردن اڑا دوں گا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اس وقت تک نہ ہوگی جب تک اللہ تعالیٰ منافقوں کو ختم نہ کر دے گا''۔

چونکہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بہت زیادہ غمگین تھے، بعض کو یقین ہی نہیں آتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا واقعہ پیش آیا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی غم کی وجہ سے ہوش نہ تھا، ایسے وقت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انتہائی رنج و غم کے ہوتے ہوئے بھی اپنی ذات کو سنبھالے رکھا اور ایک اونچی جگہ کھڑے ہو کر مسلمانوں کو صبر دلایا اور فرمایا: اے مسلمانو! جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا، وہ یقین کر لے کہ خدا ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا اور وہی عبادت کے لائق ہے اور جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا، وہ جان لے کہ ان کی وفات ہوگئی، پھر آپ نے قرآن کریم کی یہ آیت پڑھی:

''وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاْئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ'' [سورہ آل عمران:۱۴۴]

ترجمہ: محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہی تو ہیں، ان سے پہلے بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں، اگر آپ (ﷺ) کی وفات ہو جائے یا آپ شہید کر دیے جائیں تو کیا تم لوگ (اسلام سے) الٹے پھر جاؤ گے۔

اس آیت کا سننا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو صبر آ گیا، وہ روتے ہوئے بیٹھ گئے، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو ہوش آیا اور تسلی ہوئی اور سب کو یقین ہو گیا کہ حضور ﷺ کی وفات ہو چکی ہے۔

سوالات

(۱) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی وفات کی خبر کہاں سنی؟

(۲) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی وفات کی خبر سن کر کیا کیا؟

(۳) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو کس طرح صبر دلایا؟

| ۱ | پہلے مہینے میں | ۳ | دن پڑھائیں

سبق ۵ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خلیفہ بننا

حضور ﷺ کی وفات کے بعد صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ فکر ہوئی کہ پہلے رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ کا انتخاب کر لیا جائے تا کہ حضور ﷺ کی تجہیز و تکفین اور دوسرے معاملات میں خلیفہ جو حکم دیں اس پر عمل کیا جائے، اس لیے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ایک بہت بڑے مکان میں جمع ہوئے جس کا نام ''سقیفۂ بنو ساعدہ'' تھا اور مشورہ کرنے لگے کہ خلیفہ کس کو بنایا جائے؟ انصار کا خیال تھا کہ خلیفہ انصار میں سے ہو اور بعض انصار یہ کہتے تھے کہ ایک امیر انصار میں سے ہو اور ایک مہاجرین میں سے، دونوں مل کر آپس کے مشورے سے خلافت کا کام انجام

دیں، یہ بات سن کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''اے مہاجرین وانصار کی جماعت! یہ وقت اختلاف کا نہیں ہے، انصاری بھائیوں نے اسلام اور مسلمانوں کی بہت مدد کی ہے اور صحابہ بھی زیادہ انصاری ہیں، مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''اَلْأَ ئِمَّةُ مِنْ قُرَيْشٍ'' ترجمہ: ''خلفا قریش میں سے ہوں گے''۔ لہٰذا خلیفہ تو مہاجرین میں سے ہو مگر انصار کے مشورے کے بغیر کوئی کام نہ کرے''۔ یہ حدیث سنتے ہی تمام انصاری صحابہ دل وجان سے اس پر متفق ہوگئے اور اپنی رائے کو چھوڑ دیا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ یہ دونوں صحابہ بزرگ اور ہم میں سب سے بڑے ہیں، میں چاہتا ہوں کہ مسلمان ان دونوں میں سے کسی کو خلیفہ منتخب فرمائیں۔ یہ بات سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ خلیفہ بننے کے زیادہ مستحق ہیں، آپ غار میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے اور آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مسجدِ نبوی میں امامت فرمائی، بس اپنا ہاتھ بڑھایئے تاکہ ہم بیعت کرلیں اور آپ کو خلیفہ منتخب کرلیں، مگر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہاتھ نہیں بڑھایا، یہ دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر بیعت کی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بیعت کرتے ہی سب مسلمانوں نے بھی بیعت کرلی اور آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا جانشین اور خلیفہ منتخب کرلیا۔

سوالات

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صحابہ کو کس بات کی فکر ہوئی؟

(۲) صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم مشورہ کے لیے کس مقام پر جمع ہوئے؟

(۳) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے خلافت کے لیے کس کس کا نام پیش کیا اور انھوں نے کیا کہا؟

۱ پہلے مہینے میں ۳ دن پڑھائیں

تربیت

سبق ٦ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو ملکِ شام روانہ کرنا

''مُوتہ'' ملکِ شام کا ایک علاقہ ہے، جو دمشق کے قریب واقع ہے۔ وہاں عیسائیوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایلچی کو شہید کر دیا تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ''موتہ'' میں اس کا بدلہ لینے کے لیے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی سرداری میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا ایک لشکر بھیجا تھا، جس میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تھے۔ عیسائیوں نے اس کے بعد ملک عرب پر دوبارہ چڑھائی کا ارادہ کیا اور ملک شام میں فوجیں جمع کرنے لگے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو روکنے کے لیے اپنی وفات سے کچھ دن پہلے ایک لشکر کی تیاری کا حکم دیا اور اس لشکر کا سردار حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا، اس وقت ان کی عمر سترہ سال تھی، اس لشکر میں بڑے بڑے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم شامل تھے مگر وہ لشکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری اور پھر وفات کی وجہ سے رک گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خلیفہ ہوتے ہی دوسرے دن اعلان کر دیا کہ لشکرِ اسامہ تیار ہو جائے، لشکر کے روانہ ہونے سے پہلے آس پاس کے علاقوں سے خبریں آنے لگیں کہ عرب کے وہ قبیلے جو نئے نئے اسلام میں داخل ہوئے تھے اور ابھی پورے طور پر اسلام کی حقیقت سے واقف نہیں ہوئے تھے، اب انھوں نے اسلام کو چھوڑ کر اپنے باپ دادا کا دین اختیار کر لیا ہے، اور بعض قبیلے والوں نے اسلام تو نہیں چھوڑا لیکن زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا ہے اور بعض افراد نے تو نبوّت کے جھوٹے دعوے کیے ہیں اور وہ لوگوں کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکا کر مدینہ منوّرہ پر حملہ کرنے والے ہیں۔ یہ سن کر حضرت عمر، حضرت علی اور بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم نے مشورہ دیا کہ ابھی حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے

لشکر کو نہ بھیجیں، ورنہ مدینہ منورہ میں بہت کم لوگ رہ جائیں گے اور مرتدین مدینہ منورہ پر حملہ کر دیں گے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس مشورہ کو قبول نہ کیا اور فرمایا: ”خدا کی قسم! جس کے قبضے میں میری جان ہے چاہے مدینہ خالی ہو جائے اور میں اکیلا ہی رہ جاؤں اور شیر، بھیڑیے اور کتے میرے جسم کی بوٹیاں نوچ کھائیں پھر بھی میں اسامہ کو نہ روکوں گا، کیونکہ اسامہ کو پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر دے کر شام کی طرف روانہ کیا تھا“۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لشکر اُسامہ کو روانہ ہونے کا حکم دیا، تو خود حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو رخصت کرنے کے لیے ان کے گھوڑے کی باگ تھامے ہوئے دور تک پیدل چلے، حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ خلیفۃ المومنین! یا تو آپ سوار ہو جائیں یا مجھے پیدل چلنے دیں، آپ نے فرمایا کہ میری خوش قسمتی ہے کہ میں اللہ کے راستے میں لڑنے والوں کو رخصت کرنے کے لیے پیدل چلوں۔ ٹھیک چالیس دن کے بعد یہ لشکر عیسائیوں پر فتح پا کر واپس آیا، اس لشکر کی کامیابی سے تمام عرب میں مسلمانوں کی دھاک بیٹھ گئی، کفار اور اسلام سے مرتد ہونے والے سمجھ گئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے مسلمانوں کی قوت میں کمی نہیں آئی اور یہ آج بھی ویسے ہی بہادر ہیں۔

سوالات

(۱) عیسائیوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایلچی کو کہاں شہید کیا تھا؟

(۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے پہلے کس لشکر کی تیاری کا حکم دیا اور اس کے سردار کون تھے؟

(۳) حضرت عمر اور حضرت علی اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کیا مشورہ دیا؟

(۴) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کیا جواب دیا؟

| ۱ | پہلے مہینے میں | ۳ | دن پڑھائیں

سیرت

سبق ۷ زکوٰۃ کا انکار کرنے والوں سے مقابلہ

عرب کے بہت سے قبائل ایسے تھے جو نئے نئے اسلام میں داخل ہوئے تھے اور ابھی پورے طور پر اسلام کی حقیقت سے واقف نہیں ہوئے تھے، جب انھوں نے حضور ﷺ کی وفات کی خبر سنی، تو ان میں سے کچھ قبیلے والوں نے اسلام پر قائم رہتے ہوئے صرف زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے لڑائی کا ارادہ فرمایا اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع کر کے مشورہ کیا، بعض بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم کی یہ رائے تھی کہ جو لوگ مسلمان ہیں، نماز پڑھتے ہیں، روزہ رکھتے ہیں لیکن زکوٰۃ دینے سے انکار کرتے ہیں، ان کے ساتھ کافروں اور مشرکوں جیسا قتال نہیں کرنا چاہیے، اس لیے کہ یہ لوگ توحید و رسالت کا اقرار کرتے ہیں۔ اس موقع پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی دینی بصیرت سے فرمایا:

’’خدا کی قسم! جو لوگ پیارے نبی ﷺ کے زمانے میں اونٹ کے پیر باندھنے کی رسی بھی دیتے تھے اگر وہ اسے بھی دینے سے انکار کریں گے، تو میں ان سے لڑوں گا، دین کامل ہو چکا ہے، وحی کا سلسلہ بند ہو چکا ہے، حضور ﷺ نے دین کو جس شکل و صورت میں چھوڑا ہے، اپنی جان دے کر بھی اس کی حفاظت کرنا ہمارا فرض ہے، آخر میں آپ نے فرمایا کہ کیا یہ ہوسکتا ہے کہ میرے جیتے جی دین میں کوئی کمی ہو جائے!‘‘

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رائے سے سب صحابہ رضی اللہ عنہم متفق ہو گئے اور انھوں نے اعتراف کر لیا کہ ہاں! اگر انھیں زکوٰۃ نہ دینے پر چھوڑ دیا جائے گا، تو کل نماز و روزہ کا انکار کریں گے اور اسلام ایک تماشہ بن کر رہ جائے گا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان منکرین زکوٰۃ سے مقابلے کے لیے لشکر روانہ کیے اور آپ رضی اللہ عنہ خود بھی مقابلے کے لیے تشریف لے

گئے، چند دنوں میں انھوں نے زکوٰۃ ادا کردی اور بعضوں نے خود مدینہ منورہ حاضر ہو کر بیت المال میں جمع کرائی، اس طرح زکوٰۃ کے انکار کرنے والوں کا فتنہ ختم ہوا۔

سوالات

(۱) کچھ قبیلوں نے حضور ﷺ کی وفات کی خبر سننے پر کس چیز کے دینے کا انکار کیا؟

(۲) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟

(۳) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لشکر بھیجنے کا کیا اثر ہوا؟

۱	۲	مہینے میں	۳	دن پڑھائیں	تاریخ		دستخط معلم	دستخط سرپرست

سبق ۸ نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والوں کو ختم کرنا

حضور ﷺ کی زندگی میں کچھ لوگوں نے اپنے نبی ہونے کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ ''یمامہ'' میں ''مُسَیْلَمَہ کَذَّاب'' نے جب حضور ﷺ کی طبیعت ٹھیک نہ ہونے کی خبر سنی، تو اپنے نبی ہونے کا جھوٹا اعلان کیا اور آپ ﷺ کی وفات کے بعد چالیس ہزار کا لشکر لے کر مدینہ منورہ پر حملے کے ارادے سے چل دیا، ادھر ''یمن'' میں ''اَسْوَدْ عَنَسِی'' نے نبی ہونے کا دعویٰ کر کے کچھ شہروں پر قبضہ کرلیا۔ آپ ﷺ کی وفات کے بعد دوسرے لوگ بھی نبوت کے جھوٹے دعوے دار ہوئے، چنانچہ قبیلہ ''بنی اسد'' میں ''طُلَیْحَہ بن خُوَیْلِدْ'' نے اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کیا اور نجد کے مشہور چشمہ ''بُزَاخَہ'' پر اپنا کیمپ قائم کیا، بہت سے قبیلے والوں نے اس کا ساتھ دیا، جس سے ایک بڑا لشکر اس کے ساتھ ہو گیا اور قبیلہ ''تغلب'' کی ایک عورت ''سَجَاحْ بِنْتِ خُوَیْلِدْ'' نے بھی اپنی نبوت کا دعویٰ کیا اور چار ہزار کے قریب لشکر لے کر مدینہ منوّرہ پر حملے کے ارادے سے نکلی، راستے میں مسیلمہ کذّاب کے لشکر سے جاملی اور اس

سے شادی کرلی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لشکرِ اسامہ رضی اللہ عنہ کی واپسی کے بعد ان جھوٹے مدعیانِ نبوت کو ختم کرنے کے لیے الگ الگ لشکر روانہ کیے۔ نبوت کے سب سے بڑے دعویدار مسیلمہ کذّاب کے مقابلے میں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا مگر انھیں شکست ہوئی، تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو مدد کے لیے بھیجا، ان کا دشمنوں سے سخت مقابلہ ہوا، آخر حضرت وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں مسیلمہ کذّاب مارا گیا، اس کی بیوی سجاح (جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا) شوہر کے قتل ہونے کے بعد بھاگ گئی، اس لڑائی میں بہت سے حافظِ قرآن صحابہ رضی اللہ عنہم شہید ہوئے، طُلَیحہ بن خُوَیلِد کے مقابلے میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا، دونوں میں زبردست لڑائی ہوئی، جب طُلَیحہ کے لشکر پر شکست کے آثار ظاہر ہونے لگے، تو وہ اپنی بیوی کو ساتھ لے کر ملک شام بھاگ گیا اور بعد میں کفر سے توبہ کر کے دوبارہ اسلام میں داخل ہوا اور مسلمانوں کا پورا ساتھ دیا۔ اور اسود عنسی اپنے ایک ساتھی کے ہاتھوں نشہ کی حالت میں مارا گیا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بڑے حوصلہ و ہمت سے چند دنوں کے اندر اندر نبوت کے ان جھوٹے دعویداروں کا خاتمہ کر دیا۔

سوالات

① کن کن لوگوں نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا؟
② حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والوں کے ساتھ کیا کیا؟
③ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ کذاب کے مقابلے کے لیے کن کو روانہ کیا؟
④ مسیلمہ کذّاب کس صحابی کے ہاتھوں مارا گیا؟

۲ دوسرے مہینے میں ۳ دن پڑھائیں

سبق ۹ اسلام سے مرتد ہونے والوں سے مقابلہ کرنا

حضور ﷺ کی وفات کی خبر سن کر عرب کے بہت سے قبیلے جو نئے نئے اسلام میں داخل ہوئے تھے، اسلام سے پھر گئے اور انھوں نے اپنا الگ الگ سردار منتخب کرلیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مدعیانِ نبوت کو ختم کرنے کے بعد الگ الگ لشکر تیار کر کے ان سے مقابلے کے لیے روانہ کیا۔ ''بحرین'' میں قبیلہ بنو بکر نے مرتد ہو کر اپنا ایک سردار بنالیا، ان سے مقابلے کے لیے حضرت عَلَاءُ الْحَضْرَمِیْ رضی اللہ عنہ ایک لشکر لے کر روانہ ہوئے، دونوں لشکروں میں ایک مہینے تک لڑائی ہوئی، مسلمانوں نے زبردست حملہ کیا جس میں ان کا سردار قتل ہوا اور بہت سے لوگ مارے گئے۔ مقام ''مہریٰ'' میں بہت سے قبائل اسلام سے مرتد ہو گئے، ان سے لڑنے کے لیے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ ایک لشکر لے کر چل دیے، وہاں پہنچ کر ان لوگوں کو اسلام کی دعوت دی، ان میں سے ایک جماعت اسلام لے آئی اور دوسری جماعت اپنے ارتداد پر قائم رہی، حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے ان سے مقابلہ کیا اور ان کا سردار مارا گیا۔ ''یمن'' میں بھی ارتداد کی وبا پھیلی اور ان مرتد ہونے والوں نے یمن کے بچے کھچے مسلمانوں کو بہت ستایا، ان کے مقابلے کے لیے حضرت مہاجر رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے، انھوں نے مرتدین پر حملہ کیا، ان کے سرداروں کو قید کرلیا گیا۔ اس طرح رفتہ رفتہ چند دنوں میں مرتد ہونے والے دوبارہ اسلام کی طرف لوٹ آئے اور اسلام کو غلبہ حاصل ہوا۔

سوالات

(۱) حضور ﷺ کی وفات کی خبر سن کر نئے نئے اسلام میں داخل ہونے والوں نے کیا کیا؟

(۲) کن قبائل سے کن صحابہ نے قتال کیا؟

(۳) مرتد ہونے والوں میں کیا تبدیلی آئی؟

۲ دوسرے مہینے میں ۴ دن پڑھائیں

تاریخ

سبق ۱۰ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عراق وشام کو فتح کرنا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت دُنیا میں دو بڑی طاقتیں تھیں، ایک ''اِیران'' کی، جس کا مذہب مجوسی تھا اور دوسری ''روم'' کی، جس کا مذہب عیسائی تھا، اِیران کے بادشاہ کو ''کسریٰ'' اور رُوم کے بادشاہ کو ''قیصر'' کہتے تھے، ایران اور روم والوں کی عربوں سے پرانی دُشمنی تھی، وہ عرب کے علاقوں پر حملے کرتے، جب موقع ملتا ان کو نقصان پہنچاتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اور ساتھ ہی عرب میں بدامنی اور عربوں کے مرتد ہوجانے کی خبر سُن کر اِیرانیوں اور رُومیوں کو بڑی خوشی ہوئی، ان دونوں حکومتوں نے سوچا کہ اِسلام اور مسلمانوں کو ختم کرنے کا یہ اچھا موقع ہے، چنانچہ ایک طرف رُوم کی فوجیں ''شام'' میں اور دوسری طرف اِیران کی فوجیں ''عِراق'' میں جمع ہونے لگیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک سال کے اندر فِتنۂ اِرتداد کو ختم کرنے کے بعد اپنی خِلافت کے دوسرے ہی سال اِیرانیوں اور رُومیوں کو رُوکنے کے لیے ایک لشکر تیّار کیا، آپ نے سب سے پہلے اِسلامی فوجوں کو عِراق کی طرف روانہ کیا۔ حضرت مُثنّٰی بن حارثہ کو شروع میں اس کام کے لیے مقرر فرمایا، پھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ان کی مدد کے لیے بھیجا، عِراق میں کئی لڑائیاں ہوئیں، مسلمانوں کو اس میں فتح حاصل ہوئی، شہر ''حِیرہ'' مسلمانوں کے قبضے میں آگیا، وہاں کے لوگوں نے اَمان مانگا اور جزیہ دینا قبول کیا۔ عِراق میں اِیرانیوں سے لڑائی برابر چل رہی تھی۔ اُدھر ایک طرف شام سے رُومیوں کے حملے کا ڈر تھا، حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ نے بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ کرکے رُومیوں سے لڑنے کے لیے تیّاری کا حکم دیا اور مُسلمانوں کے لشکر کو جن کی کل تعداد ستّائیس ہزار تھی،

چار حصّوں میں تقسیم کیا، ایک حصّے پر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو سردار بنا کر "فلسطین" کی طرف روانہ کیا اور ایک حصّے پر حضرت ابو عُبیدہ رضی اللہ عنہ کو سردار بنا کر "حِمص" کی طرف بھیجا اور ایک حصّے پر حضرت یزید بن ابی سُفیان رضی اللہ عنہ کو سردار بنا کر "دمشق" کی طرف روانہ کیا اور ایک حصّے پر حضرت شُرَحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کو سردار بنا کر "اُردُن" کی طرف بھیجا اور پورے لشکر کی سرداری حضرت ابو عُبیدہ رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائی۔ جب مسلمان شام میں داخل ہوئے، تو رُومیوں کا الگ الگ لشکر مقابلے کے لیے روانہ ہوا، حضرت ابو عُبیدہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ رُومیوں کی فوج بہت زیادہ ہے اور مقابلہ بہت سخت ہے، رُوم بہت طاقتور ملک تھا اور اس کی فوجوں کے پاس اَسلحہ اور ساز و سامان بھی بہت زیادہ تھے، یہ ملک اس وقت دُنیا کا سب سے اَمیر اور مالدار مُلک تھا، رُومیوں کی فوج میں دو لاکھ چالیس ہزار سپاہی تھے، حضرت ابو عُبیدہ رضی اللہ عنہ نے سارا حال خلیفۃ المؤمنین کو لکھ کر بھیجا اور مدد کے لیے مزید فوجیں بھیجنے کی درخواست کی، جب یہ خط دربارِ خلافت میں پہنچا، تو مدینہ مُنوّرہ میں فوج نہ تھی، مسلمانوں کی بڑی تعداد تو عِراق میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی ماتحتی میں لڑ رہی تھی، چنانچہ خلیفۃ المومنین نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو فرمان لکھا کہ عِراق کی جنگ یہیں روک دو اور شام میں حضرت ابو عُبیدہ رضی اللہ عنہ کی مدد کے لیے فوراً پہنچو۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ حضرت مثنّٰی رضی اللہ عنہ کو اپنا جا نشین بنا کر شام کی طرف روانہ ہوئے، مسلمانوں اور عیسائیوں میں جنگ ہوئی، جس کو "جنگِ یَرمُوک" کہا جاتا ہے، اس لڑائی میں مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی، ملکِ شام کے دوسرے بعض شہر بھی فتح ہوئے، اِسلامی فتوحات کا سلسلہ برابر جاری تھا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے اور اس بیماری میں آپ کا اِنتقال ہو گیا۔

سیرت

سوالات

(۱) حضور ﷺ کی بعثت کے وقت دنیا میں دو بڑی طاقتیں کون سی تھیں؟

(۲) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فتنۂ ارتداد کے ختم کرنے کے بعد کیا کام کیا؟

(۳) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے کس ملک کی طرف اسلامی فوجوں کو روانہ کیا؟

۲ دوسرے مہینے میں ۴ دن پڑھائیں

سبق ۱۱

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قرآن کریم کو ایک جگہ جمع کروانا

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں نبوّت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے مسیلمہ کذّاب سے مسلمانوں کی جنگ ہوئی، جس کو ''جنگِ یمامہ'' کہتے ہیں۔ اس میں بہت زیادہ تعداد میں ایسے صحابہ رضی اللہ عنہم شہید ہوئے، جو قرآن کریم کے حافظ تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ اندیشہ ہوا کہ اگر قرآن کریم کے حافظ صحابہ اسی طرح شہید ہوتے رہے، تو قرآن کریم کا بہت سا حصّہ ضائع ہو جائے گا، اس لیے انھوں نے حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ سے قرآن کریم کے جمع کرنے کی درخواست کی، حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ نے عذر کیا کہ جو کام رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا اسے میں کس طرح کروں! لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بار بار اِصرار سے آپ کے ذہن میں بھی اس کی مَصلحت آ گئی، پھر آپ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ پورا قرآن کریم ایک جگہ جمع کر کے لکھ دیں۔ حضور ﷺ کی زندگی میں جو تھوڑا تھوڑا قرآن حضرت جبرئیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے پاس سے آ کر سُنایا کرتے تھے حضرت زید رضی اللہ عنہ اس کو لکھا کرتے تھے، پورا قرآن حضور ﷺ کے زمانہ میں لکھا جا چکا تھا،

اس کی آیتوں اور سورتوں میں ترتیب دی جا چکی تھی اور سُورتوں کے نام بھی رکھے گئے تھے، مگر اس کی ساری آیتیں اور ساری سورتیں مختلف چیزوں پر لکھی ہوئی تھیں، قرآن کریم کا کچھ حصہ چمڑے پر اور کچھ کھجور کے پتّوں پر، کچھ درختوں کی چھال اور ہڈّیوں پر لکھا ہوا مختلف افراد کے پاس محفوظ تھا۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ آپ وہ کام کیسے کر رہے ہیں، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خُدا کی قسم! یہ کام بہتر ہی بہتر ہے، آپ کے بار بار کہنے پر اللہ تعالیٰ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کے سینے کو اس کام کے لیے کھول دیا۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے جب قرآن کریم کو جمع کرنے کا کام شروع کیا، تو یہ اعلان کیا گیا کہ جس صحابی کے پاس قرآن کریم کی کوئی آیت لکھی ہوئی موجود ہو، وہ دو گواہوں کو ساتھ لائے جو اس بات کی گواہی دیں کہ یہ آیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لکھی گئی تھی، چنانچہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم آیتیں اور سورتیں لے کر آتے رہے، ان تمام آیتوں اور سورتوں کو حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ایک جگہ جمع کر دیا، اس طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تمام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی تصدیق سے قرآن کریم کا ایک نسخہ تیّار کروایا اور اس کو اپنے پاس محفوظ رکھا، آپ کی وفات کے بعد وہ نسخہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس رہا پھر آپ نے اپنی شہادت سے پہلے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس وہ نسخہ بھیج دیا۔

سوالات

(۲) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کیا اندیشہ ہوا اور انھوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کیا کہا؟

(۳) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے قرآن جمع کرنے کا کام شروع کیا تو کیا اعلان کیا؟

۲ دوسرے مہینے میں ۴ دن پڑھائیں

تاریخ

سبق ۱۲ حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ کی وفات

ملکِ شام میں اِسلامی لشکر رُومیوں سے مقابلہ کر رہا تھا اور حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ دن رات مدینہ مُنوّرہ میں اِسلام اور مسلمانوں کی بھلائی کے بارے میں برابر سوچتے اور اللہ تعالیٰ سے مسلمانوں کی فتح کی دُعا مانگتے رہتے۔ایک دن آپ رضی اللہ عنہ کو بخار آ گیا پہلے تو صحابہ رضی اللہ عنہم سمجھے کہ معمولی بُخار ہے، مگر وہ بڑھتا ہی گیا، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اگر آپ اجازت دیں تو ہم حکیم کو بُلا کر دکھلائیں مگر آپ رضی اللہ عنہ نے منع کیا اور فرمایا کہ میں حکیم کو دکھا چکا ہوں۔صحابہ رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا کہ حکیم نے کیا بتلایا۔آپ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حکیم فرماتا ہے "اِنِّیْ فَعَّالٌ لِّمَا اُرِیْدُ" ترجمہ:"میں جو ارادہ کرتا ہوں اسے پورا کر کے رہتا ہوں"۔یہ سن کر صحابہ رضی اللہ عنہم سمجھ گئے کہ شاید اب خلیفۃ المومنین کا آخری وقت آ گیا ہے، اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنی جگہ نماز کی امامت کا حکم دیا۔جب مرض بہت بڑھ گیا، تو آپ رضی اللہ عنہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بُلا کر مشورہ کیا کہ اب میرا آخری وقت آ پہنچا ہے، میں چاہتا ہوں اپنی زندگی میں کسی کو خلیفہ مقرر کر دوں، تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کی رائے سے آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین اور آئندہ کے لیے مسلمانوں کا خلیفہ مقرر کیا، پھر اپنی لاڈلی بیٹی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ "اپنے بھائیوں اور بہنوں کا حق ادا کرتی رہنا، ۲۵ دِرہم مجھ پر قرض ہیں، وہ ادا کر دینا اور یہ غُلام جو سرکاری کام سے میرے پاس تھا اور ایک اونٹنی اور چادر جو بیت المال سے لی تھی، یہ چیزیں بیت المال میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو واپس کر دینا"۔ غُلام سے پوچھا کہ میں نے خلیفہ ہونے کے بعد سے اب تک بیت المال سے کتنی رقم لی ہے؟ غلام نے حساب لگا کر بتایا، تو آپ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ یہ رقم میرا گھر بیچ کر بیت المال

میں واپس کردی جائے۔ جس وقت سرکاری غلام، سرکاری اونٹنی، چادر اور خلیفہ ہونے کے زمانہ کی کل تنخواہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچی، تو وہ دیکھ کر رونے لگے اور بولے ''ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بڑے اِمتحان میں ڈال دیا، کون اس طرح کر سکے گا''؟

جب پیر کا دن آیا، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا ''آج کونسا دن ہے''؟ بتایا کہ پیر ہے، پھر پوچھا کہ ''پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کس دن ہوئی تھی''؟ بتایا کہ پیر کے دن، یہ سن کر کہنے لگے امید ہے کہ آج ہی اللہ تعالیٰ مجھے اپنے پاس بُلا لے گا، پھر پوچھا کہ ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنے کپڑوں میں کفنایا گیا تھا''؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ تین کپڑوں میں۔ اس وقت خلیفۃ المومنین کے جسم پر دو پُرانے اور پھٹے کپڑے تھے، کہنے لگے کہ دو کپڑے تو یہ ہیں، تیسرا بازار سے منگوالینا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رو کر بولیں: ''ابّا جان! ہم تینوں نئے کپڑے منگوا سکتے ہیں''۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ''نئے کپڑوں کے زیادہ حقدار مُردے نہیں، بلکہ زندہ لوگ ہیں، قبر کے کیڑے مکوڑوں کے لیے یہی پُرانے کپڑے ٹھیک ہیں''۔ حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ نے اپنی موت کے بارے میں جو اندازہ لگایا وہ ٹھیک نکلا، اسی دن مغرب و عشا کے درمیان آپ نے انتقال فرمایا۔ آپ کی وفات کی خبر سُن کر مسلمانوں کو بہت صدمہ ہوا۔ جنازہ کی نماز حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن کیے گئے، آپ کی عمر تریسٹھ سال ہوئی اور کل دو برس تین مہینے دس دن خلیفہ رہے۔

سوالات

(۱) جب مرض بہت بڑھ گیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کو بلا کر کیا مشورہ کیا؟
(۲) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بیت المال سے لی ہوئی رقم سے متعلق غلام سے کیا پوچھا اور کیا حکم دیا؟
(۳) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی کیا عمر تھی اور خلافت کی مدت کتنی تھی؟

| ۲ | دوسرے مہینے میں | ۴ | دن پڑھائیں |

تربیت

سبق ۱۳ حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ کی پاکیزہ زندگی

حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ بچپن ہی سے صفائی پسند اور شریف تھے، شروع ہی سے لکھنا پڑھنا سیکھ لیا تھا، گفتگو جچی تلی اور نہایت عمدہ کرتے، بلاضرورت باتیں نہ کرتے، آپ کا دل بہت ہی نرم تھا، کسی کی تکلیف نہیں دیکھ سکتے تھے، محلّے اور شہر کی غریب اور بیوہ عورتوں کا کام خود کر دیا کرتے تھے، اپنا کام کسی دوسرے سے نہ کراتے، کسی کی برائی نہ کرتے اور نہ دوسرے کی برائی سننا پسند کرتے، اللہ سے ہر وقت ڈرتے رہتے، رات بھر نماز پڑھتے اور دن کو روزہ رکھتے، قرآن کریم پڑھتے، تو بہت روتے، اِسلام لانے کے بعد مکّہ میں تیرہ برس تک برابر اسلام پھیلانے میں مشغول رہے اور کافروں کی طرف سے پیش آنے والی ساری تکلیفیں برداشت کیں۔ مدینہ منوّرہ ہجرت کر جانے کے بعد بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پورا ساتھ دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام غزوات میں شریک رہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے آخری دنوں میں نمازوں کی اِمامت کی، آپ اسلام سے پہلے بڑے تاجر اور دولت مند تھے مگر اسلام کے بعد ساری دولت اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی کے مطابق خرچ کر دی۔

خلیفہ ہونے سے پہلے آپ تجارت کرتے تھے مگر خلیفہ ہونے کے بعد مسلمانوں نے بیت المال سے آپ کا وظیفہ مقرّر کر دیا، وہ وظیفہ اتنا معمولی تھا کہ سوائے معمولی کھانے کے اور کچھ نہیں کر سکتے تھے، ایک دن آپ کی بیوی نے میٹھی چیز پکا کر پیش کی، تو آپ نے پوچھا کہ یہ کہاں سے آئی؟ اُنھوں نے فرمایا کہ روزانہ جو خرچ مجھے ملتا تھا اس میں سے تھوڑا تھوڑا پیسہ بچا کر یہ میٹھی چیز بنائی ہے، آپ نے فوراً بیت المال کے ذمے دار کو حکم لکھ بھیجا کہ اتنے پیسے میرے وظیفے میں سے کم کر دیے جائیں کیوں کہ بغیر میٹھا کھائے ہوئے بھی

زندگی بسر ہوسکتی ہے۔آپ محلّے والوں کی بکریوں کا دودھ دوہ دیا کرتے تھے اور ان کو چرانے جایا کرتے تھے، خلیفہ ہونے کے بعد ایک چھوٹی لڑکی آپ کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ اب تو آپ خلیفۃ المومنین ہوگئے، میری بکریاں کون دیکھے گا؟ آپ نے فرمایا کہ تم فکر نہ کرو، میں ہی دیکھوں گا، چنانچہ آپ اب بھی سب کی بکریوں کا دودھ نکالتے اور چرانے لے جاتے، آپ قرآن کریم کی تفسیر اور حضور ﷺ کی احادیث اور مسائل کے بہت بڑے عالم تھے، صحابہ رضی اللہ عنہم آپ سے پڑھا کرتے اور مسئلے پوچھا کرتے تھے۔

سوالات

① حضرت ابوبکر کے کچھ اوصاف بیان کیجیے؟

② حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بیت المال سے کتنا وظیفہ ملتا تھا؟

③ خلیفہ ہونے کے بعد ایک چھوٹی لڑکی سے کیا گفتگو ہوئی؟

۳ تیسرے مہینے میں ۴ دن پڑھائیں

سبق ۱۴ حضرت عمر رضی اللہ عنہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ مکہ کے مشہور خاندان ''قریش'' کے ایک بڑے گھرانے ''بَنُو عَدِی'' میں پیدا ہوئے، آپ کا نام ''عمر''، کنیت ''اَبُوحَفْص'' اور لقب ''فاروق'' تھا، والد کا نام ''خطّاب'' اور والدہ کا نام ''حَنْتَمہ'' تھا۔آپ قریش کے شریف لوگوں میں سے تھے، عرب میں آپ کی بہادری کا بہت چرچا تھا۔آپ بچپن میں میلوں دور اونٹوں کو چرانے جاتے تھے، جوان ہونے کے بعد عرب کے دستور کے موافق جنگی مہارت، گھوڑسواری اور پہلوانی کی تعلیم حاصل کی۔آپ عرب کے نامور پہلوانوں میں سمجھے جاتے تھے اور گھوڑسواری میں یہ کمال حاصل تھا کہ گھوڑے پر اچھل کر سوار ہوتے اور اس طرح جم کر بیٹھتے کہ بدن کو

تیسرا

حرکت نہ ہوتی تھی۔ آپ نے لکھنا پڑھنا بھی سیکھ لیا تھا۔ آپ تجارت کی غرض سے ملکِ شام وعراق جاتے، دوسرے ملکوں کا بھی سفر کرتے اور بڑے بڑے لوگوں سے ملتے، جس کی وجہ سے آپ کو بڑے تجربے حاصل ہوئے، آپ کے ذمے سِفارت کا کام تھا یعنی جب قریش کی آپس میں لڑائی ہوتی یا کسی دوسرے ملک سے جنگ ہوتی، تو قریش آپ ہی کو سفیر (ایلچی) بنا کر بھیجا کرتے تھے وہ اپنی سمجھ سے اس کو حل کر دیتے تھے۔ آپ حضور ﷺ سے بارہ برس چھوٹے تھے، پہلے پہل جب حضور ﷺ نے اللہ کے ایک ہونے اور اپنے رسول ہونے کا اعلان کیا، تو قریش کے دوسرے سرداروں کی طرح وہ بھی اسلام اور مسلمانوں کے سخت دشمن ہو گئے اور مسلمانوں کو ان کی دشمنی سے بہت نقصان پہنچا۔ آخر کار حضور ﷺ کی دعا سے ایک دن آپ کو اسلام کی دولت نصیب ہوئی۔

سوالات

(۱) حضرت عمر رضی اللہ عنہ مکہ کے کس خاندان سے تھے؟

(۲) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جوان ہونے کے بعد کس چیز کی تعلیم حاصل کی؟

(۳) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ذمے کون سا کام تھا؟

۳ تیسرے مہینے میں ۴ دن پڑھائیں

سبق ۱۵ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا

حضرت عمر نہایت بہادر اور طاقتور انسان تھے، اسلام لانے سے پہلے مسلمانوں کو سخت تکلیفیں دیتے اور نبی کریم ﷺ کے قتل کی فکر میں رہتے تھے۔ ایک مرتبہ ابوجہل نے اعلان کیا کہ جو شخص محمد (ﷺ) کو قتل کر ڈالے، اسے میں سو اونٹ دوں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ سن کر میں آپ ﷺ کے قتل کے ارادے سے تلوار لے کر روانہ ہوا،

تربیت

راستے میں حضرت نُعیم بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ ملے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خاندان میں ایک معزز شخص تھے اور اسلام قبول کر چکے تھے انہوں نے پوچھا کہ اے عمر! کس ارادے سے جارہے ہو؟ حضرت عمر نے کہا: محمد کے قتل کا ارادہ ہے (نعوذ باللہ) حضرت نُعیم نے کہا: ''پہلے اپنے گھر کی خبر لو! خود تمہارے بہن اور بہنوئی اسلام لا چکے ہیں''۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ سنتے ہی غصے میں بھرے ہوئے بہن کے گھر پہنچے۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ جو ان کی بہن اور بہنوئی کو قرآن کریم پڑھا رہے تھے، آپ رضی اللہ عنہ کی آہٹ سنتے ہی چھپ گیے اور بہن نے قرآن چھپالیا، لیکن آواز ان کے کانوں میں پڑ چکی تھی۔ گھر میں آکر بہن اور بہنوئی سے پوچھا کہ تم کیا پڑھ رہے تھے؟ ان دونوں نے جواب دیا کہ کیا تم نے کچھ سن لیا؟ انہوں نے فرمایا: ہاں! سن لیا اور مجھے معلوم ہو چکا ہے کہ تم دونوں صابی (بد دین) ہو چکے ہو یہ کہہ کر بہنوئی کو مارنا شروع کر دیا، جب ان کی بہن بچانے کو آئیں، تو ان کی بھی خبر لی یہاں تک کہ ان کا بدن لہولہان ہو گیا، اس حالت میں ان کی زبان سے نکلا کہ اے عمر! تم سے جو کچھ ہوسکتا ہے وہ کرلو ہم تو مسلمان ہو چکے ہیں، اسلام اب دل سے نہیں نکل سکتا۔ اِن الفاظ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دل پر خاص اثر کیا اور بہن کو لہولہان دیکھ کر اور بھی دل نرم ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ کتاب جو تم پڑھ رہے تھے مجھ کو بتلاؤ۔ بہن نے کہا کہ تم ناپاک ہو اور ناپاک اس کو ہاتھ نہیں لگا سکتے، لہٰذا انہوں نے غسل کیا اور بہن سے قرآن کریم لے کر پڑھنا شروع کیا، قرآن پڑھتے ہی ان کی حالت بدل گئی، حضرت خباب رضی اللہ عنہ جو گھر میں کسی جگہ چھپے تھے باہر نکل آئے اور انھوں نے کہا: اے عمر! تم کو بشارت ہو، مجھے امید ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا تمہارے حق میں قبول ہوئی، اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی تھی، '' اے اللہ! اسلام کو عمر بن خطاب یا ابو جہل بن ہشام میں سے جس کو چاہے مسلمان کر کے

سیرت

غلبہ عطا فرما''۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ مجھے حضور ﷺ کے پاس لے چلو، حضرت خباب ؓ آپ کو دارِ ارقم کی طرف لے چلے جہاں رسول اللہ ﷺ اور صحابۂ کرام جمع ہوا کرتے تھے، دروازہ بند تھا، دستک دی اور اندر آنے کی اجازت چاہی، کسی کو دروازہ کھولنے کی جرأت نہ ہوئی، حضرت حمزہ ؓ نے جو اندر موجود تھے فرمایا کہ ''اگر عمر بھلائی کے ارادے سے آرہا ہے تو ہم بھی اس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کریں گے اور اگر برائی کے ارادے سے آرہا ہے تو اسی کی تلوار سے اسے قتل کریں گے''۔ حضور ﷺ نے دروازہ کھولنے کی اجازت دے دی جب وہ اندر آئے، تو ان کا کرتہ پکڑ کر اپنی طرف کھینچا اور فرمایا: ''کس ارادے سے آئے ہو؟'' جواب دیا ایمان لانے کے لیے۔ یہ سننا تھا کہ حضور ﷺ نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا، اس تکبیر سے گھر میں جتنے صحابۂ کرام موجود تھے سب سمجھ گیے کہ عمر مسلمان ہو گئے، صحابہ کرام ؓم کو آپ کے ایمان سے بے حد خوشی ہوئی۔

سوالات

(۱) حضرت عمرؓ کے اسلام لانے کا واقعہ بیان کرو؟

(۲) حضرت عمرؓ کو کس صحابی نے دارارقم تک پہنچایا؟

۳ تیسرے مہینے میں ۴ دن پڑھائیں

سبق ۱۶ حضرت عمرؓ کا اپنے ایمان کا اعلان کروانا

حضرت عمرؓ ستائیس سال کی عمر میں اسلام لائے۔ آپ کے مسلمان ہونے سے پہلے تقریباً چالیس آدمی اسلام میں داخل ہو چکے تھے، لیکن وہ نہایت بے بس و مجبور تھے، ان کے لیے لوگوں کے سامنے کعبہ میں جا کر نماز پڑھنا مشکل تھا بلکہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنا بھی خطرے سے خالی نہ تھا۔ حضرت عمرؓ جب اسلام لے آئے، تو انھوں نے

سیرت

DEENIYAT

سوچا کہ اپنے اسلام کی ایسے شخص کو اطلاع دیں، جو بات پھیلانے میں خوب مہارت رکھتا ہو، تاکہ سب کو میرے اسلام لانے کی اطلاع ہو جائے چنانچہ وہ جمیل بن مُعْمر کے پاس گئے، جو بات کو مشہور کرنے میں خوب ماہر تھا اور کہا: ''اے جمیل! تجھ کو معلوم بھی ہے کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں اور محمد ﷺ کے دین میں داخل ہو گیا ہوں''، جمیل یہ بات سنتے ہی اسی حالت میں اپنی چادر کھینچتا ہوا مسجدِ حرام کی طرف بھاگا جہاں قریش کے سردار جمع تھے، وہاں پہنچ کر بلند آواز سے کہا کہ ''اے لوگو! عمر صابی ہو گیا ہے''۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی اس کے پیچھے پیچھے پہنچے اور فرمایا کہ ''یہ غلط کہتا ہے، میں صابی نہیں ہوا، میں تو اسلام لایا ہوں اور یہ گواہی دی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اُس کے بندے اور رسول ہیں''۔ یہ سننا تھا کہ لوگ ان پر ٹوٹ پڑے اور مارنا شروع کر دیا لیکن عاص بن وائل نے جو رشتے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ماموں تھے ان کو اپنی پناہ میں لے لیا مگر آپ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور مضبوطی کے ساتھ مشرکین کا برابر مقابلہ کرتے رہے یہاں تک کہ مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ کعبے میں جا کر نماز ادا کی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے حق و باطل کے درمیان فرق واضح اور ظاہر ہوا، دین کو قوت ملی، اسلام کو غلبہ حاصل ہوا، مسلمان کھلے طور پر مسجدِ حرام میں نماز پڑھنے لگے، اسلام کی دعوت و تبلیغ شروع ہوگئی اور اسلام کی تاریخ میں ایک نیا دور شروع ہو گیا۔

سوالات

(۱) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے پہلے کتنے آدمی مسلمان ہوئے؟

(۲) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے اسلام کا اعلان کس طرح کیا اور کیا واقعہ پیش آیا؟

(۳) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام سے اسلام اور مسلمانوں کو کیا فائدہ پہنچا؟

۳ تیسرے مہینے میں ۴ دن پڑھائیں

سبق ۱۷ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خلیفہ بننا

جب مسلمانوں کے پہلے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کا آخری وقت آ گیا اور آپ کا مرض بہت بڑھ گیا، تو آپ نے چاہا کہ اپنی زندگی میں آئندہ کے لیے مسلمانوں کا کوئی خلیفہ مقرر کر دیں، آپ نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو بلا کر مشورہ کیا، ایک بڑے صحابی حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ انہوں نے کہا کہ "وہ ہر بات میں ہم سب سے اچھے ہیں البتہ وہ ذرا تیز اور سخت مزاج ہیں"۔ آپ نے فرمایا کہ "حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سختی کی وجہ صرف یہ ہے کہ میں نرمی کرتا تھا، میں نے خود اندازہ کیا ہے کہ جن معاملات میں نرمی اختیار کرتا تھا، ان میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے سخت ہوتی تھی اور جن معاملات میں میں نے سختی سے کام لیا ہے، ان میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہمیشہ نرمی کا پہلو اختیار کرتے تھے، جب ان کے سر پر خلافت کا بوجھ پڑے گا اور وہ ذمے دار ہوں گے، تو نرم پڑ جائیں گے"۔ اس کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بلا کر یہی سوال کیا، تو انہوں نے جواب دیا کہ "حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا باطن ان کے ظاہر سے اچھا ہے اور ہم میں کوئی ان کے مرتبے کو نہیں پہنچ سکتا"۔ اس طرح آپ نے دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی مشورہ کیا، پھر آپ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بلا کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بنانے کی وصیت لکھوائی، اس کے بعد مدینہ منوّرہ کے تمام لوگوں کو بلوایا، انہیں وہ وصیت سنائی اور فرمایا دیکھو! میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا ہے، وہ نہ میرے گھرانے کے آدمی ہیں اور نہ رشتے دار ہیں، کیا تم انہیں خلیفہ مانو گے؟ مدینہ کے سارے مسلمانوں نے کہا کہ آپ کے بعد ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مانتے ہیں پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس بلایا اور انہیں اسلامی حکومت کا نظام سمجھاتے رہے، اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنے اور پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

کی پوری پوری پیروی کرنے کی نصیحت کرتے رہے، پھر آخرت کے حساب اور اللہ کے عذاب سے ڈرایا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ ۱۳ھ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ مقرر ہوئے، آپ اسلامی تاریخ کے سب سے بہادر، جاں باز اور عظیم الشان خلیفہ گزرے ہیں، اسی لیے رہتی دنیا تک آپ کا نام دنیا میں چمکتا رہے گا۔

سوالات

① حضرت عمر رضی اللہ عنہ کس طرح خلیفہ منتخب ہوئے؟
② حضرت عمر رضی اللہ عنہ کس سن میں خلیفہ منتخب ہوئے؟
③ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا فرمایا؟

۳ تیسرے مہینے میں ۴ دن پڑھائیں

سبق ۱۸ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ملک ایران کو فتح کرنا

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانۂ خلافت میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تھا کہ عراق میں لڑائی روک کر سیدھے ملکِ شام روانہ ہو جائیں، جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ فوج لے کر ملکِ شام روانہ ہو گئے، تو ایرانی حکومت نے مسلمانوں کو عراق سے نکالنے کی تیاری شروع کر دی اور اپنی فوجوں کو مسلمانوں سے لڑنے کا حکم دیا۔ ایران میں ایک بہت بہادر اور مشہور پہلوان تھا، جس کا نام "رستم" تھا اس کو ملک کی تمام فوجوں کا سپہ سالار بنایا گیا، رستم نے ایرانیوں کو مسلمانوں کے خلاف خوب بھڑکایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خلیفہ ہونے کے بعد سب سے پہلے ایران کی طرف توجہ کی، وہاں مسلمانوں کی ایرانیوں سے ۸۰ لڑائیاں ہوئیں، ان میں دو لڑائیاں اسلامی تاریخ میں بہت مشہور ہیں۔ ایک "جنگِ قادسیہ" اور دوسری "جنگِ نہاوند"۔

جب بُویب کی لڑائی میں مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی اور اس میں ہزاروں ایرانی مارے گئے ،تو ایران کے دار السلطنت ''مدائن'' میں کھل بلی مچ گئی، ایران کے بادشاہ ''یزدگرد'' نے سارے ایرانی سرداروں کو بلا کر ایک بڑی جنگ کی تیاری شروع کر دی، جس کا نام ''جنگِ قادسیہ'' ہے۔ایران کے سپہ سالار ''رستم'' نے اپنی فوج کو جن کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار تھی قادسیہ کے میدان میں جمع کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مدینہ منوّرہ میں اسلامی فوجوں کو جمع کر کے خود میدانِ جنگ میں نکلنے کا ارادہ کیا مگر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کو مشورہ دیا کہ آپ کا دار الخلافت (مدینہ) چھوڑ کر جانا مناسب نہیں ہے اس لیے آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو سپہ سالار بنا کر بیس ہزار کی فوج کے ساتھ ایران روانہ کیا اور روانہ ہوتے وقت اچھی اچھی نصیحتیں کیں، حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی فوج کے ساتھ مسلمانوں کی فوج جو پہلے سے عراق میں موجود تھی ،شامل ہوگئی ،اسلامی فوج کی تعداد تقریباً ساٹھ ہزار ہوگئی ۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ اسلامی فوجوں کو لے کر قادسیہ کے میدان میں پہنچے، تو جنگ سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ہدایت کے مطابق ایران کے بادشاہ کو اسلام کی دعوت دی ،اس نے قبول کرنے سے انکار کر دیا پھر دونوں فوجوں کے درمیان تین دن تک سخت مقابلہ ہوتا رہا،اس میں ایرانیوں کا سپہ سالار ''رستم'' مارا گیا، ہزاروں ایرانی قتل کیے گئے اور مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔قادسیہ کی جنگ میں فتح پانے کے بعد اسلامی فوجوں نے ایران کے دار السطنت ''مدائن'' کا رخ کیا، راستے میں دریائے ''دجلہ'' تھا۔ایرانیوں نے دریا کے سب پل توڑ دیے تھے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ اور مسلمانوں نے اللہ کے نام سے دریا میں گھوڑے ڈال دیے اور دریا کے اس پار صحیح وسلامت اتر گئے، ایرانی مسلمانوں کو اس طرح آتے دیکھ کر بھاگے اور ایران کا بادشاہ یزدگرد بھی مدائن چھوڑ کر دوسرے شہر''

حلوان'' چلا گیا اور مسلمانوں کا ''مدائن'' پر قبضہ ہو گیا۔

مدائن سے شکست کے بعد ایرانی بادشاہ یزدگرد اپنی فوجوں کو مختلف جگہوں پر جمع کرتا رہا اور نئی نئی طاقتور فوجوں کو بھیجتا رہا، تاکہ مسلمانوں پر غلبہ حاصل ہو جائے لیکن ہر مرتبہ اسے شکست ہوتی رہی۔ ایرانی بادشاہ نے پھر ایک زبردست جنگ کی تیاری شروع کی اور ملک کے کونے کونے میں اعلان کرایا کہ ''ہر ایرانی کا فرض ہے کہ مسلمانوں سے لڑنے کے لیے ہماری فوج میں بھرتی ہو اور جو فوج میں نہ آئے وہ روپیہ، پیسہ اور سامان دے کر قوم کی مدد کرے'' اس اعلان کے بعد چاروں طرف سے ایرانی نوجوان آکر فوج میں شریک ہونے لگے، ڈیڑھ لاکھ کی فوج مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لیے تیار ہو گئی، ادھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کی فوج جو تیس ہزار تھی ان سے مقابلے کے لیے روانہ کیا اور ان کا امیر نعمان بن مقرن کو مقرر کیا۔ دونوں فوجوں میں زبردست جنگ ہوئی، جس کو ''جنگِ نہاوند'' کہتے ہیں۔ اس میں ایرانیوں کو شکست ہوئی۔ اس جنگ نے ایرانی سلطنت کا زور ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا، اس کے بعد ایرانیوں سے مقابلہ ہوتا رہا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ مدینہ منوّرہ میں رہتے ہوئے برابر فوجوں کا انتظام کرتے رہے، جنگ سے متعلق ہدایات دیتے رہے اور اسلامی فوجوں کی برابر رہنمائی کرتے رہے، آخرکار ملکِ ایران فتح ہو گیا۔

سوالات

(۱) جنگ قادسیہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کیوں نہیں شریک ہوئے؟

(۲) جنگ قادسیہ میں ایرانی فوج اور اسلامی فوج کی تعداد کتنی تھی اور فتح کن کو نصیب ہوئی؟

(۳) مسلمانوں کی فوج نے دریائے دجلہ کو کس طرح پار کیا؟

۳ تیسرے مہینے میں ۴ دن پڑھائیں

تربیت

سبق ۱۹ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حسنِ سلوک

ایران کے سرداروں میں ایک سردار "ہُرمُزان" تھا، جو "جنگِ قادسیہ" سے بھاگ کر مسلمانوں سے مختلف لڑائیاں لڑتا رہا، اس نے بار بار مسلمانوں کو دھوکہ دیا، دھوکہ دے کر بہت سے مسلمانوں کو شہید کر دیا، ایک دن اس نے لڑتے ہوئے شہر "تشتر" کے ایک قلعے میں پناہ لی، قریب تھا کہ قلعے پر مسلمانوں کا قبضہ ہو جائے، اس نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں درخواست بھیجی کہ میں اپنے آپ کو اس شرط پر تمہارے سپرد کرتا ہوں کہ مجھ کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا جائے اور میرے معاملے کو ان ہی کے فیصلے پر چھوڑ دیا جائے۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے اس شرط کو منظور کر لیا اور اسے گرفتار کر کے امیر المومنین کے پاس مدینہ منورہ روانہ کیا۔ جب سپاہی اسے لے کر پہنچے، تو پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے گھر گئے وہاں معلوم ہوا کہ آپ مسجد میں تشریف فرما ہیں، یہ لوگ مسجد میں آئے، تو وہاں امیر المومنین نہیں تھے چنانچہ یہ واپس ہونے لگے، مسجد کے باہر کچھ لڑکے کھیل رہے تھے ان سے پوچھا، تو ان لوگوں نے بتایا کہ وہ جو مسجد کے کونے میں فرش پر لیٹے ہوئے سو رہے ہیں وہی تو امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ یہ سن کر ہرمزان کو بے حد تعجب ہوا کہ یہی وہ آدمی ہے! جس کے حکم پر پورا عراق ہمارے ہاتھوں سے نکل گیا اور ہزاروں بہادر اپنی گردنیں کٹانے کے لیے تیار ہیں، نہ ان کے ساتھ سپاہی ہیں، نہ چپراسی ہیں، نہ دربان ہیں، بالکل معمولی آدمیوں کی طرح ہیں اور ہمارے بادشاہ اور گورنروں کے ساتھ تو ہزاروں آدمی ہوتے ہیں اور بڑی شان و شوکت سے رہتے ہیں۔

جب اسے امیر المومنین کے سامنے لایا گیا، تو آپ نے اس سے کہا کہ تم نے ہمارے

ساتھ جو برتاؤ کیا ہے وہ تم خوب جانتے ہو، اب بتلاؤ تمہیں کیا سزا دی جائے؟ اس نے کہا کہ "بے شک میں نے بار بار بغاوت کی ہے، اس لیے آپ جو سزا چاہیں دے سکتے ہیں"۔ امیر المومنین نے فرمایا کہ "اس کو قتل کر دیا جائے"۔ ہرمزان بڑا سمجھدار آدمی تھا، وہ جانتا تھا کہ جب مسلمان کسی سے وعدہ کرتے ہیں تو اسے ضرور پورا کرتے ہیں اور وعدے کا پورا کرنا ان کے مذہب میں واجب ہے، تو اس نے اپنے بچنے کی تدبیر سوچ لی، چنانچہ جب جلاد تلوار لے کر آیا، تو اس نے کہا "میں پانی پینا چاہتا ہوں"۔ اس کو پانی دیا گیا مگر جیسے ہی اس نے پینا چاہا ویسے ہی پیالہ منہ سے ہٹا لیا اور کہا "مجھے ڈر ہے کہ میں پانی پینے لگوں اور آپ کا جلاد مجھے قتل کر دے"، امیر المومنین نے فرمایا: "ہرگز نہیں جب تک تم یہ پانی نہ پی لو گے تمھیں قتل نہیں کیا جائے گا"۔ بس! اس نے فوراً وہ پانی پھینک دیا اور کہا: اب آپ مجھے قتل نہیں کر سکتے، آپ نے وعدہ کیا ہے کہ اس پانی کو پینے سے پہلے قتل نہ کریں گے، آپ یہ پانی زمین سے نکال دیجیے اور مجھے پلانے کے بعد قتل کیجیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو ڈانٹا کہ تو نے دھوکہ دیا ہے، لیکن سب مسلمانوں نے کہا کہ اب اس کو قتل نہیں کیا جا سکتا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہرمزان کی چالاکی پر مسکرا دیے اور اس کو چھوڑ دینے کا حکم دیا، اس کے بعد ہرمزان مسلمان ہو گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کے اسلام سے خوشی ہوئی اور اس کو مدینہ منوّرہ میں رہنے کی جگہ دی۔

سوالات

(۱) ہرمزان کون تھا؟ اور اس نے کہاں پناہ لی تھی؟

(۲) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ہرمزان کے پہنچنے کا واقعہ بیان کیجیے؟

(۳) ہرمزان کو کس بات پر بے حد تعجب ہوا؟

۴ چوتھے مہینے میں ۴ دن پڑھائیں

سبق ۲۰ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ملک شام کو فتح کرنا

ایران میں ایک طرف مسلمانوں کا دشمنوں سے مقابلہ جاری تھا، دوسری طرف ملکِ شام کے عیسائی بھی بار بار مسلمانوں پر حملے کرتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خلیفہ ہونے کے بعد ایران کی طرح ملکِ شام میں بھی لڑائی جاری رکھی، جب جنگ یرموک میں رومیوں کو شکست ہوئی، تو روم کے بادشاہ ''ہرقل'' نے رومیوں کا ایک بہت بڑا لشکر مسلمانوں سے مقابلے کے لیے شام کے دار السلطنت ''دمشق'' میں جمع کیا، ادھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلامی لشکر کے سپہ سالار حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو ان سے مقابلے کے لیے روانہ کیا۔ اسلامی لشکر نے دمشق کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور برابر تین مہینے تک دمشق کا محاصرہ جاری رکھا، اس لشکر میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بھی تھے، جو رات کو بہت کم سوتے اور دشمن کے حالات کی پوری پوری خبر رکھتے۔ ایک رات آپ کو معلوم ہوا کہ دمشق کے سب سے بڑے پادری کے گھر بڑی آرزوؤں کے بعد بچہ پیدا ہوا ہے، اس خوشی میں شہر دمشق میں ناچ گانے کی محفلیں لگی ہیں اور لوگ شراب پینے میں مست ہیں، تو آپ اپنے لشکر کو لے کر نعرہ لگاتے ہوئے ایک دروازے سے شہر میں گھس گئے، یہ دیکھ کر اچانک رومیوں میں بھگدڑ مچ گئی اور وہ بدحواس ہو کر چاروں طرف بھاگنے لگے، حضرت خالد رضی اللہ عنہ مقابلہ کرتے ہوئے اندر تک چلے آئے، شہر کے دوسری طرف کے دروازے پر اسلامی سپہ سالار حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اپنی فوجوں کو لے کر تیار کھڑے تھے، رومیوں نے یہ چالاکی کی کہ شہر کے دوسری طرف کا دروازہ کھول کر حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہم صلح کرنے کو تیار ہیں، ہمیں صلح نامہ لکھ کر دو۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو خبر نہیں تھی کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ شہر میں داخل ہو چکے ہیں اور شہر پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا ہے۔ بس آپ نے صلح نامہ لکھ دیا، جب شہر میں داخل ہوئے

تو دیکھا کہ رومیوں نے دھوکے سے صلح نامہ لکھوایا ہے، مگر جب آپ نے صلح نامہ پر دستخط کر دیے تھے، تو سارے مسلمان اس صلح کے پابند ہو گئے حضرت خالد رضی اللہ عنہ بھی مقابلے سے رک گئے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ تمام رومیوں کو معافی ہے۔ کوئی مسلمان کسی رومی کو نہ مارے اور نہ قید کرے۔ شام کے دارالسلطنت "دمشق" پر صلح کے ذریعہ قبضہ ہو جانے کے بعد رومیوں نے اردن میں اپنی فوج جمع کر کے جنگ کی تیاری شروع کر دی، مسلمانوں نے ان سے مقابلہ کر کے شکست دی۔ پھر مسلمانوں نے حمص، قنسرین اور ملک شام کے دوسرے علاقوں کو بھی فتح کیا۔

سوالات

① رومیوں کے کس بادشاہ نے شام میں مسلمانوں کے لیے لشکر جمع کیا تھا؟

② مسلمانوں نے کتنے دنوں تک دمشق کا محاصرہ جاری رکھا؟

③ حضرت خالد رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے ساتھ دمشق میں کس موقع پر داخل ہوئے؟

④ رومیوں نے بچنے کے لیے کیا تدبیر اختیار کی؟

۴ چوتھے مہینے میں ۴ دن پڑھائیں

سبق ۲۱ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عدل وانصاف قائم کرنا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانۂ خلافت میں تمام لوگوں کے ساتھ خوب عدل وانصاف کیا، انصاف میں امیر وغریب، حاکم ومحکوم، شریف ورذیل، اپنے اور پرائے اور کافر و مسلمان سب برابر تھے، سب کے لیے ایک ہی قانون تھا۔ آپ شروع شروع میں خود لوگوں کے مقدموں کا فیصلہ کرتے، بعد میں آپ نے عدالتیں قائم کیں اور ہر ہر ضلعے اور صوبے میں جج اور قاضی مقرر کیے اور ان کو حکم دیا کہ "عدالت میں ہر شخص برابر ہے، اگر

غریب اور کمزور آدمی بھی مقدمہ کا فیصلہ کرانے آئے، تو اس سے نرمی سے پیش آئیں تا کہ اسے اپنے دعوے کے ظاہر کرنے میں کوئی خوف نہ ہو، ان کو پورا پورا انصاف دلائیں اور کسی سے کوئی رشوت نہ لیں''۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عدل وانصاف کے اصول بہت آسان بنائے تھے، انصاف حاصل کرنے میں کسی کو کوئی پریشانی نہ ہوتی تھی، عدالتوں سے بڑا اچھا انصاف کیا جاتا، کسی پر ظلم نہ ہوتا، سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ عدالت سے بہت جلد فیصلہ ہو جاتا تھا۔

عدالت کے قاضی بڑے دین دار اور خدا سے ڈرنے والے لوگ مقرر کیے جاتے تھے، جو بالکل صحیح اور سچا فیصلہ کرتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایسے اچھے لوگوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر قاضی مقرر کرتے اور آپ ان کا جائزہ بھی لیتے۔ ایک مرتبہ ایک مشہور صحابی حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے خود خلیفہ کو مقدمہ لڑنا پڑا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ منورہ کے قاضی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی عدالت میں پہنچے، حضرت زید رضی اللہ عنہ نے خلیفہ کو دیکھا، تو ادب کے خیال سے تعظیم کے لیے اٹھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ٹوکا کہ اے زید! یہ تم نے انصاف کے خلاف کیا۔ اس کے بعد جب مقدمہ شروع ہوا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے قسم لی جانے لگی۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ خلیفہ سے قسم نہ لی جائے، تو دوبارہ ٹوکا کہ یہ تم نے دوسری ناانصافی کی۔ اس ٹوکنے کا مطلب یہ تھا کہ عدالت میں ہر شخص برابر انصاف کا حقدار ہے۔

سوالات

(۱) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے مقدموں کے فیصلہ کا کیا انتظام کیا؟

(۲) عدالت کے قاضی کیسے ہوتے تھے؟

(۳) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عدالت میں جانے کا واقعہ بیان کرو؟

۴ چوتھے مہینے میں ۴ دن پڑھائیں

سبق ۲۲ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ذمیوں کے ساتھ حسنِ سلوک

اسلامی حکومت میں رہنے والے کافروں کو ''ذمی'' کہتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانۂ خلافت میں بہت سے ملکوں کو فتح کیا، ان ملکوں میں ذمی بھی رہتے تھے، آپ نے ان ذمیوں کو مسلمانوں کی طرح حقوق عطا کیے، ان کے جان و مال کو مسلمانوں کے جان و مال کے برابر قرار دیا، کوئی مسلمان اگر کسی ذمی کو قتل کر ڈالتا، تو آپ اس کے بدلے میں اس مسلمان کو قتل کرا دیتے تھے، کوئی مسلمان اگر ذمی سے سخت کلامی کرتا، تو آپ اس کو سزا دیتے، مسلمانوں کی طرح ذمیوں کی عزت و آبرو کا خیال رکھا جاتا تھا، ان کو اپنے مذہب پر عمل کرنے کی پوری آزادی حاصل تھی، وہ اپنے مذہب کے ہر رسم و رواج کو ادا کرتے، پوجا کے وقت قوس بجاتے اور ہر قسم کے میلے کرتے، نہ ان کے مذہب کو بدلا جاتا اور نہ ان کی مذہبی عبادت گاہوں کو توڑا اور نقصان پہنچایا جاتا، ان پر کسی طرح کا ظلم نہ ہوتا اور ان کے معاملات و مقدمات میں پورا پورا انصاف کیا جاتا۔

ذمیوں سے ان کے جان و مال کی حفاظت کرنے کے سبب معمولی سا مال لیا جاتا تھا، جس کو ''جزیہ'' کہتے ہیں۔ ان سے جزیہ وصول کرنے میں آپ نرمی برتنے کا حکم دیتے اور سختی کرنے سے روکتے ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ملکِ شام کے سفر میں کسی جگہ دیکھا کہ ذمیوں پر سختی کی جارہی ہے، آپ نے اس کا سبب پوچھا، معلوم ہوا کہ جزیہ ادا نہیں کیا گیا ہے، آپ نے نہ دینے کی وجہ دریافت کی معلوم ہوا کہ نادار و محتاج ہیں، تو آپ نے فرمایا کہ ''انھیں چھوڑ دو، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ لوگوں کو تکلیف نہ دو جو لوگ دنیا میں لوگوں کو عذاب دیتے ہیں، خدا انھیں قیامت میں تکلیف دے گا''۔ نادار،

بے کس اور معذور ذمی سے جزیہ معاف تھا بلکہ مسلمانوں کے بیت المال سے ان کو خرچ دیا جاتا تھا۔ ایک مرتبہ ایک بوڑھے ذمی کو آپ نے بھیک مانگتے دیکھا، پوچھا بھیک کیوں مانگتے ہو؟ اس نے کہا مجھ پر جزیہ لگایا گیا ہے اور مجھ میں ادا کرنے کی قدرت نہیں ہے۔ یہ سن کر آپ اسے اپنے گھر لے گئے اور کچھ نقد دے کر بیت المال کے ذمہ دار سے کہلا بھیجا کہ اس قسم کے معذوروں کے لیے بیت المال سے وظیفہ مقرر کیا جائے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ذمیوں کا اتنا خیال تھا کہ اپنے آخر زمانہ میں اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کے لیے جو ہدایت نامہ لکھا تھا، اس میں ذمیوں سے متعلق خاص طور سے یہ وصیت تھی کہ ''میں ان لوگوں کے حق میں یہ وصیت کرتا ہوں کہ ان سے جو عہد کیا گیا ہے، اسے پورا کیا جائے اور ان کی طاقت سے زیادہ ان کو تکلیف نہ دی جائے''۔

سوالات

① اسلامی حکومت میں رہنے والے کافروں کو کیا کہا جاتا ہے؟
② جزیہ کسے کہتے ہیں؟
③ کن لوگوں سے جزیہ معاف تھا؟
④ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ذمیوں سے متعلق کیا وصیت کی تھی؟

۴ چوتھے مہینے میں ۴ دن پڑھائیں

سبق ۲۳ رعایا کی خبر گیری

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی خلافت میں رعایا کی خبر گیری کا خوب اہتمام کرتے، رعایا میں چاہے مسلمان ہو یا غیر مسلم سب کی بھلائی اور ترقی کا انتظام کرتے، آپ نے کوئی دربان اور چوکیدار نہیں رکھا تھا، کسی کو بھی آپ تک پہنچنے میں پریشانی نہ ہوتی، ہر نماز کے

سیرت

بعد مسجدِ نبوی کے صحن میں بیٹھ جاتے ، جس کو جو کچھ ان سے کہنا ہوتا آزادی سے کہتا ، ضرورت مند لوگ اپنی ضرورت بیان کرتے اور اگر کوئی نہ ہوتا ، تو تھوڑی دیر انتظار کر کے اٹھ جاتے ، مدینہ منورہ میں باہر سے آنے والے لوگوں سے حالات معلوم کرتے ، حج کے موسم میں دور دراز سے لوگ آتے ، تو آپ اعلان کرواتے کہ ''جس کو جو بھی شکایت ہو پیش کرے''۔ آپ مدینہ منورہ اور اس کے اطراف میں گھوم پھر کر حالات کا پتہ لگاتے ، ایک مرتبہ رات کو گشت کرتے ہوئے مدینہ منورہ سے تین میل باہر نکل گئے دیکھا کہ ایک عورت کچھ پکار رہی ہے اور دو تین بچے رو رہے ہیں ، پاس جا کر حال پوچھا ، تو عورت نے بتایا کہ کئی وقتوں سے بچے فاقے سے ہیں ، ان کے بہلانے کے لیے خالی ہانڈی چڑھا دی ہے ، یہ سن کر آپ اسی وقت مدینہ منورہ واپس آئے اور بیت المال سے آٹا ، گھی ، گوشت اور کھجوریں لیں اور اپنے غلام ''اسلم'' سے کہا کہ اس کو میری پیٹھ پر لاد دو ، اسلم نے عرض کیا کہ میں لیے چلتا ہوں ، آپ نے فرمایا: قیامت میں تم میرا بوجھ نہیں اٹھاؤ گے''۔ چنانچہ سارا سامان پیٹھ پر لاد کر خود عورت کے پاس تشریف لے گئے اس عورت نے آٹا گوندھا ، ہانڈی چڑھائی ، حضرت عمر خود چولہا پھونکتے جاتے تھے ، کھانا تیار ہوا تو بچوں نے خوب سیر ہو کر کھایا اور کھیلنے کودنے لگے ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ دیکھتے تھے اور خوش ہوتے تھے عورت نے کہا ! اللہ تم کو جزائے خیر دے سچ یہ ہے کہ امیر المؤمنین ہونے کے قابل تم ہو نہ کہ عمر۔

آپ رضی اللہ عنہ سفر میں جاتے تو ایک ایک مقام پر ٹھہر کر لوگوں کے حالات معلوم کرتے۔ جب ملکِ شام کا سفر کیا ، تو ایک ایک ضلع میں ٹھہر کر لوگوں کی شکایتیں سنیں اور ان کی ضرورتوں کو پورا کیا۔ سفر سے واپس ہوتے وقت ایک جگہ پر خیمہ نظر آیا ، قریب گئے تو ایک بڑھیا پر نظر پڑی اس سے حال چال پوچھا ، تو اس نے شکایت کی کہ میں غریب اور کمزور

ہوں، سنا ہے کہ عمر یہاں آنے والا ہے، مجھے تو اس نے ایک پیسہ بھی نہیں دیا۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارا ملک اتنا دور ہے عمر کو تمہارے حالات کا پتہ کیسے چل سکتا ہے؟ بڑھیا نے جواب دیا کہ اگر اسے پتہ نہیں چل سکتا، تو اتنے دور کے علاقوں پر خلافت کیوں کرتا ہے؟ یہ سن کر آپ رونے لگے اور بڑھیا سے کہا کہ اماں! میں ہی عمر ہوں آپ مجھے معاف کر دیجیے پھر آپ نے بیت المال سے اس کا خرچ مقرر کیا۔

رعایا کی تکلیف اور پریشانی دیکھ کر آپ بے چین ہو جاتے۔ ۱۸ھ میں جب عرب میں قحط پڑا، تو آپ نے گوشت، گھی، مچھلی اور تمام لذیذ چیزیں چھوڑ دیں اور قحط کو دور کرنے کے لیے بیت المال کا سارا خزانہ خرچ کر دیا۔ تمام افسروں کو لکھا کہ ہر جگہ سے غلہ بھیجا جائے، جب مصر اور شام سے اونٹ اور غلہ آیا، تو آپ خود بندرگاہ تشریف لے گئے، آپ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو قحط سے متاثر لوگوں کی فہرست تیار کرنے کا حکم دیا، انہوں نے سب کے نام لکھ کر رجسٹر تیار کیے، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ضرورت کے مطابق ان میں غلہ تقسیم کیا، آپ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے کہ اے اللہ! میرے بُرے اعمال کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو تباہ نہ کر، آپ کی بے چینی اور پریشانی دیکھ کر آپ کے غلام اسلم نے کہا کہ قحط دور نہ ہوتا، تو آپ اسی غم میں ہلاک ہو جاتے۔

سوالات

(۱) حضرت عمر رضی اللہ عنہ رعایا کی خبر گیری کس طرح فرماتے؟

(۲) رات کو گشت کرتے وقت عورت کا جو واقعہ پیش آیا اسے بیان کرو۔

(۳) عرب میں قحط کب پڑا اور آپ نے اس میں کیا انتظام کیا؟

۴ چوتھے مہینے میں ۴ دن پڑھائیں

سبق ۲۴

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کارنامے

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تقریباً دس سال تک ملک کا انتظام سنبھالا، اس مختصر مدت میں آپ نے عظیم الشان کارنامے انجام دیے جن میں سے کچھ ترتیب کے ساتھ ذکر کیے جاتے ہیں:

(۱) **مجلسِ شوریٰ قائم کرنا:** حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانے میں مجلسِ شوریٰ قائم کی، آپس میں مل بیٹھ کر اہم معاملات میں مشورے کرنے والی جماعت کو "مجلسِ شوریٰ" کہتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلامی حکومت کا سارا نظام مشورہ سے انجام دیا، آپ نے صاف صاف فرمادیا کہ مشورے کے بغیر خلافت جائز نہیں، ملک اور قوم کے تمام مسائل مجلسِ شوریٰ میں پیش ہوکر طے ہوتے، اس مجلس میں مہاجرین وانصار میں سے بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم شریک ہوتے اور روزمرہ کے کاموں کا فیصلہ ہوتا، اس کے علاوہ ایک عام مجلس بھی تھی جس میں مہاجرین وانصار کے علاوہ دوسرے قبیلوں کے سردار بھی شریک ہوتے تھے یہ مجلس نہایت اہم کاموں کے پیش آنے پر طلب کی جاتی تھی۔

جس دن مجلسِ شوریٰ رکھی جاتی تو اعلان کیا جاتا، لوگ مسجد میں جمع ہو جاتے، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ دو رکعت نماز پڑھتے اور جس مسئلے پر بحث کرنا ہوتا اس کے متعلق خطبہ دیتے، اس کے بعد ہر ایک کی رائے دریافت کرتے، اتفاقِ رائے اور کثرتِ رائے سے تمام کاموں کا فیصلہ کرتے، ہر ایک کو رائے کی آزادی کا پورا حق حاصل تھا بلکہ آپ نے ایک موقع پر فرمایا کہ "میں تم لوگوں کو مجبور کروں گا کہ خلافت کا جو بوجھ تم لوگوں نے مجھ پر ڈالا ہے اس میں تم میرا ہاتھ بٹاؤ۔ میری حیثیت تمہارے درمیان صرف ایک فرد کی ہے، میں نہیں چاہتا کہ تم میری خواہشات کی پیروی کرو"۔

(۲) عامل مقرر کرنا: عامل کے معنیٰ گورنر کے ہیں، ’’گورنر‘‘ اس شخص کو کہتے ہیں، جو سرکار کی طرف سے کسی صوبے کا انتظام کرنے والا ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانے میں اسلامی حکومت کو بہت سے صوبوں میں تقسیم کیا، پندرہ پندرہ اور بیس بیس ضلعوں کا ایک صوبہ بنایا، ہر صوبے کا الگ الگ گورنر مقرر کیا جو اس صوبے اور اس کے ماتحت ضلعوں کا سارا انظام سنبھالتا، آپ جب کسی کو صوبہ کا گورنر مقرر کرتے، تو اسکی امانت و دیانت داری کو خوب جانچ لیتے اور پھر برابر اس کے کام کی نگرانی فرمایا کرتے، سال میں ایک یا دو مرتبہ گورنروں سے پوری پوری رپورٹ لیتے، رعایا کو حکم دے رکھا تھا کہ میرے کسی گورنر سے کسی کو تکلیف پہنچے، تو فوراً مجھے اطلاع دو، آپ گورنر کو غرور اور تکبر میں مبتلا کرنے والی چیزوں سے روکتے، اس کے مقرر کرتے وقت اس سے عہد لیا کرتے کہ ’’وہ باریک کپڑا نہ پہنے گا، چھنا ہوا آٹا نہ کھائے گا، دروازے پر دربان نہ رکھے گا، ضرورت مندوں کے لیے ہمیشہ گھر کا دروازہ کھلا رکھے گا، بیماروں کی عیادت کرے گا اور جنازوں میں شرکت کرے گا‘‘۔ اسی کے ساتھ آپ نے ہر گورنر کے مال واسباب کی فہرست تیار کر رکھی تھی جب کسی گورنر کے مال واسباب میں زیادتی اور اسے بڑھا ہوا دیکھتے، تو اس کا آدھا مال بیت المال میں داخل کر لیتے۔

حج کے موقع پر تمام ملک کے مسلمان جمع ہوتے تھے، یہ گورنروں کی شکایت معلوم کرنے کا اچھا موقع تھا اس لیے آپ نے تمام گورنروں کو حکم دے رکھا تھا کہ ہر سال حج کے زمانے میں مکہ مکرمہ حاضر ہوں پھر آپ بھرے مجمع میں اعلان کرتے کہ جس شخص کو جس عامل سے شکایت ہو، اس کو پیش کرے چنانچہ جو بھی شکایت پیش ہوتی آپ اس کو دور کرتے، ایک مرتبہ ایک شخص نے شکایت کی کہ آپ کے عامل نے مجھے بغیر کسی قصور کے سو کوڑے مارے ہیں،

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو حکم دیا کہ اِس بھرے مجمع میں اس عامل کو سو کوڑے لگائے، اس طرح آپ نے بہت سے عمال کو شکایتیں آنے پر سزا دیں۔

(۳) **بیت المال کا قیام:** بیت المال کے معنیٰ ہیں وہ عمارت جس میں سرکاری آمدنی جمع ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اسلامی حکومت دور دور تک پھیل گئی، بڑے بڑے ملک فتح ہوئے اور ان ملکوں سے زیادہ سے زیادہ مال مدینہ منورہ آنے لگا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ۱۵ھ میں مجلسِ شوریٰ طلب کی، اس مجلس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشورہ سے مدینہ منورہ ہی میں ایک عمارت کو بیت المال مقرر کیا اور اس میں سرکاری مال رکھنے لگے اور اس کا نگراں مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ کو بنایا، جو بیت المال کی رقم اور سامان کو ایک رجسٹر میں لکھتے۔ یہ بیت المال تو مدینہ منورہ میں تھا اس کے علاوہ تمام ضلعوں اور صوبوں میں بھی بیت المال قائم کیے اور سب کے الگ الگ نگراں مقرر کیے، ہر صوبے اور ضلعے کی آمدنی شروع شروع میں اسی صوبے اور ضلعے کے بیت المال میں جمع ہوتی بعد میں ضرورت کے بقدر رکھ کر باقی مدینہ منورہ بھیج دی جاتی، بیت المال میں آئی ہوئی رقم کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بڑی احتیاط سے خرچ کرتے تھے، ایک پیسہ بھی غلط طریقے سے خرچ نہ کرتے۔

(۴) **اسلامی تاریخ کی ابتدا:** ابتدائے اسلام میں نہ کوئی اسلامی تاریخ تھی اور نہ اسلامی سن مقرر تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں اسلامی تاریخ اور سن کا آغاز ہوا۔ جب خلیفہ ہونے کی حیثیت سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس ملک اور بیرونِ ملک سے خطوط ورسائل آتے اور خطوط کو تاریخ کے اعتبار سے ترتیب دینے کی ضرورت پڑتی، تو اپنی مستقل کوئی تاریخ نہ ہونے کی وجہ سے دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا، نیز آپ کی اسلامی غیرت کو

ہرگز گوارا نہ تھا کہ غیروں کی تاریخ وسن استعمال کرے اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانے میں ۱۶ھ میں مجلسِ شوریٰ طلب کی اور ان سے مشورہ لیا کہ اسلامی تاریخ وسن کی ابتدا کب سے ہونی چاہیے؟ بعض صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے رائے دی کہ اسلامی تاریخ کی ابتدا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے ہو، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس رائے کو نصاریٰ سے مشابہت کی وجہ سے پسند نہ فرمایا، اس لیے کہ ان کی تاریخ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت سے شروع ہوتی ہے۔ بعض نے کہا کہ اسلامی تاریخ کی ابتدا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے ہو، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس سے تاریخ کی ابتدا مناسب نہیں، اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہمارے لیے ایک بڑا حادثہ اور بڑی مصیبت ہے۔ بعض نے مشورہ دیا کہ اسلامی تاریخ وسن کی ابتدا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے ہونی چاہیے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس رائے کو پسند فرمایا اس لیے کہ ہجرت ہی سے حق اور باطل میں فرق ظاہر ہوا ہے اور ہجرت ہی سے اسلام کو بلندی اور غلبہ حاصل ہوا ہے چنانچہ سب نے اس رائے کو پسند فرمایا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلامی تاریخ وسن کی ابتدا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے مقرر کی۔

⑤ **دین پھیلانا:** حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں دور دراز ملکوں میں اسلام خوب پھیلا، آپ رضی اللہ عنہ نے تمام ممالک میں قرآن مجید کثرت سے پہنچوایا، ہر جگہ قرآن مجید کا درس جاری کیا، معلم وقاری مقرر کر کے ان کی تنخواہیں مقرر کیں۔ قرآن کریم، حدیث اور فقہ کی تعلیم دینے کے لیے بڑے بڑے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو دور دراز ملکوں میں روانہ کیا۔ قرآنِ کریم کی تعلیم دینے کے لیے حافظ وقاری صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے حضرت عبادہ بن صامت، حضرت ابودرداء اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم کو ملکِ شام کی طرف روانہ کیا، فقہ کی تعلیم دینے کے لیے حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کو بصرہ کی طرف روانہ کیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ خود مسائل و احکام اپنے خطبوں میں بیان فرماتے اور وقتاً فوقتاً عمال اور افسروں کو مذہبی احکام و مسائل لکھ لکھ کر بھیجا کرتے۔ آپ نے ایک مرتبہ مجمع میں کھڑے ہو کر فرمایا کہ ”میں تم سب کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے افسروں کو اس لیے بھیجا ہے کہ وہ لوگوں کو مسائل اور احکام بتائیں“۔ آپ نے تمام ممالک میں مسجدیں بنوائیں اور ان میں امام و مؤذن مقرر کیے اور ہر شہر اور قصبے میں مکاتب قائم کیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی تربیت سے تمام مسلمانوں کو اسلام کا حقیقی نمونہ بنا دیا تھا، جب لوگ مسلمانوں کی سچائی، سادگی، پاکیزگی اور خوش اخلاقی دیکھتے تو وہ خود بخود اسلام لے آتے۔

سوالات

① حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دو کارنامے بیان کرو؟

② اسلامی تاریخ کی ابتدا کس طرح ہوئی؟

۵ پانچویں مہینے میں ۱۰ دن پڑھائیں

سبق ۲۵ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کچھ مزید کارنامے

ملک میں امن و امان قائم رکھنے کے لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پولس کا محکمہ قائم کیا، پولس کو اس وقت ”اَحْدَاث“ کہتے تھے، ان کا کام یہ تھا کہ چوروں اور ڈاکوؤں کو پکڑیں اور اس بات کی نگرانی کریں کہ بازاروں میں کوئی دکان دار ناپ تول میں کمی نہ کرنے پائے، کوئی شخص راستے پر مکان نہ بنا سکے، جانوروں پر زیادہ بوجھ نہ لادا جائے، شراب نہ بکنے پائے وغیرہ، مجرموں اور چوروں کو قید کرنے کے لیے جیل خانے بنوائے، پہلے عرب میں جیل خانوں کا نام و نشان نہ تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مختلف جگہوں پر بڑے بڑے شہروں میں مہمانوں کے ٹھہرنے کے لیے مسافر خانے بنوائے، بڑی بڑی سڑکیں اور پل تعمیر کرائے،

زراعت کی ترقی کے لیے جگہ جگہ نہریں اور تالاب کھدوائے، کوفہ، بصرہ اور دوسرے بہت سے شہروں کو آباد کرایا، ملک کی حفاظت کے لیے باقاعدہ فوج اور فوجی چھاؤنیاں قائم کیں اور فوجی افسر مقرر کیے، ملک کے فائدے اور ترقی کے لیے ٹیکس لاگو کیا، بے سہارا بچوں کی پرورش کے لیے اور ضعیف و کمزور عیسائیوں اور یہودیوں کے لیے وظیفے مقرر کیے، ملک کی پیمائش کا طریقہ جاری کیا، مردم شماری کرائی، نماز تراویح کو جماعت کے ساتھ پڑھنے کا اہتمام کیا، حرم شریف اور مسجدِ نبوی کی تعمیر و توسیع کرائی وغیرہ ان کے علاوہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اور بھی بہت سے کارنامے ہیں۔

سوالات

(۱) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے چند کارنامے بتائیے؟

۵ پانچویں مہینے میں ۲ دن پڑھائیں

سبق ۲۶ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت

مدینہ منورہ میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا ایک پارسی غلام تھا، جس کا نام ''فیروز'' تھا اور کنیت ''ابولُؤلُؤ'' تھی۔ اس نے ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آکر شکایت کی کہ میرے آقا مجھ سے بھاری رقم وصول کرتے ہیں آپ اسے کم کرا دیجیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا کہ تمہارے آقا تم سے کتنی رقم وصول کرتے ہیں؟ ابولُؤلُؤ نے کہا: ''روزانہ دو درہم''۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تم کیا کام کرتے ہو؟ اس نے کہا کہ ''میں بڑھئی اور نقش و نگار بنانے کا پیشہ کرتا ہوں''۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کہا ''ان پیشوں کے مقابلے میں یہ رقم زیادہ نہیں ہے''۔ یہ سن کو ابولُؤلُؤ اپنے دل میں سخت ناراض ہو کر چلا گیا، دوسرے دن فجر کی نماز

میں خنجر لے کر مسجد میں چھپ گیا۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھانی شروع کی، تو اس نے نکل کر آپ پر ۶/وار کیے، آپ زخم کے صدمے سے گر پڑے اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے نماز پوری کرائی، کچھ لوگ ابولُؤلُؤ کو پکڑنے کے لیے بڑھے، تو انھیں بھی زخمی کیا، گرفتار ہوتے ہی اس نے خودکشی کر لی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اٹھا کر گھر لایا گیا، زخم نہایت سخت تھا، بچنے کی کوئی امید نہ تھی، آپ رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دفن ہونے کی بڑی تمنا تھی، اس لیے اپنے صاحبزادے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حجرۂ نبوی میں دفن ہونے کی اجازت حاصل کرنے کے لیے بھیجا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ یہ جگہ میں نے اپنے لیے محفوظ رکھی تھی، لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے اوپر ترجیح دوں گی، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے واپس آ کر اجازت دیے جانے کی اطلاع دی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا کہ "یہی سب سے بڑی آرزو تھی"۔ اس کے بعد آپ نے مہاجرین، انصار، اعراب (دیہاتیوں) اور ذمیوں کے حقوق ادا کرنے کی تاکید کی، اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو اپنا قرض ادا کرنے کی وصیت فرمائی۔ آپ نے تین دن بیمار رہ کر محرم کی پہلی تاریخ کو سنیچر کے دن ۲۴ھ میں انتقال فرمایا، جنازہ کی نماز حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور حجرۂ نبوی میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں دفن کیے گئے، آپ کی عمر تریسٹھ سال ہوئی اور کُل دس برس چھ مہینے آٹھ دن تک خلیفہ رہے۔

سوالات

(۱) فیروز کس کا غلام تھا؟

(۲) فیروز نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کیا شکایت کی؟

(۳) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ بیان کرو؟

۵ پانچویں مہینے میں ۴ دن پڑھائیں

تربیت

سبق ۲۷ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی پاکیزہ زندگی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زندگی انتہائی پاکیزہ تھی، آپ ہمیشہ سچ بولتے، غلط بات کبھی زبان سے نہ نکالتے، حق بات کی پوری پوری حمایت کرتے، دنیا کی لذتوں سے اپنے کو دور رکھتے، ہر وقت دل میں خدا کا خوف رہتا، آپ میں تواضع اور سادگی بہت زیادہ تھی، آپ رات بھر نمازیں پڑھتے، دن کو روزے رکھتے، قرآن کریم پڑھتے تو بہت روتے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لانے سے پہلے مسلمانوں کو خوب تکلیفیں دیتے تھے لیکن اسلام لانے کے بعد زندگی کا رخ پلٹ گیا، مکہ مکرمہ میں تقریباً چھ سال تک برابر مسلمانوں کا ساتھ دیا اور اسلام کا پیغام لوگوں تک پہنچایا، مدینہ منورہ ہجرت کر جانے کے بعد بھی اسلام کی سربلندی کے لیے آگے آگے رہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام غزوات میں شریک رہے، خلیفہ ہونے کے بعد بھی آپ سادگی سے زندگی گزارتے، آپ کی غذا نہایت سادہ تھی، عام طور پر روٹی اور روغنِ زیتون دسترخوان پر ہوتا، روٹی اکثر گیہوں کی ہوتی لیکن آٹا چھانا نہیں جاتا تھا۔ آپ کے لباس کا یہ حال تھا کہ سال بھر میں دو ہی جوڑے بیت المال سے لیتے تھے، جو موٹے کپڑے کے ہوتے تھے، جب وہ پھٹ جاتے، تو ان میں کبھی چمڑے کا اور کبھی ٹاٹ کا پیوند لگاتے، کرتے پر کبھی بارہ بارہ پیوند لگے ہوتے لیکن پیوند لگے کپڑے صاف ستھرے ہوتے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے روم و ایران کی حکومت ملنے کے بعد بھی فقر و

فاقہ کی زندگی نہ چھوڑی۔ایک دفعہ ان کی بیٹی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اب خدا نے ہمیں خوش حالی عطا فرمائی ہے، اس لیے آپ کو نرم کپڑا اور عمدہ غذا سے پرہیز نہ کرنا چاہیے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے پیاری بیٹی! کیا تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تنگ حالی کو بھول گئیں؟ خدا کی قسم! میں اپنے آقا کے نقشِ قدم پر چلوں گا تا کہ آخرت میں خوش حالی نصیب ہو۔اس کے بعد دیر تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تنگ حالی کا تذکرہ کرتے رہے یہاں تک کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بے تاب ہوکر رونے لگیں۔

آپ ہر مسلمان سے محبت کرتے، ہر ایک کی مصیبت میں کام آتے، رعایا کی خوب دیکھ بھال کرتے، حاکم ہوکر سب کے کام کرتے، بیوہ عورتوں کا پانی بھرتے ان کا سامان بازار سے لا کر دیتے، آپ کی حکومت میں کافر بھی آرام سے رہتے تھے، جب کوئی مسلمان دین کے خلاف کوئی کام کرتا، تو آپ کو بہت غصہ آتا، آپ اسے سزا دیتے، آپ دین کے بہت بڑے عالم تھے، دین کے عالموں کی بڑی عزت کرتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں اور رشتے داروں کا خاص خیال رکھتے۔

سوالات

(۱) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی غذا کیسی تھی؟

(۲) آپ کے کپڑے کیسے تھے؟

(۳) حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کیا کہا اور انھوں نے اس کا کیا جواب دیا؟

۵ پانچویں مہینے میں ۴ دن پڑھائیں

تربیت

ہدایت برائے استاذ

آسان دین کے مضمون سے ہمارا منشا بچوں کی ذہنی تربیت اور پورے دین کے مطابق اپنی زندگی گذارنے کا پابند بنانا ہے۔ لہٰذا آسان دین کے عنوان کے تحت دین کے مختلف شعبوں سے متعلق الگ الگ عناوین کے تحت مضامین دیے جارہے ہیں۔ ویسے تو دین کے مشہور شعبے پانچ ہیں:

(۱) ایمانیات (۲) عبادات (۳) معاملات (۴) معاشرت (۵) اخلاقیات۔

لیکن چوں کہ ایمانیات اور عبادات وغیرہ سے متعلق بہت سی باتیں طلبہ درسِ حدیث اور عقائد، مسائل وغیرہ دیگر عناوین کے تحت پڑھ ہی رہے ہیں، اس وجہ سے اس عنوان کے تحت زیادہ تر معاملات، معاشرت اور اخلاقیات سے متعلق مضامین دیے گئے ہیں، تاکہ طلبہ کی سماجی اور اخلاقی زندگی بھی شریعت وسنت کے سانچے میں ڈھل جائے۔ آسان دین کے اسباق خود پڑھ کر یا طلبہ سے پڑھوا کر اچھی طرح سمجھا دیں اور ان مضامین میں دی گئی ہدایات کے مطابق زندگی گذارنے کی ترغیب دیں۔

تعریف، ترغیبی بات

آسان دین اللہ تعالیٰ کے حکم اور نبی ﷺ کے طریقے پر زندگی گذارنے کو ''دین'' کہتے ہیں۔

قرآن اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ؕ [سورۂ مائدہ:۳]

ترجمہ: آج میں نے تمھارے لیے تمھارا دین مکمل کردیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کردی اور تمھارے لیے اسلام کو دین کے طور پر (ہمیشہ کے لیے) پسند کرلیا۔

اسلام مکمل نظامِ زندگی کا نام ہے۔ اس میں جہاں دل وجان سے ایک اللہ کی وحدانیت رسول کی رسالت اور یومِ آخرت پر ایمان لانے کا حکم ہے، وہیں پنج وقتہ نمازوں کے اہتمام، رمضان کے روزوں کی پابندی، زکوٰۃ کی ادائیگی اور حج کرنے کا مطالبہ ہے۔ ساتھ ہی ساتھ تجارتی لین دین میں امانت داری سچائی اختیار کرنے کا حکم ہے اور دھوکہ دینے اور جھوٹ بولنے سے اجتناب کی تعلیم ہے نیز

اپنے اخلاق و کردار کو سنوارنے کی بھی تلقین و ہدایت دی گئی ہے۔ اسی لیے ایک مسلمان کی ذمہ داریوں میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ وہ ایک اچھا شہری اور بہترین پڑوسی بن کر زندگی گذارے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام کی نعمت سے نوازا اور اللہ تعالیٰ ہی نے ہمیں اس نعمت کے شکر ادا کرنے کا طریقہ بھی سکھایا وہ یہ کہ ہم اسلام میں مکمل داخل ہو جائیں، جہاں بھی جائیں اسلامی اصولوں کے ساتھ رہیں، صبح شام تک اور سر کے بال سے لے کر پیر کے ناخن تک ہم اسلام ہی کے تابعدار رہیں۔ ہر شعبۂ زندگی میں اسلام ہی پر عمل کریں یہاں تک کہ ہماری موت بھی اسلام ہی پر آئے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَآاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوااُدْخُلُوْافِى السِّلْمِ كَآفَّةً [سورۂ بقرہ: ۲۰۸]

ترجمہ: اے ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ۔

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے:

فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۞ [سورۂ بقرہ: ۱۳۲]

ترجمہ: اور تم ہرگز جان نہ دینا مگر مسلمان ہونے کی حالت میں۔

لہٰذا ہمیں اپنے عقائد، عبادات، معاملات، معاشرت اور اخلاقیات وغیرہ زندگی کے تمام شعبوں کو اسلام کے سانچے میں ڈھال دینا چاہیے۔ اسی میں ہماری کامیابی اور نجات ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسلام ہی کو ہمارے لیے بطور دین کے پسند کیا ہے، اسی سے اللہ خوش ہوتے ہیں۔ اسلام کے علاوہ جتنے بھی مذاہب ہیں سب باطل اور منسوخ ہیں۔ اب قیامت تک اسلام ہی رہے گا۔ ہر انسان کی نجات اور کامیابی اسلام ہی میں ہے۔ اسی کو اختیار کرنے پر پاکیزہ زندگی کا وعدہ ہے اور جنت میں داخلے اور بے حساب رزق کی خوشخبری ہے۔

سبق ۱

مسجد کا احترام

اسلام میں مسجد کی بڑی اہمیت ہے، مسجد کا ادب واحترام کرنا ضروری ہے اور اس کے آداب کا لحاظ رکھنا پرہیز گاری کی نشانی ہے۔ مسجد کے آداب میں سے یہ ہے کہ مسجد میں داخل ہوتے وقت سلام کریں، بشرطیکہ مسجد میں بیٹھے ہوئے لوگ درس یا ذکر میں مشغول نہ ہوں اور اگر مسجد میں کوئی شخص نہ ہو، تو اس طرح سلام کریں ''اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ''۔ [شعب الایمان: ۸۸۳۶، عن ابن عباس رضی اللہ عنہما]

مسجد میں جا کر سب سے پہلے دو رکعت تحیۃ المسجد ادا کریں، کثرت سے اللہ کا ذکر کرتے رہیں، مسجد میں دنیاوی گفتگو، خرید وفروخت اور گم شدہ چیز کا اعلان نہ کریں، اللہ کے ذکر کے علاوہ کسی اور چیز میں آواز بلند نہ کریں، لوگوں کی گردنوں کو پھلانگ کر آگے بڑھنے کی کوشش نہ کریں، جگہ کے لیے کسی نمازی سے جھگڑا نہ کریں، صف میں کسی پر جگہ تنگ نہ کریں، نمازی کے سامنے سے نہ گذریں، مسجد میں نہ تھوکیں، نہ انگلیاں چٹخائیں، مسجد کو گندگی سے پاک صاف رکھیں اور نا سمجھ بچوں اور پاگلوں کو مسجد میں نہ آنے دیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اپنی مسجدوں سے اپنے چھوٹے بچوں اور پاگلوں کو دور رکھو (ان کو مسجد میں نہ آنے دو) اور خرید وفروخت، لڑائی جھگڑے اور شور ہنگامے (مسجد میں) نہ کیا کرو۔ [ابن ماجہ: ۷۵۰، عن واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ]

ایک دوسری حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ مسجدوں میں دنیوی باتیں ہوں گی، تمھیں چاہیے کہ ان لوگوں کے پاس بھی نہ بیٹھو، اللہ کو ان لوگوں سے کوئی سروکار نہیں۔ [شعب الایمان: ۲۹۶۲، عن الحسن رحمۃ اللہ علیہ]

| ۶ | چھٹے مہینے میں | ۳ | دن پڑھائیں |

اسلام دین

سبق ۲ مذاق میں بھی کسی کی کوئی چیز نہ لینا

مذاق کرنے کی دو صورتیں ہیں: ایک یہ ہے کہ کسی کا دل خوش کرنے کے لیے ایسا مذاق کرنا، جس میں جھوٹ اور وعدہ خلافی نہ ہو، تو یہ درست ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ ایسا مذاق کیا جائے کہ جس سے دوسرے کو ناگواری ہو اور تکلیف پہنچے، اس طرح کا مذاق کرنا درست نہیں ہے۔

بعض لوگ مذاق میں دوسروں کا سامان چھپا لیتے ہیں یا کوئی چیز لے لیتے ہیں، جس سے ان کو تکلیف ہوتی ہے، ایسا کرنا بہت بری عادت ہے، اسلام ہمیں ایسی باتوں سے منع کرتا ہے، جس سے کسی کو تکلیف پہنچے یا اسے کسی طرح کی پریشانی ہو، اسی لیے مذہبِ اسلام نے ہمیں کسی کے سامان کو بغیر اجازت لینے سے منع کیا ہے، چاہے مذاق میں ہی لیا جائے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی اپنے دوسرے بھائی کی لکڑی اور چھڑی بھی (بغیر اجازت) نہ لے، نہ ہنسی مذاق میں اور نہ ہی لینے کے ارادے سے۔ اور اگر کسی نے لے لیا ہو، تو اس کو واپس کر دے۔ [ترمذی: ۲۱۶۰، عن یزید رضی اللہ عنہ]

مطلب یہ ہے کہ لکڑی اور چھڑی جیسی معمولی چیز بھی اجازت کے بغیر نہیں لینا چاہیے، حتیٰ کہ ہنسی مذاق میں بھی ایسا نہ کرے۔ اور اگر کسی کی کوئی چیز غلطی سے لے لی ہے، تو اس کو واپس کر دینا چاہیے، یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ یہ تو ایک معمولی چیز ہے اس کو واپس کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانے میں ایک مرتبہ چند حضرات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، ان میں سے ایک شخص اٹھ کر چلا گیا اور اپنا جوتا پہننا بھول گیا، کسی نے ان کے جوتے

آسان دین

کو (مذاق میں) اٹھا کر اپنے نیچے رکھ لیا، تھوڑی دیر کے بعد وہ شخص واپس ہوا اور کہا کہ جوتا کہاں ہے؟ لوگوں نے کہا کہ معلوم نہیں، اتنے میں ان کو اپنا جوتا ایک شخص کے نیچے نظر آیا، تو انھوں نے کہا کہ یہاں ہے، اس پر حضور ﷺ نے فرمایا: مومن کو پریشان کرنا کیسا ہے! اس نے کہا: یا رسول اللہ! میں نے مذاق میں ایسا کیا تھا۔ لیکن حضور ﷺ نے دو یا تین مرتبہ یہی فرمایا کہ مومن کو پریشان کرنا کیسا ہے! [معجم کبیر: ۹۸۰، عن ابی حسن رضی اللہ عنہ]

| ٦ | چھٹے مہینے میں | ٣ | دن پڑھائیں |

سبق ۳ ہدیہ کو حقیر سمجھنا

کسی انسان کو اپنی محبت اور تعلق ظاہر کرنے کے لیے کچھ دینا ''ہدیہ'' ہے۔ ہدیہ لینا دینا مسنون ہے۔ حضور ﷺ نے اس پر عمل کرنے کی ترغیب دی ہے، ہدیہ لینے اور دینے سے آپس میں محبت بڑھتی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ''تَهَادَوْا، فَإِنَّ الْهَدِيَّةَ تُذْهِبُ وَحَرَ الصَّدْرِ''۔ [ترمذی: ۲۱۳۰، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

ترجمہ: آپس میں ہدیہ لیا دیا کرو، کیوں کہ ہدیہ اور تحفہ دلوں سے کینے کو ختم کر دیتا ہے۔

ہدیے کے آداب میں سے ہے کہ جو چیز ہدیے میں دی جائے، چاہے وہ مقدار میں کتنی ہی کم اور معمولی ہو، پھر بھی اس کو پوری رغبت کے ساتھ قبول کرنا چاہیے، اسے حقیر نہ سمجھنا چاہیے۔ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ جب ان کے پاس ہدیے میں کوئی چیز بھیجی جاتی ہے اور وہ مقدار میں کم ہوتی ہے یا معمولی حیثیت کی چیز ہوتی ہے، تو اس کا شکریہ ادا کرنے کے بجائے اس کو حقیر سمجھتے ہیں، یہ درست نہیں ہے اور اسلامی طریقے کے خلاف ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی پڑوسن کسی پڑوسن کے ہدیے کو حقیر نہ سمجھے۔

[ترمذی: ۲۱۳۰، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

لہٰذا ہر ایک مسلمان کو شوق و رغبت کے ساتھ ہدیہ قبول کر لینا چاہیے، خود حضور ﷺ لوگوں کی دل داری کا بہت خیال رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ کسی صحابی نے آپ ﷺ کی خدمت میں بطور ہدیہ ایک نقش و نگار والی چادر بھیجی، آپ ﷺ نے وہ چادر واپس فرمادی، ان کے پاس ایک معمولی چادر تھی، آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اِس کے بدلے وہ چادر دے دو۔ [بخاری:۵۲۷، عن عائشہ رضی اللہ عنہا]

فائدہ: آپ ﷺ نے ایسا اس لیے فرمایا تاکہ چادر واپس کرنے کی وجہ سے ان کا دل نہ ٹوٹ جائے۔

۶ چھٹے مہینے میں ۳ دن پڑھائیں

سبق ۴ طلب علم میں معلم کی اہمیت

علم حاصل کرنے کے لیے معلم اور استاذ کا ہونا ضروری ہے، جو بھی قرآن وحدیث کا علم حاصل کرنا چاہتا ہے اور اس کے مفہوم کو سمجھنا چاہتا ہے، تو اس کے لیے ضروری ہے کہ کسی اچھے عالم سے اس کو سیکھے اور اسی کے سامنے قرآن وحدیث کے مفہوم کو سمجھنے کی کوشش کرے، جو شخص کسی استاذ اور عالم کی مدد کے بغیر صرف عربی زبان سیکھ کر اور چند کتابوں کا مطالعہ کر کے قرآن وحدیث کو سمجھنے کی کوشش کرے گا، وہ بے شمار غلطیاں کرے گا اور بسا اوقات اس کو اپنی غلطی کا احساس بھی نہ ہو سکے گا، بلکہ کبھی تو قرآن کا مفہوم اپنی طرف سے متعین کر بیٹھے گا، جو بڑی خطرناک غلطی ہے، حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: جو شخص قرآن میں علم کے بغیر کوئی بات کہے، تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے۔ [ترمذی:۲۹۵۰، عن ابی عباس رضی اللہ عنہما]

ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے: جو شخص اپنی رائے سے قرآن میں گفتگو کرے اور اس میں کوئی صحیح بات بھی کہہ دے، تب بھی اس نے غلطی کی۔

[ترمذی:۲۹۵۲، عن جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ]

آسان دین

خود حضور اکرم ﷺ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو قرآن کا مفہوم سمجھاتے تھے اور اس کے معانی اور مطالب کو بیان کرتے تھے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بھی آپ سے پوچھ پوچھ کر قرآن کی مراد کو سمجھتے تھے، اسی طرح جب تابعین کا زمانہ آیا، تو انھوں نے بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھ پوچھ کر قرآن وحدیث کا مفہوم سمجھا اور ان کی صحبت میں رہ کر بڑی محنت سے علم حاصل کیا۔ اس کے لیے وہ دور دراز کا سفر کرتے تھے اور بہت ہی مشقت برداشت کر کے کسی بڑے عالم کی خدمت میں جاتے اور قرآن وحدیث کا علم حاصل کرتے تھے۔

| ۶ | چھٹے مہینے میں | ۳ | دن پڑھائیں |

سبق ۵ ہجری تاریخ کی اہمیت

عام طور پر دو قسم کے کیلنڈر استعمال کیے جاتے ہیں: (۱) ہجری۔ (۲) عیسوی۔

عیسوی تاریخ کی ابتدا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے ہوتی ہے نہ کہ وفات سے، کیوں کہ ان کی وفات نہیں ہوئی بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو آسمان پر زندہ اٹھالیا ہے، قیامت کے قریب وہ لوگوں کی ہدایت ورہنمائی کے لیے آسمان سے اتریں گے، ہمارے نبی ﷺ کی شریعت پر خود بھی عمل کریں گے اور لوگوں کو بھی اس پر عمل کرائیں گے۔

اور ہجری تاریخ کی ابتدا ہمارے پیارے نبی ﷺ کی ہجرت سے ہوتی ہے، ہجری تاریخ کو باضابطہ طور پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نافذ فرمایا، جب ان کے پاس کچھ خطوط آئے اور ان کو تاریخ کے اعتبار سے رکھنے کی ضرورت پیش آئی، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے اس سلسلے میں مشورہ کیا کہ اسلامی تاریخ کی ابتدا کب سے ہونی چاہیے، لوگوں نے کئی طرح کی رائیں دیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ رائے دی کہ اسلامی تاریخ کا آغاز ہجرت سے ہونا چاہیے۔ اسی کو سب نے پسند کیا اور پھر اسی پر سب کا اتفاق ہو گیا اور ہجرت سے ہی اسلامی تاریخ کی ابتدا ہوئی۔

ہجری تاریخ کا دارومدار چاند پر ہے، چاند بھی وقت معلوم کرنے کا ایک ذریعہ ہے، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: لوگ آپ سے نئے مہینوں کے چاند کے بارے میں پوچھتے ہیں، آپ انھیں بتا دیجیے کہ یہ لوگوں کے (مختلف معاملات کے) اور حج کے اوقات متعین کرنے کے لیے ہیں۔ [سورۂ بقرہ: ۱۸۹]

ہجری تاریخ بہت اہم ہے، اس پر بہت سارے احکام کی بنیاد ہے، مثلاً اسلام کا ایک اہم رکن حج ہے جو ذی الحجہ کی مخصوص تاریخوں میں ہی ادا کیا جاتا ہے، عید الفطر اور عید الاضحیٰ چاند کی تاریخ کے اعتبار سے منائی جاتی ہے، اسی طرح مسلمانوں پر جو روزے فرض ہیں وہ رمضان میں رکھے جاتے ہیں۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے: چاند دیکھ کر روزے رکھو اور چاند دیکھ کر روزہ رکھنا چھوڑ دو، اگر چاند نظر نہ آئے تو شعبان کے تیس دن مکمل کر لو۔

[بخاری: ۱۹۰۹، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

اس کے علاوہ بھی بہت سارے احکام ہجری تاریخ کے اعتبار سے انجام پاتے ہیں، اس لیے ہمیں ہجری تاریخ کی حفاظت کرنی چاہیے، اور اس کو یاد رکھنا چاہیے اور اپنے روز مرہ کے کاموں میں اس تاریخ کا استعمال کرنا چاہیے۔

٦	چھٹے مہینے میں	٣	دن پڑھائیں

سبق ٦ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا وبال

اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو جن باتوں پر چلنے کا حکم دیا ہے، اسی کے مطابق چلنا ضروری ہے، اس کے خلاف زندگی گذارنا اور اللہ تعالیٰ کے حکموں کو نہ ماننا بڑے نقصان کا ذریعہ ہے، ایسے لوگوں سے اللہ تعالیٰ سخت ناراض ہو جاتے ہیں، انسانوں پر جو طرح طرح

کی مصیبتیں اور پریشانیاں آتی ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور گناہ ہی کا نتیجہ ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بندے کو جو ہلکی یا سخت مصیبت پیش آتی ہے، وہ اس کے گناہ کا نتیجہ ہوتی ہے، اور بہت سارے گناہوں کو تو اللہ تعالیٰ معاف فرمادیتے ہیں۔

[ترمذی:۳۲۵۲،عن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ]

بارش جو کہ اللہ کی بڑی نعمت ہے، یہ بھی ہمارے گناہوں کی وجہ سے رک جاتی ہے، جب گناہ اور اللہ کی نافرمانیاں ہونے لگتی ہیں، تو اللہ تعالیٰ بارش کو روک لیتے ہیں، حضور ﷺ نے فرمایا: جب حاکم لوگ ظلم کرنے لگتے ہیں، تو بارش روک لی جاتی ہے۔ [حلیۃ الاولیاء:۲۰۰/۵]

پچھلی قوموں پر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی وجہ سے عذاب بھی آچکا ہے، مثلاً حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے جب اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی، اس کے ساتھ شرک کیا، گناہوں میں مبتلا ہوگئی، تو حضرت نوح علیہ السلام نے ان کو سمجھایا اور صرف ایک اللہ کی عبادت کرنے اور گناہوں کو چھوڑنے کا حکم دیا اور اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق زندگی گزارنے کی ہدایت دی، مگر چند لوگوں کے سوا کسی نے بھی ان کی باتوں کو نہیں مانا اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں حد سے آگے بڑھتے گئے، تو اللہ تعالیٰ نے اس قوم پر اپنا عذاب نازل کیا اور ایک طوفانی سیلاب کے ذریعے تمام کافروں کو ہلاک کردیا۔

اسی طرح حضرت لوط علیہ السلام کی قوم نے جب اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی، طرح طرح کی برائیوں اور گناہ کے کاموں میں مبتلا ہوگئی، تو حضرت لوط علیہ السلام نے ان کو اللہ کی نافرمانی سے بچنے اور گناہوں سے باز رہنے کی ہدایت دی، مگر انھوں نے نہیں مانا اور نافرمانی اور سرکشی میں حد سے آگے بڑھ گئے، تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا، انھوں نے پوری بستی کو اٹھایا اور آسمان کے قریب لے گئے اور وہیں سے پوری بستی کو زمین پر پٹخ دیا اور

ایمانیات

اوپر سے پتھروں کی بارش برسائی، اس طرح اس ہولناک عذاب کے ذریعے پوری قوم ہلاک ہوگئی۔

آج کل زمین کی کھدائی کے دوران جو کھنڈرات نکلتے ہیں اور پرانے زمانے کے مکانات دریافت ہوتے ہیں، بہت ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے عذاب کے ذریعے ان کو زمین میں دھنسا دیا ہو اور وہ کھنڈرات میں تبدیل ہو گئے ہوں۔

آج ہم سب کو ان واقعات سے عبرت حاصل کرنی چاہیے اور گناہوں سے بچ کر زندگی گذارنی چاہیے، اور ہر وقت ڈرتے رہنا چاہیے کہ کہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب میں ہم بھی گرفتار نہ ہو جائیں، رسول اللہ ﷺ نے اس بات کی خبر دی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی نافرمانی عام ہوگی، تو اس وقت اللہ تعالیٰ کا عذاب آئے گا، حضور ﷺ کا ارشاد ہے: جب مال غنیمت کو ذاتی دولت بنایا جانے لگے، امانت کو غنیمت کا مال اور زکوٰۃ کو تاوان سمجھ لیا جائے، علم کو دین کے علاوہ کسی اور مقصد کے لیے سیکھا جانے لگے، لوگ اپنی بیوی کی فرماں برداری کریں اور اپنی ماں کی نافرمانی کریں اور دوستوں کو اپنے قریب کریں اور باپ کو دور کریں، مسجدوں میں آوازیں بلند ہوں، قبیلے کی سرداری ان میں کا فاسق شخص کرے، قوم کا لیڈر ان میں کا کمینہ آدمی ہو اور آدمی کا اس کے شر کے ڈر سے اکرام کیا جائے اور گانے والیاں اور راگ باجے عام ہو جائیں اور شراب پی جانے لگے اور امت کے بعد والے پہلے لوگوں پر لعنت کریں، تو اس وقت سرخ آندھیوں، زلزلوں، زمین میں دھنسائے جانے، صورتوں کے مسخ کیے جانے اور پتھر برسنے کا انتظار کرو اور (ان کے علاوہ اسی طرح کی) دوسری نشانیوں کا (انتظار کرو) جو لگاتار اس طرح آئیں گی جیسے کسی ہار کے دھاگے کے ٹوٹ جانے پر اس کے دانے لگاتار گرنے لگتے ہیں۔ [ترمذی: ۲۲۱۱، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

٦ چھٹے مہینے میں ۳ دن پڑھائیں

آسان دین

سبق ۷ چوری نہ کرنا

کوئی چیز اس کے مالک کی اجازت کے بغیر چھپا کر لینے کو "چوری" کہتے ہیں۔کسی کی کوئی چیز چرالینا بہت برا فعل اور سخت گناہ ہے، دین اسلام میں اس کو ناجائز اور حرام قرار دیا گیا ہے، چوری کیے ہوئے مال سے برکت اُٹھ جاتی ہے، اس پر اللہ کا غضب نازل ہوتا ہے، چوری کرنے والا چوری کیے ہوئے مال کا مالک نہیں بنتا ہے، اس کے لیے اس مال کو استعمال کرنا، اس کو بیچنا، یا کسی کو ہدیہ دینا جائز نہیں ہے، بلکہ اصل مالک کے پاس اس کو پہنچادینا ضروری ہے۔

چوری کرنا اتنی خراب عادت اور اتنا بڑا جرم ہے کہ اس کی وجہ سے ایمان میں کمزوری آجاتی ہے، حضور علیہ وسلم نے فرمایا: چور جب چوری کرتا ہے، تو وہ (کامل) مومن نہیں رہتا۔ [بخاری: ۶۸۱۰، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

اسلام نے چوری کے جرم میں چور کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور جو مرد چوری کرے اور جو عورت چوری کرے، دونوں کے ہاتھ کاٹ دو، تا کہ ان کو اپنے کیے کا بدلہ ملے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے عبرت ناک سزا ہو اور اللہ تعالیٰ اقتدار والا بھی ہے، حکمت والا بھی ہے۔ [مائدہ: ۳۸]

اللہ تعالیٰ رحمٰن ورحیم ہے، وہ اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے، اس کا کوئی حکم حکمت اور مصلحت سے خالی نہیں ہوتا، اس کے ہر حکم میں بے شمار حکمتیں ہوتی ہیں، اس سزا میں بھی بہت ساری حکمتیں اور مصلحتیں موجود ہیں، اللہ تعالیٰ نے چوروں کے ہاتھ کاٹنے کا حکم اس لیے دیا، تا کہ چوروں کو اپنے جرم کی سزا ملے اور دوسرے لوگ اس سے عبرت حاصل کریں، جب ایک چور کو اتنی سخت سزا ملے گی، تو وہ دوبارہ چوری کی ہمت نہیں کر سکے گا اور

دوسرے لوگ بھی اس جرم سے باز رہیں گے، ان کے حوصلے بھی پست ہو جائیں گے، وہ ہمیشہ اس بات سے ڈرتے رہیں گے کہ اگر ہم نے چوری کی، تو اس جرم میں ہمارا بھی ہاتھ کاٹ دیا جائے گا اور ہمیں بھی سخت سزا بھگتنی پڑے گی۔ اس طرح چوری کے واقعات پیش نہیں آئیں گے، کوئی کسی کی جان و مال پر حملہ نہیں کرے گا اور نہ ہی کسی پر ظلم ہوگا، لوگوں کے روپئے پیسے، ساز و سامان، عزت و آبرو اور گھر بار سب محفوظ ہو جائیں گے اور امن وسکون کا ماحول بنے گا۔

لیکن یاد رہے چور کے ہاتھ کاٹنے کی سزا ہر ایک نہیں دے سکتا، اس کے لیے فقہائے کرام نے قرآن وحدیث کی روشنی میں بہت سارے شرائط بیان کیے ہیں، جو فقہ کی کتابوں میں مذکور ہیں۔

٦	٧	مہینے میں	٣	دن پڑھائیں	تاریخ		دستخط معلم		دستخط سرپرست	

سبق ۸ اپنے سامان کو حفاظت اور سلیقے سے رکھنا

اسلام ہمیں تہذیب اور سلیقے کے ساتھ رہنا سکھاتا ہے، جو آدمی سلیقے کے ساتھ رہتا ہے اور اپنی ہر چیز کو سلیقے کے ساتھ رکھتا ہے، تو معاشرے میں سارے لوگ اس سے محبت کرتے ہیں اور اس کو اچھی نظر سے دیکھتے ہیں۔

ہم کو چاہیے کہ ہم سلیقے کے ساتھ رہیں، جس جگہ ہم رہتے ہیں، اس کو صاف ستھرا رکھیں، اپنے سامان کی حفاظت کریں۔ لاپرواہی سے ادھر ادھر نہ چھوڑیں، کپڑے وغیرہ سمیٹ کر رکھا کریں، کتابیں، کاپیاں اور قلم غیر مناسب جگہ نہ رکھا کریں، اس کو رکھنے کے لیے جو جگہ ہو، وہیں پر ترتیب کے ساتھ رکھیں، سب سے اوپر قرآن کریم کو رکھیں۔ اگر ہم اپنے سامان کو حفاظت کے ساتھ مناسب جگہ پر رکھیں گے، تو اس کا بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ

ضرورت کے وقت اس کو ڈھونڈ نا آسان ہوگا اور کسی طرح کی پریشانی نہیں ہوگی۔

اسی طرح رات کے وقت برتن وغیرہ کو ڈھانک دیا کریں، دروازوں کو بند کر دیا کریں اور چراغوں کو بجھا دیا کریں، حضور ﷺ نے فرمایا: برتنوں کو ڈھانک دیا کرو، مشکیزوں کے منہ کو باندھ دیا کرو، دروازوں کو بند کر دیا کرو، اور چراغوں کو بجھا دیا کرو، کیوں کہ شیطان (بندھے ہوئے) مشکیزوں کو نہیں کھولتا ہے، اور نہ (بند) دروازوں کو کھولتا ہے اور نہ ہی (ڈھانکے ہوئے) برتنوں کو کھولتا ہے۔ [مسلم: ۵۳۶۴، عن جابر رضی اللہ عنہ]

اگر کبھی سفر پر جانا ہو، تو ضرورت کا سامان ساتھ رکھیں، راستے میں گاڑی پر ایسی جگہ سامان نہ رکھیں کہ لوگوں کو تکلیف ہو، اور اپنے سامان کی پوری حفاظت کرتے رہیں۔ جب اپنی قیام گاہ پر پہنچیں تو وہاں بھی اپنے سامان کو ایک کنارے سمیٹ کر اس طرح رکھیں کہ کسی کو پریشانی نہ ہو اور دیکھنے والوں کو برا معلوم نہ ہو، اپنے سامان کو ہرگز بکھرا ہوا نہ چھوڑیں، یہ تہذیب وشائستگی کے خلاف ہے اور لوگ اس کو بہت برا سمجھتے ہیں۔ اسی طرح صبح سو کر اُٹھنے کے بعد اپنے بستر کو تہہ کر کے رکھیں، اس کو یوں ہی کھلا نہ چھوڑیں۔

۷ ساتویں مہینے میں ۳ دن پڑھائیں

سبق ۹ وطن کی حفاظت

ہر انسان کو فطری طور پر اپنے وطن سے محبت ہوتی ہے، اور وہ وہاں امن وسکون کے ساتھ زندگی گزارنا چاہتا ہے، اور اپنے وطن کو ہر طرح کے ظلم وستم سے محفوظ رکھتا ہے، جب بھی کوئی وطن میں ظلم وفساد پھیلاتا ہے اور وطن میں رہنے والوں کی جان ومال، عزت وآبرو اور ان کے دین ومذہب پر حملہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے، تو وطن والے، اپنے وطن اور دین ومذہب کی حفاظت کی پوری کوشش کرتے ہیں اور اس کے لیے قربانیاں دیتے ہیں۔ یہی وجہ

ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے اور یہاں رہنے والے قبیلوں کے درمیان ایک معاہدہ کیا، تو اس میں یہ بات بھی تھی کہ اگر مدینے پر کوئی باہر کا دشمن حملہ کرے، تو سب کو مل کر حملہ کرنے والوں کے خلاف مظلوم کی مدد کرنی ہوگی۔

[البدایہ والنہایہ:۳/۲۲۶]

اسی لیے جب ہمارے ملک پر انگریزوں نے قبضہ کرلیا اور یہاں کے لوگوں کا جینا دوبھر کردیا، تو یہاں کے رہنے والوں نے اپنے ملک کی آزادی اور اپنے دین و مذہب کی حفاظت کے لیے جدوجہد شروع کی۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ملک کی آزادی کے لیے لوگوں کا ذہن بنانا شروع کیا اور اس کے لیے احمد شاہ ابدالی کو خط بھی لکھا۔ علمائے کرام نے ہر جگہ شاہ صاحب کے اس پیغام کو قبول کیا اور لوگوں میں آزادی کی ایک تحریک پیدا ہوئی۔

۱۷۳۵ء میں علمائے صادق پور نے ملک کی آزادی کے لیے جدوجہد شروع کی جو پورے سو سال تک جاری رہی۔ ۱۸۳۵ء میں مولانا عبدالرحیم صادق پوری کو گرفتار کر کے کالا پانی بھیج دیا گیا، ان کے مکانات اور قبرستان پر انگریزوں نے قبضہ کرلیا اور اس میں سرکاری دفاتر بنا دیے۔ ۱۷۵۴ء میں علی وردی خان نے کلکتہ کے فورٹ ولیم کالج پر حملہ کیا، جس میں انگریز رہا کرتے تھے اور وہاں سے انگریز کو بھاگنے پر مجبور کردیا۔ اسی طرح ۱۷۵۷ء میں نواب سراج الدولہ نے انگریزوں سے جنگ لڑی، سلطان ٹیپو رحمۃ اللہ علیہ کے والد حیدر علی نے کئی جنگیں لڑیں، خود سلطان ٹیپو رحمۃ اللہ علیہ وطن کی آزادی کے لیے انگریزوں سے لڑتے لڑتے شہید ہوگئے۔

اور جب ۱۸۵۷ء کی مشہور جنگ ہوئی اور تمام ہندوستانیوں نے مل کر ملک کی آزادی کا فیصلہ کیا، تو اس میں مسلم علما اور عوام نے زبردست حصہ لیا، بلکہ اس شورش میں جہاں

جہاں بھی انگریزوں کے خلاف بغاوت ہوئی، عام طور پر اس کے قائد علمائے کرام ہی تھے۔ اس جنگ میں حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ ، مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ ، مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ ، مولانا فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ ، مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ ، مولانا کفایت علی کافی شہید رحمۃ اللہ علیہ ، مولانا فیض احمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ ، جنرل بخت خاں اور مولانا شاہ احمد اللہ مدراسی رحمۃ اللہ علیہ جیسے لوگوں نے قائدانہ کردار ادا کیا، یہ مولانا احمد اللہ شاہ مدراسی وہی ہیں جنھوں نے انگریزوں کے خلاف اکثر مہموں میں قیادت کی تھی اور انگریزوں نے ان کا سر لانے پر پچاس ہزار کا انعام مقرر کیا تھا۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں مسلم علما و عوام نے وہ قربانیاں پیش کیں جن کی مثال نہیں ملتی ۔ ایک برطانوی مؤرخ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ صرف ۱۸۵۷ء میں ۲۷/ ہزار مسلمانوں کو پھانسی دی گئی، قتل عام میں جو مارے گئے، ان کا تو شمار ہی نہیں۔

۱۸۵۷ء کے بعد بھی ہندوستان کی آزادی کے لیے برابر جدو جہد جاری رہی اور اس کے لیے علما و عوام نے بھر پور کوششیں کیں۔ شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ ، شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ ، مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ ، مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ ، مولانا محمد علی جوہر رحمۃ اللہ علیہ اور مفتی اعظم مفتی کفایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ جیسے حضرات نے بڑے بڑے کارنامے انجام دیے ۔ بالآخر ۱۹۴۷ء کو ہندوستانیوں نے اپنی قربانیاں دے کر اپنے محبوب وطن کو آزاد کرا لیا اور یہ حقیقت ثابت ہوئی کہ جب بھی وطن پر ظلم وستم ڈھایا جاتا ہے اور اہل وطن کے جان و مال اور دین و مذہب پر حملے کیے جاتے ہیں، تو انسانی فطرت کے مطابق وطن والے اس کو برداشت نہیں کرتے اور اس ظلم کو ختم کر کے ہی دم لیتے ہیں۔

۷ ساتویں مہینے میں ۳ دن پڑھائیں

سبق ۱۰

والدین کا احترام

ماں باپ کا درجہ بہت بلند ہے، ان کا ادب واحترام کرنے اور ان کی اطاعت وفرماں برداری پر اسلام نے بہت زور دیا ہے۔ ماں باپ کی خدمت کرنا اور ان کا حکم ماننا ہر حال میں فرض ہے، کسی وقت اور کسی حال میں بھی ان کی اطاعت وفرماں برداری میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیے۔ جو شخص اپنے والدین کی خدمت کرتا ہے، ان کا ادب واحترام کرتا ہے اور ان کو راضی وخوش رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ بھی اس سے راضی اور خوش رہتے ہیں اور جو شخص اپنے والدین کو ناراض کرتا ہے، تو اس سے اللہ تعالیٰ بھی ناراض ہو جاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رِضَى الرَّبِّ فِيْ رِضَى الْوَالِدِ وَسَخَطُ الرَّبِّ فِيْ سَخَطِ الْوَالِدِ''

[ترمذی: ۱۸۹۹، عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما]

ترجمہ: اللہ کی رضا مندی والد کی رضا مندی میں ہے، اور اللہ کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: میں سو رہا تھا، میں نے ایک خواب دیکھا کہ میں جنت میں ہوں، وہیں میں نے کسی کے قرآن پڑھنے کی آواز سنی، تو میں نے دریافت کیا کہ اللہ کا یہ کون بندہ ہے جو یہاں جنت میں قرآن پڑھ رہا ہے، تو مجھے بتایا گیا کہ یہ ''حارثہ بن نعمان'' ہیں۔ ماں کی خدمت وفرماں برداری ایسی ہی چیز ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنا یہ خواب بیان کرنے کے بعد فرمایا: حارثہ بن نعمان اپنی ماں کے بہت ہی فرماں بردار تھے۔ (یعنی اس عمل نے ان کو اس بلند مرتبے تک پہنچایا کہ جنت میں حضور ﷺ نے ان کی قرأت سنی)۔ [شعب الایمان: ۷۸۵۱، عن عائشہ رضی اللہ عنہا]

ان سب احادیث سے والدین کی خدمت، ان کے ادب و احترام اور اطاعت و فرماں برداری کی اہمیت معلوم ہوتی ہے۔ ہم لوگوں کو بھی اپنے والدین کی خوب خدمت کرنی چاہیے اور ان کو راضی اور خوش رکھنا چاہیے۔

۷ ساتویں مہینے میں ۳ دن پڑھائیں

سبق ۱۱ والدین کو نہ ستانا

اپنے والدین کو بُرا بھلا کہنا، ان سے بدسلوکی کرنا، انھیں اپنی بات یا عمل سے تکلیف پہنچانا یا کسی اور طریقے سے ستانا سخت گناہ ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ''إِنَّ اللهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوقَ الأُمَّهَاتِ''۔ [بخاری: ۵۹۷۵، عن مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ]

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے اوپر ماؤں کی نافرمانی کو حرام قرار دیا ہے۔

ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے والدین کی نافرمانی اور کسی بھی طرح ان کا دل دکھانے کو بڑے بڑے گناہوں میں شمار کرایا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

بڑے گناہ یہ ہیں: (۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا۔ (۲) والدین کے ساتھ بدسلوکی کرنا۔ (۳) کسی کو ناحق قتل کرنا۔ (۴) جھوٹی قسم کھانا۔

جو شخص اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتا، ان کا دل دُکھاتا ہے، ان کو تکلیف پہنچاتا ہے اور ان سے بدسلوکی کے ساتھ پیش آتا ہے، تو ایسے شخص کے متعلق حدیث میں سخت سزا بیان کی گئی ہے۔ حضور ﷺ نے ایسے لوگوں کو ''ملعون'' قرار دیا ہے جو اپنے والدین کو گالی دیتے ہیں اور انھیں بُرا بھلا کہتے ہیں اور ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ تین شخص ایسے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کی طرف

نظرِ عنایت نہیں فرمائیں گے (۱) والدین کا نافرمان (۲) شراب کا عادی (۳) دے کر احسان جتانے والا۔ [معجم کبیر: ۱۱۱۶۸، عن ابن عباس رضی اللہ عنہما]

ایک مرتبہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر میں گواہی دوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں اور پانچوں نمازیں ادا کروں، زکوٰۃ دوں اور رمضان کے روزے رکھوں (تو اس میں مجھے کیا اجر ملے گا؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ایسی حالت میں انتقال کرے گا، تو وہ قیامت کے دن انبیا، صدیقین اور شہدا کے ساتھ (آپ نے دونوں انگلیوں کو ملا کر فرمایا) اس طرح قریب ہوگا، مگر یہ اس وقت ہے جب کہ وہ والدین کی نافرمانی کرنے والا نہ ہو۔

[مجمع الزوائد: ۱۳۴۲۹، عن عمرو بن مرہ جہنی رضی اللہ عنہ]

۷ ساتویں مہینے میں ۳ دن پڑھائیں

سبق ۱۲ استاذ کے آداب

طالب علم کے ذمے اساتذہ کے کچھ حقوق و آداب ہیں، جن پر عمل کیے بغیر ان سے اچھی طرح فائدہ اٹھانا مشکل ہے، ان حقوق و آداب میں سے ایک یہ ہے کہ طالب علم کو اپنے استاد کی پیروی کرنا ضروری ہے، چاہے وہ مقام و مرتبے کے اعتبار سے اس سے افضل نہ ہو، جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام کی پیروی کی تھی اور فرمایا تھا:

''هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلَىٰ أَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا'' [سورۂ کہف: ۶۶]

ترجمہ: کیا میں آپ کے ساتھ رہ سکتا ہوں، اس شرط پر کہ جو علمِ مفید آپ کو سکھایا گیا ہے، اس میں سے آپ مجھ کو بھی سکھا دیں۔

حالانکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام سے افضل تھے۔اس کے علاوہ بھی بہت سارے آداب ہیں۔مثلاً: استاذ کے سامنے انتہائی تواضع اور ادب سے بیٹھنا، پوری طرح ان کی جانب متوجہ رہنا، کسی ساتھی کی طرف نہ دیکھنا، نہ مسکرانا اور نہ ہی اشارہ کرنا، بلا ضرورت دائیں بائیں اور اوپر نیچے نہ دیکھنا، استاذ کے پاس بیٹھ کر آستین نہ چڑھانا، دامن اور بٹن وغیرہ سے نہ کھیلنا، داڑھی اور منہ پر ہاتھ نہ رکھنا، ناک، کان اور دانت نہ کُریدنا، استاذ کی جانب پیٹھ یا پہلو نہ کرنا، کسی چیز سے ٹیک نہ لگانا، تپائی وغیرہ پر ہاتھ ٹیک کر نہ بیٹھنا، بغیر مجبوری نہ کھنکھارنا اور نہ تھوکنا، استاذ کے سامنے پان وغیرہ کھا کر نہ آنا خاص طور پر درس میں اس کا زیادہ خیال رکھنا حتیٰ کہ کتاب کا ورق بھی زور سے نہ کھولنا، استاد کے آگے آگے نہ چلنا، ان کی جگہ نہ بیٹھنا، ان کے سامنے بلند آواز سے نہ بولنا، درس میں اگر کوئی بات سمجھ میں نہ آئے، تو اپنے ہی فہم کا قصور سمجھنا اور استاذ سے بدگمانی نہ کرنا، اگر استاذ کسی بات پر ناراض ہو جائے، تو معذرت کر لینا اور معافی مانگ لینا، جس بات کے متعلق سوال کرنے سے وہ منع کرے اس کو نہ پوچھنا۔

یہ وہ حقوق وآداب ہیں، جن کو اپنانا اور اپنی زندگی میں جن کا خیال رکھنا ہر طالب علم پر ضروری ہے، ورنہ اس کے بغیر وہ علم کی برکت اور نفع سے محروم ہو جائے گا۔

۷ ساتویں مہینے میں ۳ دن پڑھائیں

سبق ۱۳ اِزار لٹکانے والوں کی سزا

دورِ جاہلیت میں لوگوں کے درمیان فیشن کے طور پر یہ طریقہ رائج ہو گیا تھا کہ کپڑوں کے استعمال میں وہ بہت اسراف سے کام لیتے تھے، تہبند اس طرح باندھتے تھے کہ چلنے

میں نیچے کا کنارہ زمین پر گھسٹتا، وہ لوگ اس کو اپنی بڑائی اور فخر کی چیز سمجھتے تھے۔ حضور ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے اور جو شخص اس طرح تہبند یا پائجامہ وغیرہ ٹخنے سے نیچے لٹکا کر چلتا ہے، اس کے لیے سخت سزا بیان فرمائی ہے۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ گذشتہ زمانے میں ایک شخص تکبر کی وجہ سے اپنے تہبند کو لٹکائے ہوئے زمین پر گھسیٹ کر چلا کرتا تھا، تو اس کو زمین میں دھنسا دیا گیا، وہ قیامت تک زمین میں دھنستا چلا جائے گا۔

[بخاری: ۳۴۸۵، عن ابن عمر رضی اللہ عنہما]

ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ جَرَّ ثَوْبَهٗ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ''

[بخاری: ۳۶۶۵، عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما]

ترجمہ: جو شخص اپنا کپڑا فخر کے طور پر گھسیٹ کر چلے گا، تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف (رحمت کی) نظر نہیں فرمائیں گے۔

ہم لوگوں کو بھی اپنا تہبند یا پائجامہ ٹخنے سے نیچے ہرگز نہیں پہننا چاہیے، ورنہ ہمیں بھی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی نگاہِ رحم و کرم سے محروم ہونا پڑے گا، حالانکہ اُس دن ہر بندہ اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم کا سخت محتاج ہوگا۔ اس لیے تہبند یا پائجامہ آدھی پنڈلی تک ہونا چاہیے، یہی بہتر صورت ہے۔ اور اگر ٹخنے سے اوپر تک ہو، تو یہ بھی جائز ہے۔ لیکن اس سے نیچے جائز نہیں، بلکہ سخت گناہ ہے حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ مومن کا ازار نصف ساق (آدھی پنڈلی) تک ہونا چاہیے اور اگر نصف ساق اور ٹخنوں کے درمیان ہو، تو یہ بھی جائز ہے اور جو اس سے نیچے ہو، تو وہ جہنم میں ہے۔ آپ ﷺ نے یہ بات تین مرتبہ فرمائی۔

[ابوداؤد: ۴۰۹۳، عن ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ]

۷ ساتویں مہینے میں ۳ دن پڑھائیں

آسان دین

سبق ۱۴ ہر کام کا آغاز اللہ کے نام سے

اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ اللہ ایک ہے، جو سارے جہاں کا مالک ہے، وہی سب کو پیدا کرنے والا اور سب کو رزق دینے والا ہے۔ اسی لیے اُس نے ہر موقع پر ایسے ''اذکار'' اور ''دعائیں'' پڑھنے کی تعلیم دی ہے، جو اللہ سے تعلق اور اس کی بڑائی کو ظاہر کرتی ہیں۔ انھیں میں سے ایک موقع یہ بھی ہے کہ ہر جائز کام کو شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ پڑھیں۔ جب ہم اتنی بات جانتے ہیں کہ دنیا و آخرت میں جو کچھ ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، تو ہر اچھے کام کی ابتدا بھی اسی کے نام سے ہونی چاہیے۔ اگر ہم ہر کام شروع کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا نام لیں گے، تو اس سے ایک فائدہ یہ ہوگا کہ ہم ہر کام اسی طرح کریں گے، جس طرح کرنا مناسب ہوگا، یعنی ہمارے کاموں سے بے ڈھنگا پن خود بخود دور ہو جائے گا۔ دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ ہم بہت سے برے کاموں سے رک جائیں گے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا نام انسان اچھے ہی کاموں میں لے سکتا ہے اور تیسرا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی مدد ہمارے کاموں میں شامل ہوگی اور اس کی توفیق سے مشکل سے مشکل کام بھی آسانی کے ساتھ کرسکیں گے، شیطان جو ہمارے اچھے کاموں کو بگاڑنا چاہتا ہے، اُس کو اِس کا موقع نہ مل سکے گا۔

خود رسول اللہ ﷺ کی عادت شریفہ بھی یہی تھی کہ کھانا کھاتے، پانی پیتے، وضو کرتے غرض یہ کہ اپنے کاموں کو ''بسم اللہ'' سے شروع فرماتے تھے۔ جو شخص کسی کام کے شروع میں اللہ کو یاد کرتا ہے اور اس کا نام لیتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کام میں برکت ڈالتے ہیں، اور جو شخص کام شروع کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیتا اور اس وقت اللہ کو یاد نہیں کرتا، تو وہ شخص برکت سے محروم رہ جاتا ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے: ''كُلُّ أَمْرٍ ذِي بَالٍ لَا يُبْدَأُ

فِيهِ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فَهُوَ أَقْطَعُ'' [ابوداؤد: ۴۸۴۰، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

ترجمہ: ہر وہ کام جس کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع نہ کیا جائے، تو وہ ادھورا رہ جاتا ہے۔

۷	۸	مہینے میں	۳	دن پڑھائیں	تاریخ		دستخط معلم	دستخط سرپرست

سبق ۱۵ ٹی وی کے نقصانات

ٹی وی اس زمانے کا عظیم فتنہ اور شیطانی جال ہے، اس میں اللہ اور اس کے رسول کی کھلم کھلا نافرمانی کی جاتی ہے، اس میں جاندار تصویروں کی بھرمار ہوتی ہے، مردوں کی نظر نامحرم عورتوں کی تصویروں پر اور عورتوں کی نظر نامحرم مردوں پر پڑتی ہے، جب کہ حضور ﷺ نے ہمیں غیر محرم کے دیکھنے سے منع فرمایا ہے ۔ ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا: بدنظری ابلیس کے تیروں میں سے ایک زہر آلود تیر ہے، جو شخص اللہ کے خوف سے اس کو چھوڑ دے، اللہ تعالیٰ اس کو ایسا ایمان عطا فرمائے گا جس کی حلاوت وہ اپنے قلب میں پائے گا۔

ٹی وی میں گانے سنائے جاتے ہیں اور فلمیں دکھائی جاتی ہیں اور اسلام میں یہ چیزیں بالکل ناجائز اور سخت گناہ ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: گانا دل میں نفاق اس طرح اُگاتا ہے جیسا کہ پانی کھیتی کو اُگاتا ہے۔ [شعب الایمان: ۵۱۰۰، عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما]

ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس امت پر زمین میں دھنسائے جانے صورتوں کے بگڑ جانے اور پتھروں کی بارش کا عذاب آئے گا۔ ایک صحابی نے پوچھا کہ یارسول اللہ! ایسا عذاب کب آئے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جب گانے والی عورتوں اور راگ باجوں کا دور دورہ ہوگا اور کھلّم کھلاّ شرابیں پی جائیں گی۔

[ترمذی: ۲۲۱۲، عن عمران بن حصین رضی اللہ عنہما]

اسی طرح ٹی وی دیکھنے کی وجہ سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ ناراض ہوجاتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ اخلاق و عادات بگڑ جاتے ہیں، ٹی وی دیکھتے رہنے سے گناہوں کی قباحت اور اس کی برائی دل سے نکل جاتی ہے۔ پڑھنے لکھنے سے دل اچاٹ ہوجاتا ہے، اس سے ہمارا قیمتی وقت برباد ہوجاتا ہے، یہ اللہ کی یاد اور آخرت کی تیاری سے غافل کرنے کا ذریعہ ہے، اس لیے اس کو خریدنے اور اس کو دیکھنے سے بچنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور بعض آدمی ایسے ہیں جو ان باتوں کے خریدار بنتے ہیں جو غافل کرنے والی ہیں، تاکہ اللہ کی راہ سے بے سوچے سمجھے گمراہ کردیں اور اس کا مذاق اڑائیں؛ ایسے لوگوں کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔ [سورۂ لقمان:٦]

٨ آٹھویں مہینے میں ٣ دن پڑھائیں

سبق ١٦ جھوٹ کا وبال

اللہ تعالیٰ نے ہمیں زبان جیسی نعمت اور بولنے کی قوت عطا فرمائی ہے، ہم کو اِس کا صحیح استعمال کرنا چاہیے، ہمیں ہمیشہ سچ بولنا چاہیے اور جھوٹ بولنے سے بچنا چاہیے کیوں کہ جھوٹ بولنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے اور ہمارے نبی ﷺ نے اس کی بہت مذمت فرمائی ہے، آپ ﷺ نے جھوٹ بولنے کو منافق کی نشانیوں میں سے ایک نشانی قرار دیا ہے اور ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا: جھوٹ سے بچو، اس لیے کہ جھوٹ برائی کی طرف لے جاتا ہے اور برائی جہنم تک پہنچادیتی ہے۔ اور آدمی جب جھوٹ بولنے کا عادی ہوجاتا ہے اور جھوٹ کو پیشہ بنالیتا ہے، تو پھر (انجام یہ ہوتا ہے کہ) وہ اللہ کے یہاں جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔ [مسلم: ٦٨٠٥، عن عبداللہ رضی اللہ عنہ]

آسان دین

جھوٹ بولنا مسلمانوں کی شان کے خلاف ہے، اللہ کے محبوب بندے جو کامل ایمان والے ہوتے ہیں، وہ کبھی بھی جھوٹ نہیں بولتے، وہ ہمیشہ اس سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ حضور ﷺ سے پوچھا گیا کہ کیا مسلمان بزدل ہو سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! (مسلمان بزدل ہوسکتا ہے) پھر عرض کیا گیا: کیا مسلمان بخیل ہوسکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! (مسلمان بخیل ہوسکتا ہے) پھر عرض کیا گیا: کیا مسلمان کذّاب (جھوٹا) ہوسکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں (مسلمان جھوٹ نہیں بول سکتا)۔ [شعب الایمان: ۴۸۱۲، عن صفوان بن سلیم رحمۃ اللہ علیہ]

اس لیے ہم کو جھوٹ جیسی گندی اور بری عادت سے بچنا چاہیے اور اپنے اندر سچائی اور امانت داری جیسی اچھی عادتیں پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

۸ آٹھویں مہینے میں ۳ دن پڑھائیں

سبق ۱۷ چغل خوری کا وبال

کسی شخص کی ایسی بات دوسروں کو پہنچانا جس کی وجہ سے دوسرا شخص اُس سے بدگمان ہو جائے اور آپسی تعلقات خراب ہو جائیں، ''چغل خوری'' کہلاتا ہے۔ چغل خوری انتہائی بری عادت ہے اور چغل خور کا انجام بہت برا ہے، اسی لیے اسلام نے اس سے بچنے کی تعلیم دی ہے، چغل خوری ایسی بری عادت ہے کہ اس کی وجہ سے بعض مرتبہ پوری قوم مصیبت میں مبتلا ہو جاتی ہے۔

حضور ﷺ نے چغلی کی بہت مذمت بیان کی ہے اور چغل خوروں کو برے لوگوں میں شمار فرمایا ہے۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے بہترین بندے وہ ہیں، جن کو دیکھ کر اللہ یاد آئے اور بدترین بندے وہ ہیں جو چغلیاں کھانے والے، دوستوں میں جدائی

آسان دین

ڈالنے والے ہیں اور جو لوگ اس کوشش میں لگے رہتے ہیں کہ پاک دامن بندوں کو کسی گناہ یا پریشانی اور مصیبت میں مبتلا کر دیں۔ [مسند احمد: ۱۷۹۹۸، عن عبد الرحمٰن بن غنم رضی اللہ عنہما]

جو شخص چغل خور ہوتا ہے اور ایک کی بات دوسرے تک پہنچاتا ہے، تاکہ دوسرا شخص بدگمان ہو جائے اور اُن دونوں کے آپسی تعلقات خراب ہو جائیں، ایسی بری صفت والوں کے لیے حدیثوں میں بہت سخت وعید آئی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ''لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ'' [بخاری: ۶۰۵۶، عن حذیفہ رضی اللہ عنہ]

ترجمہ: چغل خور جنت میں نہیں جائے گا۔

ہم لوگوں کو چغل خوری کرنے سے بچنا چاہیے، اگر کوئی شخص اس بری عادت میں مبتلا ہو اور ہمارے درمیان کسی کی چغلی کرتا ہو، تو اسے منع کر دینا چاہیے۔ اگر ہم ایسا نہیں کریں گے، تو ہمیں بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہونا پڑے گا اور آخرت کے عذاب میں مبتلا ہونا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی اِس سے حفاظت فرمائے۔ آمین۔

۸ آٹھویں مہینے میں ۳ دن پڑھائیں

سبق ۱۸ بغیر اجازت کوئی چیز لینا

کسی دوسرے شخص کی کوئی چیز اس کی مرضی کے بغیر، زبردستی اور ظلماً لے لی جائے، تو اُس کو ''غصب'' کہا جاتا ہے۔ ایسا کرنا کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں ہے، یہ حرام اور بہت بڑا گناہ ہے۔ ایسے لوگوں کے لیے حدیثوں میں بڑی وعیدیں آئی ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے کسی دوسرے کی کچھ بھی زمین ناحق لے لی، تو قیامت کے دن وہ اُس زمین کی وجہ سے (یعنی اس کی سزا میں) زمین کے ساتوں حصے تک دھنسا دیا جائے گا۔ [بخاری: ۲۴۵۴، عن ابن عمر رضی اللہ عنہما]

ہم تمام مسلمانوں کو اسلام کی پاکیزہ تعلیمات پر عمل کرنا چاہیے اور بغیر اجازت کسی کا کوئی سامان نہیں لینا چاہیے، خواہ وہ چیز معمولی ہی کیوں نہ سمجھی جاتی ہو۔ ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا: ''مَنِ انْتَهَبَ نُهْبَةً فَلَيْسَ مِنَّا'' [ترمذی: ۱۱۲۳، عن عمران بن حصین رضی اللہ عنہما]

ترجمہ: جو شخص کوئی چیز چھین کر لے، وہ ہم (مسلمانوں) میں سے نہیں۔

یہ کتنی سخت وعید ہے کہ کسی کی چیز کا چھیننے والا اور غصب کرنے والا رسول اللہ ﷺ کی جماعت اور آپ ﷺ کے لوگوں میں سے نہیں ہے۔ جس کو آپ ﷺ نے اپنے سے الگ اور دور کر دیا وہ کتنا بڑا محروم اور بد بخت ہوگا! اللہ تعالیٰ اس سے ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین

۸ آٹھویں مہینے میں ۳ دن پڑھائیں

سبق ۱۹ درود شریف پڑھنا

درود شریف دراصل ایک دعا ہے، جو بندے رسول اللہ ﷺ کے حق میں اللہ تعالیٰ سے کرتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعد ہم پر سب سے زیادہ احسان رسول اللہ ﷺ کا ہے۔ آپ ﷺ نے سخت مصیبتیں برداشت کر کے ہماری طرف سیدھے راستے کی رہنمائی کی اور اللہ تعالیٰ کی ہدایت بندوں تک پہنچائی، اگر آپ ﷺ اس طرح تکلیفیں نہ اٹھاتے، تو ہدایت کی روشنی ہم لوگوں تک نہیں پہنچ سکتی اور آج ہم ایک اللہ کی عبادت کرنے کے بجائے کفر و شرک اور گمراہی میں بھٹکتے رہتے۔

الغرض ہمیں ایمان کی جو سب سے بڑی دولت اور ہدایت کی سب سے بڑی نعمت حاصل ہوئی ہے، وہ حضور ﷺ کے طفیل ہی میں ملی ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ کے بعد آپ ﷺ ہمارے سب سے بڑے محسن ہیں۔ ہمیں اس احسان کا شکریہ ادا کرنا چاہیے اور

آپ ﷺ کے حق میں دعائیں کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو اپنی خاص رحمتوں اور برکتوں سے نوازے اور آپ ﷺ کے درجے زیادہ سے زیادہ بلند کرے اور اسی قسم کی دعا کو ''درود'' کہتے ہیں۔

درود شریف پڑھنے کے بہت فضائل ہیں، ایک حدیث میں حضور ﷺ نے فرمایا: جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھے گا، اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائیں گے اور اس کے دس گناہ معاف کریں گے اور اس کے دس درجے بلند کریں گے۔

[نسائی: ۱۲۹۷، عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ]

ایک اور حدیث میں حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بہت سے فرشتے ہیں، جن کا خاص کام یہ ہے کہ وہ زمین میں پھرتے رہتے ہیں اور میرا جو امتی مجھ پر درود وسلام بھیجتا ہے، وہ مجھ تک پہنچاتے رہتے ہیں۔ [سنن نسائی: ۱۲۸۲، عن عبداللہ رضی اللہ عنہ]

۸ آٹھویں مہینے میں ۳ دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط سرپرست

سبق ۲۰ دعا کی اہمیت

جب یہ حقیقت ہے کہ زمین و آسمان کے سارے خزانے صرف اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں اور اسی کے حکم سے دنیا کا سارا نظام چل رہا ہے، تو انسانوں کو اپنی ساری حاجتوں اور ضروریات کا سوال اللہ تعالیٰ ہی سے کرنا چاہیے۔

اسی لیے مذہبِ اسلام نے ہمیں اِس کی تعلیم دی ہے۔ قرآن کریم میں ایک جگہ ارشاد ہے: ''وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ؕ'' [سورۂ غافر: ۶۰]

ترجمہ: اور تمہارے رب نے فرمایا کہ مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔

رسول اللہ ﷺ نے ہم کو بتایا ہے کہ اپنی ضرورتوں کے متعلق اللہ تعالیٰ سے مانگنا اور

دعا کرنا اعلی درجے کی عبادت ہے۔ ایک حدیث میں آپ ﷺ نے دعا کی اہمیت اور فائدے کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: ''دعا ان حادثات و مصیبت میں بھی نفع دیتی ہے، جو نازل ہو چکی ہیں اور ان حادثات اور مصیبت میں بھی جو نازل نہیں ہوئیں، پس اے اللہ کے بندو! دعا کا اہتمام کرو'' [ترمذی: ۳۵۴۸، عن ابن عمر رضی اللہ عنہما]

مطلب یہ ہے کہ جو بلا اور مصیبت ابھی نازل نہیں ہوئی، بلکہ اس کا صرف خطرہ اور اندیشہ ہے، تو اس سے حفاظت کے لیے بھی اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا چاہیے، ان شاء اللہ فائدہ ہوگا اور جو بلا اور مصیبت نازل ہو چکی ہے، اس کو دور کرنے کے لیے بھی دعا کرنی چاہیے، ان شاء اللہ وہ مصیبت ختم ہو جائے گی۔ اس لیے دعاؤں کا خوب اہتمام کرنا چاہیے اور اپنی ساری ضرورتوں کا سوال اللہ ہی سے کرنا چاہیے۔ حتیٰ کہ چھوٹی چھوٹی چیزوں کے بارے میں بھی اللہ ہی سے مانگنا چاہیے۔ خود ہمارے نبی ﷺ نے اس کی تعلیم دی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک کو اپنی تمام حاجتوں کا سوال اللہ ہی سے کرنا چاہیے، حتیٰ کہ جوتے کا تسمہ بھی اگر ٹوٹ جائے، تو وہ بھی اللہ ہی سے مانگے۔

[ترمذی: ۳۶۰۴، عن ثابت البنانی رضی اللہ عنہ ـ م]

| ۹ | نویں مہینے میں | ۳ | دن پڑھائیں |

سبق ۲۱ سلام کو رواج دینا

دنیا کی تمام قوموں میں ملاقات کے وقت آپسی محبت اور تعظیم کے اظہار کے لیے اور مخاطب کو خوش کرنے کے لیے کوئی خاص کلمہ کہنے کا رواج رہا ہے اور آج بھی ہے۔ اسلام نے بھی ہمیں ایک دوسرے کی ملاقات کے وقت ''السلام علیکم'' اور ''وعلیکم السلام'' کہنے کی تعلیم دی ہے۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی بہترین تعلیمات میں سے ہے۔ اپنی محبت اور تعلق کو

ظاہر کرنے کے لیے اس سے بہتر کوئی اور کلمہ نہیں ہوسکتا۔ یہ اسلام کا ایک شعار ہے۔ سلام سے آپس میں محبت بڑھتی ہے، دل سے کدورت دور ہوتی ہے اور سلام کرنے والے ایک دوسرے کو اپنا ہمدرد اور خیر خواہ سمجھتے ہیں۔ اسی لیے اسلام نے اس کو رائج کرنے اور مسلمانوں کے درمیان عام کرنے کی تاکید کی ہے۔ ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد ہے کہ تم اس وقت تک جنت میں نہیں جاسکتے، جب تک پورے مومن نہ ہو جاؤ اور اُس وقت تک تم پورے مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ تمہارے درمیان محبت نہ ہو جائے۔ کیا میں تمہیں وہ عمل نہ بتادوں جس کو کرنے سے تمہارے درمیان محبت پیدا ہو جائے (وہ یہ ہے کہ) سلام کو آپس میں خوب پھیلاؤ۔ [مسلم: ۲۰۳، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

احادیث میں سلام کرنے کی بہت فضیلت آئی ہے، حضور ﷺ نے فرمایا: لوگوں میں اللہ کے قریب اور اس کی رحمت کا زیادہ مستحق وہ بندہ ہے جو سلام کرنے میں پہل کرے۔ ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا: رحمٰن کی عبادت کرو اور (اللہ کے بندوں کو) کھانا کھلاؤ اور سلام کو خوب پھیلاؤ، تم جنت میں سلامتی کے ساتھ پہنچ جاؤ گے۔

[ترمذی: ۱۸۵۵، عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما]

سلام کے بارے میں اس کے علاوہ بھی بہت ساری فضیلتیں وارد ہوئی ہیں، اسی لیے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کبھی کبھی گھر سے باہر صرف اس غرض سے نکلا کرتے تھے کہ جو مسلمان ملے گا اسے سلام کریں گے اور اس طرح ان کی نیکیوں اور اجر و ثواب میں اضافہ ہوگا۔ [موطا امام مالک: ۳۵۳۳، عن طفیل بن ابی بن کعب رضی اللہ عنہ]

ہم لوگوں کو بھی سلام کو خوب عام کرنا چاہیے، جو بھی مسلمان ملے خواہ اس سے پہلے سے تعلق ہو یا نہ ہو، اس کو ضرور سلام کریں۔ اس سے آپس میں محبت بڑھے گی اور اجر و ثواب ملے گا۔

| ۹ | نویں مہینے میں | ۳ | دن پڑھائیں |

سبق ۲۲ کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلاؤ

لوگوں سے مانگنا اور سوال کرنا انتہائی بری عادت ہے، یہ مسلمان کی غیرت کے خلاف ہے کہ وہ اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کے سامنے ہاتھ پھیلائے۔ اسلام ایسے برے فعل کو بالکل پسند نہیں کرتا اور اپنے ماننے والوں کو اِس سے بچنے کی تاکید کرتا ہے اور ہر ایک کو خود داری اختیار کرنے اور محنت کے ذریعے کما کر اپنی روزی کا انتظام کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ انسانوں کا اپنی کمائی سے کھانا اور اپنی روزی کا انتظام کرنا، لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے بہتر ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تم میں سے کسی (ضرورت مند) آدمی کا رسی لے کر جنگل جانا اور لکڑیوں کا ایک گٹھا اپنی کمر پر لاد کر لانا اور اس کو بیچنا اور اِس طرح اپنے آپ کو اللہ کی توفیق سے سوال کی ذلت ورسوائی سے بچا لینا بہت بہتر ہے اس سے کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلائے پھر خواہ وہ اس کو دیں یا نہ دیں''۔ [بخاری: ۱۴۷۱، عن زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ]

حدیث میں ایک واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ انصار میں سے ایک (مفلس اور غریب) شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ سے کچھ مانگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تمہارے گھر میں کوئی چیز نہیں ہے؟ انھوں نے عرض کیا: بس ایک کمبل ہے جس کا کچھ حصہ ہم اوڑھ لیتے ہیں اور کچھ بچھا لیتے ہیں اور ایک پیالہ ہے جس سے ہم پانی پیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ دونوں چیزیں میرے پاس لے آؤ۔ انھوں نے وہ دونوں چیزیں آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کردی۔ آپ ﷺ نے وہ کمبل اور پیالہ ہاتھ میں لیا اور (نیلام کے طریقے پر) حاضرین سے فرمایا: کون ان دونوں چیزوں کو خریدنے کے لیے تیار ہے؟ ایک صاحب نے عرض کیا: حضرت! میں ایک درہم میں ان کو لے سکتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کون ایک درہم سے زیادہ دے گا۔ (یہ بات

آپ ﷺ نے دو دفعہ یا تین دفعہ فرمائی) ایک دوسرے صاحب نے عرض کیا کہ حضرت ! میں دو درہم میں لے سکتا ہوں ۔ آپ ﷺ نے دونوں چیزیں اُن کو دے دیں اور اُن سے دو درہم لے لیے اور اس انصاری شخص کے حوالے کیا اور فرمایا: ان میں سے ایک درہم سے تم کھانے کا کچھ سامان لے کر اپنے اہل وعیال کو دے دو اور دوسرے درہم سے ایک کلہاڑی خرید کر میرے پاس لاؤ۔ انھوں نے ایسا ہی کیا اور کلہاڑی لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ۔ آپ ﷺ نے اپنے دستِ مبارک سے اس کلہاڑی میں لکڑی کا ایک مضبوط دستہ لگا دیا اور اُن سے فرمایا: جاؤ اور جنگل کی لکڑیاں لاکر بیچو اور اب میں پندرہ دن تک تم کو نہ دیکھوں ، چنانچہ وہ صاحب چلے گئے اور آپ ﷺ کی ہدایت کے مطابق جنگل کی لکڑیاں لاکر بیچتے رہے ۔ پھر ایک دن آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ، انھوں نے اپنی محنت اور لکڑی کے کاروبار سے دس درہم کما لیے تھے ، جن میں انھوں نے کچھ کا کپڑا خریدا اور کچھ کا غلہ وغیرہ ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنی محنت سے کمانا تمہارے لیے اِس سے بہتر ہے کہ قیامت کے دن تمہارے چہرے پر لوگوں کے مانگنے کا داغ ہو۔ [ابوداوٗد: ۱۶۴۱، عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ]

۹ نویں مہینے میں ۳ دن پڑھائیں

سبق ۲۳ سنت پر عمل کرنا

سنت سے مراد وہ راستہ اور طریقہ ہے ، جس پر ہمارے پیارے نبی ﷺ اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم چلے ہیں یا اس پر چلنے کا حکم دیا ہے۔ آپ ﷺ کی سنتوں پر عمل کرنا اور اپنی زندگی کو آپ ﷺ کی زندگی کے مطابق گزارنے کی پوری کوشش کرنا ہر ایک مسلمان کے لیے ضروری ہے ۔ زندگی کے تمام شعبوں میں آپ ﷺ کی سنتوں کی کامل

پیروی ہی کامیابی کی ضامن ہے۔ اسی لیے آپ ﷺ نے سنتوں کو مضبوطی سے پکڑنے اور ان پر عمل کرنیکی بار بار تاکید فرمائی ہے، چنانچہ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول ﷺ نے نماز پڑھائی، پھر آپ صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف متوجہ ہوئے اور ہماری طرف رخ فرما کر ایسا فصیح و بلیغ وعظ فرمایا کہ اس کے اثر سے آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور لوگوں کے دل دہل گئے۔ تو ہم میں سے ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ تو گویا ایسا وعظ ہے کہ جیسے کسی رخصت کرنے والے کا وعظ ہوتا ہے، تو پھر ہم کو (ضروری باتوں) کی نصیحت فرما دیجیے، آپ ﷺ نے ان کی درخواست کو قبول فرما کر ارشاد فرمایا: میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ہمیشہ ڈرتے رہنا اور اپنے (امیر و خلیفہ) کی اطاعت و فرماں برداری کرتے رہنا، اگرچہ وہ کوئی غلام ہی کیوں نہ ہو۔ اور تم میں سے جو میرے بعد زندہ رہے گا وہ عنقریب بڑے اختلافات دیکھے گا (ان اختلافات سے بچنے کے لیے) میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو مضبوطی سے تھامے رہنا اور دانت سے مضبوط پکڑے رہنا۔ اور (دین میں) نئی باتوں سے بچتے رہنا، کیوں کہ ہر نئی بات گمراہی ہے۔ [ابوداؤد: ۴۶۰۷، عن عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ]

اس حدیث میں اختلاف سے بچنے کے لیے سنتوں پر عمل کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ جو شخص ہر چیز میں اللہ کے رسول ﷺ کی سنتوں پر عمل کرتا ہے اور آپ ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق زندگی گزارتا ہے، ایسے لوگ ہی دنیا اور آخرت میں کامیاب ہوتے ہیں، اور ایسے ہی بندے اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے ہوتے ہیں۔

| ۹ | نویں مہینے میں | ۳ | دن پڑھائیں |

سبق ۲۴ ضرورت مندوں کی مدد کرنا

اسلام میں کمزوروں اور حاجت مندوں کی خدمت واعانت کرنے کی بہت اہمیت ہے اوراس کا بہت ثواب ہے۔ جولوگ کچھ حیثیت رکھتے ہیں ان پرضروری ہے کہ وہ خدمت کیا کریں اوراپنے مال ودولت اوراپنی صلاحیتوں میں ان کا بھی حق سمجھیں۔قرآن کریم میں کئی جگہ اس کی تاکید کی گئی ہے کہ یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور دوسرے ضرورت مندوں کی خدمت اور مدد کی جائے، بھوکوں کے کھانے کا اورننگوں کے کپڑوں کا انتظام کیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی اس کی بڑی تاکید اور ترغیب دی ہے اوراس کی بہت فضیلتیں بیان فرمائی ہیں۔ ایک حدیث میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ بیوہ عورتوں اور مسکین حاجت مندوں (کی خبرگیری اور مدد) کے لیے دوڑ دھوپ کرنے والا آدمی راہ خدا میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے۔اور(ثواب میں)اس شب بیدار بندے کی مانند ہے جو(عبادت اور شب بیداری میں) سستی نہیں کرتا اوراس روزے دار کی طرح ہے جو ہمیشہ روزہ رکھتا ہواور کبھی ناغہ نہ کرتا ہو۔ [مسلم:۷۶۵۹،عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

جوشخص کسی حاجت مند کی خدمت اور بیمار کی عیادت کرتا ہے، تو اس کو اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل ہوتی ہے اوراس سے اللہ بہت خوش ہوتے ہیں۔اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو بہترین بدلہ عطا فرمائیں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جومسلمان کسی مسلمان کو ننگے ہونے کی حالت میں کپڑے پہنائے، اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے سبز جوڑے عطا فرمائے گا۔اور جو مسلمان کسی مسلمان کو بھوک کی حالت میں کھانا کھلائے اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے پھل اور میوے کھلائے گا۔ اور جومسلمان کسی مسلمان کو پیاس کی حالت میں پانی (یا پینے کی کوئی چیز) پلائے، اللہ تعالیٰ

اس کو (جنت کی) شراب طہور پلائے گا جس پر غیبی مہر لگی ہوگی۔ [ابوداؤد: ۱۶۸۲، عن ابی سعید رضی اللہ عنہ]

ہمیں محتاج اور ضرورت مند لوگوں کی خدمت اور مدد کرنی چاہیے تا کہ ہم لوگ بھی اللہ کی نظر میں پسندیدہ اور آخرت میں ثواب کے مستحق بن سکیں اور ہمیں بھی اللہ تعالیٰ اپنی رحمت اور نعمت سے نواز دے۔

۹ نویں مہینے میں ۳ دن پڑھائیں

سبق ۲۵ علم حاصل کرنے کے آداب

علم کی حقیقی دولت جس پر قرآن وحدیث میں بے شمار فضائل بیان ہوئے ہیں، اس کو حاصل کرنے کے لیے ان اوصاف وآداب کا لحاظ ضروری ہے، جن کے ساتھ متصف ہوکر ہمارے اسلاف اپنی طالبِ علمی کا زمانہ گذارتے تھے۔ تحصیلِ علم کے بہت سارے آداب ہیں، جن میں سے چند کا تذکرہ کیا جاتا ہے:

① اخلاصِ نیت: طالبِ علم کو چاہیے کہ علمِ دین کسی فاسد نیت اور دنیوی غرض سے حاصل نہ کرے۔ اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو راضی اور اپنی آخرت سنوارنے کی غرض سے علم حاصل کرے، جو شخص خالص اللہ کے لیے علم حاصل کرتا ہے، تو وہ علم اس کے لیے قربِ خداوندی اور نجات کا ذریعہ ہوتا ہے اور اگر نیت فاسد ہوتی ہے، تو پھر یہی علم اس کے لیے وبال بن جاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اعمال کا دارومدار نیت پر ہے اور بلاشبہ آدمی کو وہی ملتا ہے جس کی وہ نیت کرے۔ [بخاری: ۱، عن عمر رضی اللہ عنہ]

② علم کی سچی طلب اور شوق: علمِ حقیقی کی دولت حاصل کرنے کے لیے ایک اہم شرط ہے اس کے بغیر طالبِ علم ترقی نہیں کرسکتا ہے اور جس کے اندر طلب علم کا شوق اور

آسان دین

جذبہ پیدا ہو جاتا ہے، وہ کبھی بھی تحصیل علم سے نہیں اکتاتا اور نہ ہی اُسے کبھی سیرابی حاصل ہوتی ہے، حضور ﷺ نے فرمایا کہ مومن کا پیٹ خیر کی بات سے جس کو وہ سنتا ہے، کبھی نہیں سیر ہوتا، یہاں تک کہ اس کی انتہا جنت ہوتی ہے۔

[ترمذی:۲٦٨٦،عن ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ]

③ سبق کی پابندی: طالبِ علم کو اپنے اسباق کی پابندی کرنی چاہیے اور خوب اہتمام کے ساتھ سبق میں حاضر رہنا چاہیے، کبھی بھی غیر حاضری نہ کرنی چاہیے، کیوں کہ غیر حاضری سے بے برکتی ہوتی ہے، شوق و جذبے میں کمی آجاتی ہے اور پڑھا ہوا سبق بھی بھول جاتا ہے۔

④ کتابوں کا ادب واحترام: طالبِ علم کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ دینی کتابوں کی عزت واحترام اور عظمت کا لحاظ رکھے، حتی الامکان اس کو بغیر طہارت کے نہ چھوئے، اس کی طرف پیر نہ پھیلائے، تفسیر، حدیث اور فقہ کی کتابوں کو بقیہ فنون کی کتابوں کے اوپر رکھے، کتاب ادب کے ساتھ اٹھائے، کسی کو دے تو پھینک کر نہ دے، اس میں کتاب کی بے ادبی ہے۔

⑤ رفقا کے ساتھ ہمدردی: طالبِ علم کو چاہیے کہ اپنے رفیقوں اور ساتھیوں کا احترام کرے اور ان کے حقوق کا لحاظ رکھے اور ان کو کسی قسم کی تکلیف نہ دے، اگر ساتھی غلط عبارت پڑھ رہا ہو، تو اس پر نہ ہنسے، کیوں کہ اس نے غلط فہمی اور ناواقفیت کی وجہ سے غلط پڑھا ہے، تمہاری ہنسی سے اس کو تکلیف ہوگی اور تمہارے اندر تکبر پیدا ہوگا اور اپنے کو تم اس سے اچھا سمجھو گے اور یہ دونوں چیزیں مہلک ہیں۔

| ۹ | نویں مہینے میں | ۳ | دن پڑھائیں

سبق ۲۶ شرارت سے بچنا

بعض بچے بڑے ہی شرارتی ہوتے ہیں، ہر وقت دوسروں کو پریشان کرنے اور استہزا و مذاق میں لگے رہتے ہیں، کبھی کسی کا سامان چھپالیا، کبھی کسی کو کوئی تکلیف دہ بات کہہ دی، یا کسی اور طرح اسے پریشان کر دیا؛ یہ سب بری خصلتیں ہے۔ کسی کے ساتھ شرارت کرنا یا بدسلوکی کرنا یا کسی اور طرح کی حرکت کرنا جس سے دوسروں کو تکلیف ہو، اسلام ان کو پسند نہیں کرتا ہے اور ایسی بری حرکتوں سے بچنے کی تاکید کرتا ہے۔ اسلام ہمیں تہذیب و شائستگی اور سلیقہ مندی سے زندگی گذارنا سکھاتا ہے۔ اچھے اخلاق اپنانے اور برے اخلاق سے اجتناب کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اسی میں ہماری دنیا وآخرت کی بھلائی کا راز مضمر ہے۔ ہمیں اسلام کے بتائے ہوئے اخلاق حسنہ کو اختیار کرنا چاہیے اور بری باتوں سے بچنے کی پوری کوشش کرنی چاہیے۔ خاص طور پر ایسی حرکت بالکل نہیں کرنی چاہیے جس سے لوگوں کو تکلیف ہو یا کوئی پریشانی لاحق ہو، اس سے حضور ﷺ نے منع فرمایا ہے، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے زمانے کا ایک واقعہ بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ صحابہ حضور ﷺ کے ساتھ سفر کر رہے تھے، ان میں سے ایک صحابی کو نیند آ گئی (اور وہ سو گئے)۔ دوسرے صحابی نے (مذاق میں) ان کی رسی لے لی۔ (جب) سونے والے صحابی کی آنکھ کھلی اور انھیں اپنی رسی نظر نہیں آئی)، تو بہت پریشان ہوئے، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لایحل لمسلم ان یروع مسلمًا“ [ابوداؤد: ۵۰۰۴، عن عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ]

ترجمہ: کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ کسی مسلمان کو ڈرائے۔

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے کسی مسلمان کو ڈرانے اور پریشان کرنے سے بالکل منع کر دیا ہے، اللہ تعالیٰ ہم کو اسلام کی اس پاکیزہ تعلیم اور حضور ﷺ کے ہدایت فرمودہ طریقوں پر عمل کی توفیق دے۔ آمین

۹ نویں مہینے میں	۳ دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط سرپرست

آسان دین

سبق ۲۷ قرآن کریم کی تلاوت کرنا

قرآنِ کریم اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ مبارک کلام ہے، اس میں احکام و معارف اور اخلاق و آداب بیان کیے گئے ہیں، اس میں دنیا و آخرت کی کامیابی کے اعمال بتائے گئے ہیں اور وہ تمام انسانوں کے لیے ہدایت کا ذریعہ ہے۔ یہ بہت ہی بابرکت اور مقدس کلام ہے، اس کی برکتیں بے شمار ہیں، اس کے الفاظ بہت ہی پاکیزہ اور مبارک ہیں۔ جو شخص اس کی تلاوت کرتا ہے، اس کے لیے آخرت میں بے انتہا اجر و ثواب ہے اور اس کی تعلیمات پر عمل کرنا دنیا و آخرت کی سربلندی اور عزت و عظمت کا ذریعہ ہے۔ وہ لوگ بہت ہی خوش نصیب اور سعادت مند ہیں، جو ہمیشہ اس کی تلاوت کرتے اور اس کی تعلیمات پر عمل کرتے ہیں، اس کو سمجھنے اور دوسروں کو سمجھانے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ ایسے شخص کو اللہ کے رسول ﷺ نے قابلِ رشک بتایا ہے، چنانچہ ایک حدیث میں ارشاد فرمایا:

''صرف دو آدمی قابلِ رشک ہیں: ایک وہ جس کو اللہ نے قرآن کی نعمت عطا فرمائی پھر وہ دن رات اس میں لگا رہتا ہے۔ اور دوسرا وہ خوش نصیب آدمی جس کو اللہ نے مال و دولت سے نوازا اور وہ دن رات اس کو راہِ خدا میں خرچ کرتا رہتا ہے'' [بخاری:۷۵۲۹، عن ابن عمر رضی اللہ عنہما]

قرآنِ کریم کی تلاوت سے دل کی صفائی ہوتی ہے اور اللہ کی یاد اور آخرت کے انجام سے بے فکری اور غفلت دور ہوتی ہے۔ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انسانوں کے قلوب پر اسی طرح زنگ لگ جاتا ہے جس طرح پانی لگنے کی وجہ سے لوہے پر زنگ آجاتا ہے۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! دلوں کے زنگ کی صفائی کی کیا صورت ہوسکتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: موت کو کثرت سے یاد کرنا اور قرآن کریم کی تلاوت کرنا۔

[شعب الایمان: ۲۰۱۴، عن ابن عمر رضی اللہ عنہما]

| ۱۰ | دسویں مہینے میں | ۴ | دن پڑھائیں

سبق ۲۸ قرآنِ کریم کے آداب

قرآنِ کریم اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے، جو انسانوں کو سیدھا راستہ بتانے اور انجام سے باخبر کرنے کے لیے نازل کیا گیا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا انتہائی مقدس اور باعزت کلام ہے یہ تمام کلاموں سے افضل ہے، طرزِ بیان میں جو حلاوت اور شیرینی پائی جاتی ہے، اس کا کوئی جواب نہیں ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ کے کلام کی فضیلت باقی تمام کلاموں پر ایسی ہے جیسی خود اللہ تعالیٰ کی اپنی تمام مخلوق پر ہے۔ [ترمذی:۲۶۲۹، عن ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ]

قرآنِ کریم کے کچھ حقوق و آداب ہیں، جن کا لحاظ کرنا ہر مسلمان پر ضروری ہے۔ اس میں سے یہ ہے کہ اس کی طرف پیر اور پیٹھ نہ کریں، اس کو کسی اونچی جگہ پر رکھیں، اس پر کوئی چیز بالکل نہ رکھیں حتیٰ کہ کوئی دوسری کتاب بھی نہ رکھیں، اس کے اوراق پھٹنے نہ دیں، اگر پھٹ جائیں، تو محفوظ جگہوں پر رکھ دیں۔ بغیر طہارت کے قرآنِ کریم کو ہاتھ نہ لگائیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ’’ لَّا یَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ‘‘۔ [سورۂ واقعہ:۷۹]

ترجمہ: اس کو نہ چھوئیں مگر پاک صاف لوگ۔

اور جب تلاوت کرنے کا ارادہ ہو، تو مسواک اور وضو کے بعد یکسوئی کے ساتھ قبلہ کی طرف رخ کر کے بیٹھیں اور وقار و تواضع اور خشوع وخضوع سے تلاوت کریں۔ اور اس طرح پڑھیں کہ گویا خود اللہ تعالیٰ کو سنا رہے ہوں، اگر معنیٰ سمجھتے ہوں، تو آیات میں غور وفکر کرتے ہوئے وعدہ و رحمت کی آیتوں پر مغفرت اور رحمت کی دعا مانگیں، اور عذاب و وعید کی آیتوں پر اللہ کی پناہ مانگیں اگر یاد کرنا مقصود نہ ہو، تو پڑھنے میں جلدی نہ کریں

اور اچھی آواز سے پڑھیں ؛ کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے اچھی آواز میں پڑھنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ تلاوت کے دوران کسی سے بات نہ کریں، اگر کوئی ضرورت پیش آجائے، تو قرآن بند کردیں، پھر ''تعوذ'' پڑھ کر دوبارہ تلاوت شروع کریں۔

جب آداب کا لحاظ کرتے ہوئے قرآن کی تلاوت کی جائے گی، تو پڑھنے میں لطف آئے گا، اسی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بعض مرتبہ پوری رات ایک ہی آیت پڑھتے ہوئے گذار دیتے تھے، کیوں کہ انھیں قرآن کی تلاوت میں بڑا لطف آتا تھا۔

| ۱۰ | دسویں مہینے میں | ۴ | دن پڑھائیں

سبق ۲۹ گالی گلوچ سے بچنا

زبان کی حفاظت کرنا بہت ضروری ہے کوئی بری بات زبان سے نہیں نکالنی چاہیے۔ احادیث میں زبان کی حفاظت کی بڑی تاکید آئی ہے۔ جو شخص اپنی زبان کی حفاظت کرتا ہے اور بری باتیں نکالنے سے پرہیز کرتا ہے، تو ایسے شخص کے لیے رسول اللہ ﷺ نے جنت کی ضمانت لی ہے۔

گالی بکنا اور فحش باتیں کرنا بھی زبان کی برائیوں میں سے ہے۔ مسلمان کو گالی دینا انتہائی سخت گناہ ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ''سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَّقِتَالُهٗ كُفْرٌ''۔ [بخاری: ۶۰۴۴، عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ]

ترجمہ: مسلمان کو گالی دینا بے دینی ہے اور قتل کرنا کفر ہے۔

ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا: مسلمان کو گالی دینے والا اُس شخص کی طرح

آسان دین

ہے، جو ہلاکت و بربادی کی طرف جا رہا ہو۔ [کنز العمال: ۸۰۹۳، عن ابن عمرو رضی اللہ عنہما]

حضرت جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ مجھے کچھ نصیحت فرمایئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہرگز کسی کو گالی مت دینا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کے بعد میں نے کبھی کسی آزاد کو یا غلام کو یا اونٹ کو یا بکری کو گالی نہیں دی۔ (پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند نصیحتوں کے بعد فرمایا کہ) اگر کوئی شخص تم کو گالی دے اور تم پر اس چیز کا عیب لگائے جو تمہارے اندر ہے، تو تم اسے اس چیز کا عیب نہ لگاؤ جو عیب تم اس کے اندر جانتے ہو۔ [۴۰۸۴، جابر بن سلیم رضی اللہ عنہما]

اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سختی کے ساتھ کسی کو گالی دینے سے منع فرمایا ہے۔ اور جن صحابی کو یہ نصیحت فرمائی، انہوں نے اتنی مضبوطی کے ساتھ عمل کیا کہ نہ صرف کسی انسان، بلکہ کسی جانور کو بھی مرتے دم تک کبھی گالی نہیں دی اور نہ کسی کو برا بھلا کہا۔ یقیناً ایک اچھے مسلمان کی یہی صفت ہوتی ہے کہ وہ کبھی کسی کو اپنی زبان سے تکلیف نہیں پہنچاتا اور ہمیشہ اچھی بات ہی زبان سے نکالتا ہے۔ ہمیں بھی اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے گالی دینے اور فحش باتیں زبان سے نکالنے سے اجتناب کرنا چاہیے اور ہر وقت کوشش کرنی چاہیے کہ کبھی بھی کسی کو ہماری باتوں سے کسی طرح کی تکلیف نہ پہنچے۔

۱۰	دسویں مہینے میں	۴	دن پڑھائیں

سبق ۳۰ گفتگو کے آداب

زبان جسم کا بظاہر ایک چھوٹا سا حصہ ہے، مگر اسی پر انسان کے اچھے برے اعمال کا دارو مدار ہوتا ہے۔ انسان کی شیریں کلامی اور سلیقہ مند گفتگو ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑ سکتی ہے،

آسان دین

جبکہ زبان کا غلط استعمال اور غیر ذمے دارانہ گفتگو باہمی تعلقات کو ختم کر کے نفرت و عداوت پیدا کرسکتی ہے۔ اسی اہمیت کے پیشِ نظر قرآن و حدیث میں گفتگو کرنے کے ایسے آداب وطریقے بیان کیے گئے ہیں، جن پر عمل کرنے سے انسانوں کے باہمی تعلقات استوار رہتے ہیں اور زبان کے غلط استعمال سے حفاظت ہوتی ہے۔

انھیں آداب میں سے ایک ادب یہ ہے کہ گفتگو ہمیشہ نرمی سے کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، کیوں کہ نرم مزاجی اکثر اچھائیوں اور بھلائیوں کی جڑ اور بنیاد ہے، اسی وجہ سے حضور ﷺ نے فرمایا: جو آدمی نرمی سے محروم کردیا گیا وہ ساری بھلائیوں سے محروم کردیا گیا۔ [مسلم:۶۷۶۵، عن جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ]

دوسرا ادب یہ ہے کہ جب کوئی بات کسی کو سمجھانی ہو، تو گفتگو ٹھہر ٹھہر کر کرنی چاہیے، تاکہ بات سننے والے کو اچھی طرح سمجھ میں آسکے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کی بات جدا جدا ہوتی تھی، جس کو ہر سننے والا سمجھ لیتا تھا۔ [ابوداؤد:۴۸۳۹، عن عائشہ رضی اللہ عنہا]

تیسرا ادب یہ ہے کہ گفتگو عموماً آہستگی اور مناسب آواز کے ساتھ کرنی چاہیے، بے موقع چیخ چیخ کر باتیں کرنا، حماقت و جہالت کی نشانی ہے، قرآن میں حضرت لقمان علیہ السلام کی زبانی گفتگو اور بول چال کا طریقہ اس طرح سکھایا ہے:

’’اپنی آواز ذرا پست رکھ، سب آواز سے بری آواز گدھوں کی ہوتی ہے‘‘۔ [سورۂ لقمان:۱۹]

چوتھا ادب یہ ہے کہ گفتگو مختصر اور بامقصد ہونی چاہیے، کیوں کہ مخاطب لمبی بات سننے

لسان و دین

سے اُکتا جاتا ہے، ایک دفعہ ایک شخص نے طویل خطبہ دیا، حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے سنا، تو فرمایا: اگر یہ شخص مختصر بات کرتا، تو اس کے لیے بہتر ہوتا، کیوں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں گفتگو میں اختصار اختیار کروں، کیوں کہ اختصار بہتر ہے۔ [ابوداوٗد:۵۰۰۸]

پانچواں ادب یہ ہے کہ گفتگو ہمیشہ دل آزاری، لعن طعن، غیبت و بہتان اور طنز وغیرہ سے پاک ہونی چاہیے، کیوں کہ احادیث میں ان چیزوں سے بچنے کی سخت تاکید آئی ہے اور ایسی باتوں کو اختیار کرنے والوں کے حق میں سخت وعید بیان ہوئی ہے۔

ان کے علاوہ بہت سارے آداب ہیں، جن کو اختیار کرنا اور جن کو اپنی روزمرہ گفتگو میں اختیار کرنا ہر انسان کے لیے ضروری ہے، جو شخص ان چیزوں پر عمل کرتا ہے اس کے تعلقات اچھے رہتے ہیں اور باہمی الفت ومحبت بڑھتی ہے اور آپسی نااتفاقیاں دور ہوتی ہیں۔

۱۰ دسویں مہینے میں ۴ دن پڑھائیں

سبق ۱۳۱ مسنون دعاؤں کا اہتمام کرنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو دعائیں منقول ہیں، وہ انتہائی اہم ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے جن الفاظ میں دعائیں مانگی ہیں، ان سے زیادہ مؤثر اور مناسب الفاظ کوئی دوسرا انسان نہیں لاسکتا، ان دعاؤں میں نبوت کا نور ہے، پیغمبر کا یقین ہے، ان میں حاجت وضرورت کا سوال بھی ہے اور اللہ کی بارگاہ کا ادب واحترام بھی۔ یہ دعائیں بڑی قدر وقیمت کی حامل ہیں۔ انسانی زندگی کا کوئی لمحہ ایسا نہیں، جس کے مناسب

آپ ﷺ نے دعا نہ مانگی ہو، ہر اس خیر و بھلائی کو آپ ﷺ نے طلب کیا، جس سے انسان کو سکون و راحت اور سہولت و عافیت مل سکے اور ہر ان فتنوں اور تکلیف دینے والی چیزوں سے پناہ مانگی، جس سے انسان کو کسی طرح کا نقصان پہنچ سکے۔

الغرض آپ ﷺ نے مختلف مواقع پر مختلف دعائیں سکھائی ہیں، جیسے نماز کی یا نماز کے بعد کی دعائیں، صبح وشام کی دعائیں، سونے اور نیند سے بیدار ہونے کے وقت کی دعا، آندھی یا بارش کے وقت کی دعا، کسی مصیبت اور پریشانی کے وقت کی دعا وغیرہ۔

اگر ہم ساری عمر سوچتے رہیں تب بھی ایسی دعائیں خود سے نہیں مانگ سکیں گے، جو حضور ﷺ نے سکھا دی ہیں، اسی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ سے دعائیں سیکھا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور حضور ﷺ سے درخواست کی کہ یارسول اللہ! مجھے دعا کے چند کلمات سکھا دیجیے، جن کو میں صبح وشام کہہ لیا کروں، آپ ﷺ نے ان کو ایک دعا بتا دیا اور فرمایا کہ صبح وشام اور سونے کے لیے بستر پر لیٹتے وقت یہ دعا کرلیا کرو۔ [ابوداوٗد:۵۰٦۷]

ہم کو بھی رسول اللہ ﷺ کی دعاؤں کو یاد کرلینا چاہیے، ان دعاؤں کے پڑھنے میں نہ کوئی وقت صرف ہوتا ہے، نہ محنت لگتی ہے، نہ ان کے لیے وضو شرط ہے اور نہ ہاتھ اٹھانے کی ضرورت ہے، صرف معمولی سی توجہ کی جائے، تو اس کے نتیجے میں دنیا و آخرت کے بہت سارے فائدے حاصل ہو جاتے ہیں اور کسی خاص محنت کے بغیر نامۂ اعمال میں نیکیوں کا ذخیرہ جمع ہوتا چلا جاتا ہے۔

۱۰ دسویں مہینے میں ۴ دن پڑھائیں	تاریخ		دستخط معلم	دستخط سرپرست

آسان دین

ہدایت برائے استاذ

عربی کے اسباق کو اچھی طرح پڑھانے کے لیے مندرجہ ذیل ہدایات کا خیال رکھنا ضروری ہے؛ اس لیے پہلے ان ہدایات کو اچھی طرح سمجھ لیں پھر سبق کے دوران ان کا لحاظ رکھیں۔

① ہر سبق میں جو نئے الفاظ استعمال ہوئے ہیں، ان کو سبق کے شروع میں ''نئے الفاظ'' کے عنوان کے تحت ڈالا گیا ہے۔ سبق پڑھانے سے پہلے ان الفاظ کو یاد کرا دیں۔

② طلبہ کو مکلّف کریں کہ وہ عربی عبارتوں کو بذاتِ خود پڑھیں اور عبارت خوانی کے دوران صحت تلفظ اور عربی لب و لہجے کا خیال رکھیں۔

③ کہیں کہیں اسباق کے آخر میں (نوٹ) کی شکل میں ان اسباق کو پڑھانے کی ہدایات دی گئی ہیں۔ سبق پڑھانے سے پہلے ان ہدایات کا مطالعہ کر لیں تاکہ طلبہ کو پڑھانے میں آسانی ہو۔

⑤ یہ اسباق نمونے کے طور پر مرتب کیے گئے ہیں، ان کو مکمل نہ سمجھا جائے بلکہ اس طرز پر طلبہ کو جملے بدل بدل کر خوب مشق کرائی جائے، کسی زبان کو سکھانے کا واحد ذریعہ کثرتِ مشق ہے۔

⑥ اردو سے عربی اور عربی سے اردو بنانے کی مشق دی گئی ہیں، ان کی اچھی طرح مشق کرائیں۔

تعریف، ترغیبی بات

عربی عرب کی زبان کو ''عربی'' کہتے ہیں۔

حدیث رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: عرب سے تین باتوں کی وجہ سے محبت کرو میں عربی ہوں۔ قرآن عربی میں ہے اور جنت والوں کی زبان عربی ہے۔ [مستدرک ۶۹۹۹، عن ابن عباس رضی اللہ عنہما]

سب زبانیں اور بولیاں اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی ہیں؛ ان ہی میں ایک زبان ''عربی'' بھی ہے۔ یہ بہت پرانی زبان ہے اس کے باوجود آج تک زندہ اور تروتازہ ہے۔ بہت سی پرانی زبانیں ختم ہوگئیں اب ان کا جاننے والا بھی کوئی نہیں۔ ہاں! مگر عربی زبان ایسی ہے کہ دنیا کے ہر ملک اور ہر خطے میں اس کے جاننے والے ایک دو نہیں کثیر تعداد میں موجود ہیں۔ کیوں نہ ہوں؟ یہ تو ہمارے پیارے رسول ﷺ کی زبان ہے، قرآن کی زبان ہے، دنیا میں بھی محبوب اور آخرت میں بھی پسندیدہ۔ اسی لیے تو جنتی عربی میں بات کریں گے۔

کون سا مسلمان ایسا ہوگا کہ اسے پیارے رسول ﷺ اور مقدس قرآن سے محبت نہ ہو اور جنت میں جانا اس کی خواہش اور تمنا نہ ہو؟ یقیناً ہر مسلمان پیارے نبی ﷺ سے محبت کرتا ہے۔ قرآن کریم سے لگاؤ رکھتا ہے اور جنت میں جانا چاہتا ہے۔ تو پھر اس کے لیے عربی زبان سے نا آشنا ہونا بڑے تعجب کی بات ہے۔ عربی زبان ہماری دینی و مذہبی زبان ہے قرآن و حدیث عربی ہی میں ہے صحابہ بھی عربی بولتے، انھیں عربی سے اتنا لگاؤ تھا کہ جس ملک میں جاتے وہاں کی ملکی زبان ان کے عربی بولنے کی وجہ سے عربی ہوجاتی۔

ہمیں بھی ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے عربی زبان سے دلی لگاؤ ہونا چاہیے۔ اس کو سیکھنا چاہیے اور خوب محنت کرنا چاہیے کیوں کہ عربی زبان دینی اور مذہبی زبان ہونے کے ساتھ ساتھ بین الاقوامی اور تجارتی زبان بھی ہے۔ لہٰذا اس کو حاصل کرکے جہاں قرآن و حدیث ہم سمجھ سکیں گے وہیں دنیوی فوائد و منافع بھی ہمیں حاصل ہوں گے۔ مگر یاد رکھیں کہ دین ہماری بنیادی ضرورت ہے دین محنت سے ملتا ہے اور دنیا مقدر کی ملتی ہے۔

اَلدَّرسُ الأَوَّلُ

نئے الفاظ: نَافِذَةٌ: کھڑکی۔اَلصَّلاۃُ: نماز۔لَوْنٌ: رنگ۔مِیْعَادٌ: وقت۔رَائِحَةٌ: خوشبو۔
دَرَّاجَةٌ: سائیکل۔اَلْفَاکِھَانِيُّ: میوہ بیچنے والا۔

أَدَبُ الأُسْتَاذِ	استاذ کا ادب
دَرْسُ الْکِتَابِ	کتاب کا سبق
وَقْتُ الصَّلَاۃِ	نماز کا وقت
نَافِذَةُ الْفَصْلِ	درس گاہ کی کھڑکی
لَوْنُ الزَّھْرِ	پھول کا رنگ
سَیَّارَةُ الْمُھَنْدِسِ	انجینئر کی گاڑی
مِیْعَادُ الْقِطَارِ	ٹرین کا وقت
رَائِحَةُ الْوَرْدَةِ	گلاب کی خوشبو
دَرَّاجَةُ التِّلْمِیْذِ	طالب علم کی سائیکل
دُکَّانُ الْفَاکِھَانِيِّ	میوہ بیچنے والے کی دکان

نوٹ: طلبہ کو سمجھا دیں کہ اگر آپ کو عربی میں کہنا ہو ''استاذ کا ادب'' تو اس کو یوں کہیں گے ''أَدَبُ الأُسْتَاذِ'' اس میں پہلا لفظ ''ادب'' ہے، اس پر ایک زبر یا ایک زیر یا ایک پیش ہی آئے گا اور دوسرا لفظ ''استاذ'' ہے، اس پر ہمیشہ زیر ہی آئے گا۔ مگر یاد رہے کہ یہ اس وقت ہے جب کہ دوسرے لفظ پر ''ال'' ہو جیسے ''الاستاذ'' اور اگر دوسرے لفظ پر ''ال'' نہ ہو تو اس پر زیر کی تنوین آئے گی، جیسے کِتَابُ سَعِيدٍ، میں دوسرا لفظ سعید ہے، سبق کی دوسری مثالوں کو بھی اسی طرح سمجھا دیا جائے۔

تمرین (۱)

اردو میں ترجمہ کریں۔

أُسْتَاذُ الْمَدْرَسَةِ	
كِتَابُ سَعِيدٍ	
سَائِقُ السَّيَّارَةِ	
يَوْمُ الْجُمُعَةِ	
مَكْتَبَةُ الْجَامِعَةِ	
حَقِيبَةُ مُحَمَّدٍ	
رَسُولُ اللهِ	

لَوْنُ ثَوْبٍ	
رَائِحَةُ الْجَنَّةِ	
حَدِيْقَةُ بَيْتٍ	

تمرین (۲)

عربی میں ترجمہ کریں۔

مدرسے کا مہتمم (پرنسپل)	
چھٹی کا دن	
ڈاکٹر کی گاڑی	
اللہ کا بندہ	
اللہ کی کتاب	
قیامت کا دن	
حوض کی مچھلی	
شہر کی سڑک	

DEENIYAT

قبر کا عذاب	

۱ پہلے مہینے میں ۱۷ دن پڑھائیں

اَلدَّرْسُ الثَّانِيْ

نئے الفاظ: شُرْطِيُّ الْمُرُوْرِ: ٹریفک پولیس۔ مَحْبُوْبٌ: محبوب، پیارا۔

قِرَاءَةٌ: پڑھنا۔ نَافِعَةٌ: نفع بخش۔ خَرِيْطَةٌ: نقشہ۔

شُرْطِيُّ الْمُرُوْرِ نَشِيْطٌ	ٹریفک پولس چُست ہے
رَسُوْلُ اللهِ مَحْبُوْبٌ	اللہ کے رسول محبوب ہیں
شَارِعُ الْمَدِيْنَةِ وَاسِعٌ	شہر کی سڑک کشادہ ہے
قِرَاءَةُ الْحَدِيْثِ نَافِعَةٌ	حدیث کا پڑھنا نفع بخش ہے
حَافِلَةُ الْمَدْرَسَةِ كَبِيْرَةٌ	مدرسے کی بس بڑی ہے
خَرِيْطَةُ الْهِنْدِ عَلَى الْجِدَارِ	ہندوستان کا نقشہ دیوار پر ہے
قَفَصُ الطَّيْرِ ذَهَبِيٌّ	پرندے کا پنجرا سنہرا ہے
مَنَارَةُ الْمَسْجِدِ عَالِيَةٌ	مسجد کا منارہ بلند ہے

تمرین ۱

اردو میں ترجمہ کریں۔

سَائِقُ الْحَافِلَةِ نَشِيْطٌ	
سَاعَةُ التِّلْمِيْذِ ذَهَبِيَّةٌ	
يَوْمُ الْعِيْدِ قَرِيْبٌ	
خَرِيْطَةُ الْعَالَمِ عَلَى الْجِدَارِ	
شَارِعُ الْقَرْيَةِ ضَيِّقٌ	
قِرَاءَةُ الْقُرْاٰنِ نَافِعَةٌ	
دُكَّانُ الْفَاكِهَانِيِّ بَعِيْدٌ	
صَيْدَلِيَّةُ حَامِدٍ عَلَى الشَّارِعِ	

تمرین ۲

عربی میں ترجمہ کریں۔

قیامت کا دن حق ہے	

ٹرین کا ڈرائیور چُست ہے	
گھر کا دروازہ کشادہ ہے	
کتاب کا ورق عمدہ ہے	
اللہ کا گھر بڑا ہے	
مدرسے کے استاذ مہربان ہیں	
کتابوں کا پڑھنا نفع بخش ہے	
خالد کی گاڑی قیمتی ہے	

۱	۲	مہینے میں	۱۷	دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط سرپرست

اَلدَّرْسُ الثَّالِثُ

أَيٌّ   مَتٰى

نئے الفاظ: أَيٌّ: کون سا۔ مَتٰى: کب۔ نَاجِحٌ: کامیاب۔ شَهْرٌ: مہینہ۔ إِجَازَةٌ: رخصت۔

أَيُّ دِيْنٍ حَقٌّ؟	کون سا دین سچا ہے؟
دِيْنُ الْإِسْلَامِ حَقٌّ	اسلام سچا ہے

عربی

أَيُّ تِلْمِيْذٍ نَاجِحٌ؟	کون سا طالب علم کامیاب ہے؟
تِلْمِيْذُ الْمَدْرَسَةِ نَاجِحٌ	مدرسہ کا طالب علم کامیاب ہے
أَيُّ مَدِيْنَةٍ جَمِيْلَةٌ؟	کون سا شہر خوبصورت ہے؟
مَدِيْنَةُ الرَّسُوْلِ جَمِيْلَةٌ	رسول کا شہر خوبصورت ہے
مَتٰى إِمْتِحَانُكَ ؟	تمھارا امتحان کب ہے؟
إِمْتِحَانِيْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ	میرا امتحان جمعہ کے دن ہے
مَتٰى خَالِدٌ قَادِمٌ؟	خالد کب آ رہا ہے؟
خَالِدٌ قَادِمٌ بَعْدَ شَهْرٍ	خالد ایک مہینے کے بعد آ رہا ہے
مَتٰى أَنْتَ ذَاهِبٌ إِلٰى بَيْتِكَ؟	تم اپنے گھر کب جاؤ گے؟
أَنَاذَاهِبٌ إِلٰى بَيْتِيْ يَوْمَ الْأَحَدِ	میں اپنے گھر اتوار کو جانے والا ہوں

تمرین ۱

اردو میں ترجمہ کریں۔

أَيُّ ثَمَرٍ حَامِضٌ؟	

	اَللَّيْمُوْنُ حَامِضٌ
	أَيُّ حَافِلَةٍ سَرِيْعَةٌ؟
	حَافِلَةُ الْمَدْرَسَةِ سَرِيْعَةٌ
	أَيُّ دَرْسٍ سَهْلٌ؟
	دَرْسُ الْحَدِيْثِ سَهْلٌ
	أَيُّ شَيْءٍ رَخِيْصٌ؟
	اَلْمِرْسَامُ رَخِيْصٌ
	مَتٰى سَلْمٰى قَادِمَةٌ؟
	سَلْمٰى قَادِمَةٌ اَلْيَوْمَ
	أَيُّ زَهْرَةٍ جَمِيْلَةٌ؟
	اَلْوَرْدَةُ جَمِيْلَةٌ
	مَتٰى أَنْتَ ذَاهِبٌ إِلَى الْكُلِّيَّةِ؟

DEENIYAT

أَنَاذَاهِبٌ إِلَى الْكُلِّيَّةِ يَوْمَ الْأَحَدِ	
أَيُّ شَيْءٍ عَلَى الطَّاوِلَةِ؟	
اَلْقَلَمُ عَلَى الطَّاوِلَةِ	
مَتٰى أَنْتَ رَاجِعٌ مِنَ الْمَدِيْنَةِ؟	
أَنَارَاجِعٌ مِنَ الْمَدِيْنَةِ بَعْدَ شَهْرٍ	
مَتٰى إِجَازَتُكَ؟	
إِجَازَتِيْ فِيْ شَهْرِ شَعْبَانَ	

تمرین (۲)

درج ذیل سوالات کے جوابات دیں۔

أَيُّ شَيْءٍ حُلْوٌ؟	
أَيُّ دِيْنٍ حَقٌّ؟	
أَيُّ عِلْمٍ نَافِعٌ؟	

مَتٰى أَنْتَ ذَاهِبٌ إِلَى الْمَلْعَبِ؟
مَتٰى صَدِيْقُكَ قَادِمٌ مِنَ الْمُسْتَشْفٰى؟
مَتٰى سُعَادُ مُسَافِرَةٌ إِلَى الْمَدِيْنَةِ؟
مَتٰى مُعَلِّمُكَ رَاجِعٌ؟

DEENIYAT

تمرین (۳)

عربی میں ترجمہ کریں۔

کون سا طالب علم محنتی ہے؟	
کون سا آدمی دُبلا ہے؟	

کون سی بس دہلی جارہی ہے؟	
تم اپنے گھر کب جاؤ گے؟	
وہ اپنی درس گاہ کب جائے گی؟	
تمھاری چھٹی کب ہوگی؟	
وہ عورت گھر کب لوٹے گی؟	

۲ ۳ مہینے میں ۱۹ دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط سرپرست

اَلدَّرْسُ الرَّابِعُ

نئے الفاظ: مَنْ: کون۔ فَوْقَ: اوپر۔ تَحْتَ: نیچے۔ اَلْكُرَّاسَةُ: کاپی۔ مَعَ: ساتھ۔ صَدِيْقٌ: دوست۔ أَمَامَ: سامنے۔ وَرَاءَ: پیچھے۔ اَلْكِتَابَةُ: لکھنا۔

مَنْ عَلٰى هٰذَا الْكُرْسِيِّ؟ عَلَيْهِ وَلَدٌ
أَيُّ شَيْءٍ أَمَامَ الْوَلَدِ؟ أَمَامَهُ طَاوِلَةٌ
أَيُّ شَيْءٍ فَوْقَ الطَّاوِلَةِ؟
فَوْقَ الطَّاوِلَةِ كِتَابٌ وَقَلَمٌ وَمِرْسَامٌ

عربی

أَيْنَ الْقَلَمُ ؟
هُوَ فَوْقَ الْكُرَّاسَةِ، وَالْكُرَّاسَةُ تَحْتَهُ
مَنْ مَعَ ذٰلِكَ الْوَلَدِ؟
مَعَهُ صَدِيْقُهُ وَهُوَ أَمَامَهُ
أَيْنَ بَيْتُهُ؟ بَيْتُهُ وَرَاءَ الْمَدْرَسَةِ
هَلْ إِمْتِحَانُهُ قَبْلَ الْعُطْلَةِ؟
لَا، إِمْتِحَانُهُ بَعْدَ الْعُطْلَةِ
ذٰلِكَ الْوَلَدُ مَشْغُوْلٌ بِالْقِرَاءَةِ
وَصَدِيْقُهُ مَشْغُوْلٌ بِالْكِتَابَةِ

۳	۴	مہینے میں	۱۶	دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط سرپرست

اَلدَّرْسُ الْخَامِسُ

نئے الفاظ: طَالِبٌ: طالب علم۔ بَاسِمٌ: کھلا ہوا۔ خُضْرَةٌ: سبزی، طَازِجَةٌ: تازہ۔ رَدِيٌّ: گھٹیا۔ تُفَّاحٌ: سیب۔ مَجَلَّةٌ: رسالہ۔ شَهْرِيَّةٌ: ماہانہ۔ بُرْتَقَالٌ: سنترہ۔

طَالِبٌ مُجْتَهِدٌ	کوئی محنتی طالب علم
رَجُلٌ مُؤْمِنٌ	ایک مومن مرد
اِمْرَأَةٌ مُسْلِمَةٌ	کوئی مسلمان عورت
زَهْرٌ بَاسِمٌ	ایک کھلا ہوا پھول
مَنَارَةٌ عَالِيَةٌ	ایک بلند منارہ
خُلُقٌ حَسَنٌ	کوئی اچھی عادت
خُضْرَةٌ طَازِجَةٌ	کوئی تازہ سبزی
وَرَقٌ رَدِيٌّ	ایک گھٹیا ورق
كِتَابٌ نَافِعٌ	ایک نفع بخش کتاب
سَاعَةٌ رَخِيصَةٌ	ایک سستی گھڑی
تُفَّاحٌ حُلْوٌ	کوئی میٹھا سیب
مَجَلَّةٌ شَهْرِيَّةٌ	ایک ماہانہ رسالہ

عربی

DEENIYAT

نوٹ: استاذ بچوں کو سمجھائیں کہ کسی چیز کی اچھائی یا برائی بیان کرنے کے لیے جو لفظ لایا جاتا ہے اُس کو ''صفت'' کہتے ہیں اور جس کی اچھائی یا برائی بیان کی جائے اس کو ''موصوف'' کہتے ہیں۔ عربی میں موصوف پہلے اور صفت بعد میں آتی ہے اور موصوف و صفت دونوں زبر، زیر، پیش میں برابر ہوتے ہیں۔ اسی طرح اگر موصوف مذکر ہو تو صفت بھی مذکر ہوتی ہے اور اگر موصوف مؤنث ہو تو صفت بھی مؤنث ہوتی ہے۔

تمرین ①

اردو میں ترجمہ کریں۔

شَجَرٌ طَوِيْلٌ	
مَدْرَسَةٌ قَدِيْمَةٌ	
عَالِمٌ كَبِيْرٌ	
مُعَلِّمٌ عَطُوْفٌ	
بُرْتُقَالٌ حَامِضٌ	
حَدِيْقَةٌ جَمِيْلَةٌ	
مَاءٌ عَذْبٌ	
وَرَقٌ رَخِيْصٌ	

تمرین (۲)

عربی میں ترجمہ کریں۔

ایک نیک لڑکی	
ایک خوبصورت پھول	
ایک قیمتی کتاب	
کوئی تیز رفتار ٹرین	
کوئی نیک امام	
ایک نئی کتاب	

۴ ۵ مہینے میں ۱۷ دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط سرپرست

اَلدَّرْسُ السَّادِسُ

نئے الفاظ: اَلْخَزَّانُ: ٹنکی۔ اَلْمَمْلَكَةُ: حکومت۔ اَلْعَظِيْمَةُ: بڑی۔
اَلصِّرَاطُ: راستہ۔ اَلْمُسْتَقِيْمُ: سیدھا۔ اَلسَّنَوِيَّةُ: سالانہ۔ اَلْجَبَلُ: پہاڑ۔
اَلشَّامِخُ: بلند۔ اَللُّغَةُ: زبان۔ اَلْمَفْتُوْحُ: کھلاہوا۔ اَلْمُغْلَقَةُ: بند۔
اَلْجُنَيْنَةُ: باغیچہ۔ اَللَّيْلَةُ: رات۔ اَلْمُقْمِرَةُ: چاندنی۔

عربی

اَلْخَزَّانُ الْكَبِيْرُ	بڑی ٹانکی
اَلْمَمْلَكَةُ الْعَظِيْمَةُ	بڑی حکومت
اَلصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيْمُ	سیدھا راستہ
اَلْعُطْلَةُ السَّنَوِيَّةُ	سالانہ چھٹی
اَلْجَبَلُ الشَّامِخُ	بلند پہاڑ
اَللُّغَةُ الْعَرَبِيَّةُ	عربی زبان
اَلنَّافِذَةُ الْمُغْلَقَةُ	بند کھڑکی
اَلْبَابُ الْمَفْتُوْحُ	کھلا دروازہ
اَلْمُعَلِّمَةُ الْعَطُوْفَةُ	مہربان استانی
اَلْمَاءُ الصَّافِيْ	صاف پانی
اَلْجُنَيْنَةُ الرَّائِعَةُ	شاندار باغیچہ
اَللَّيْلَةُ الْمُقْمِرَةُ	چاندنی رات

DEENIYAT

نوٹ: بچوں کو سمجھائیں کہ اگر موصوف پر ''ال'' ہو تو صفت پر بھی ''ال'' ہوگا اور اگر موصوف مذکر ہو تو صفت بھی مذکر ہوگی۔ مگر ''کوئی'' یا ''ایک'' سے اس کا ترجمہ نہیں کریں گے۔ جیسے اَلْخَزَّانُ الْکَبِیْرُ: بڑی ٹانکی۔

تمرین ①

اردو میں ترجمہ کریں۔

اَلْبَیْتُ الْجَدِیْدُ	
اَلدَّرَّاجَةُ الثَّمِیْنَةُ	
اَلتَّاجِرُ الصَّادِقُ	
اَلدَّرْسُ السَّهْلُ	
اَلْعَمَلُ الصَّالِحُ	
اَلْمَرْأَةُ الْعَالِمَةُ	
اَلْقَفَصُ الذَّهَبِيُّ	

اَلْوَرْدَةُ الْبَاسِمَةُ	
اَلْمَدِيْنَةُ الْجَمِيْلَةُ	

تمرین (۲)

عربی میں ترجمہ کریں۔

محنتی طالبہ	
میٹھا انجیر	
گرم چائے	
سست طالب علم	

۵	٦	مہینے میں	١٧	دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط سرپرست

اَلدَّرْسُ السَّابِعُ

نئے الفاظ: مِنْهَاجٌ: طریقہ۔ لِسَانٌ: زبان۔ سَابِعٌ: ساتواں۔

هٰذَا رَجُلٌ، هٰذَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ

عربی

لَهٗ خُلُقٌ، لَهٗ خُلُقٌ طَيِّبٌ
فِيْ يَدِهٖ كِتَابٌ، فِيْ يَدِهٖ كِتَابٌ عَرَبِيٌّ
وَفِيْ ذٰلِكَ الْكِتَابِ مِنْهَاجٌ جَدِيْدٌ
ذٰلِكَ الرَّجُلُ مَشْغُوْلٌ بِالْقِرَاءَةِ
هٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ، اَلْعَرَبِيُّ لِسَانٌ قَدِيْمٌ
وَهُوَ لَازِمٌ لِكُلِّ صَغِيْرٍ وَكَبِيْرٍ
هٰذَا جُزْءٌ سَابِعٌ
لِلّٰهِ حَمْدٌ كَثِيْرٌ، وَلَهٗ فَضْلٌ كَبِيْرٌ
هٰذَا دَرْسٌ سَهْلٌ

٦ چھٹے مہینے میں ١٤ دن پڑھائیں

اَلدَّرْسُ الثَّامِنُ

شَهْرٌ	ایک مہینہ	شَهْرَانِ	دو مہینے

عربی

دَرَّاجَةٌ	ایک سائیکل	دَرَّاجَتَانِ	دو سائیکل
نَافِذَةٌ	ایک کھڑکی	نَافِذَتَانِ	دو کھڑکیاں
طَيْرٌ	ایک پرندہ	طَيْرَانِ	دو پرندے
تِلْمِيْذٌ	ایک طالب علم	تِلْمِيْذَانِ	دو طالب علم
حَافِلَةٌ	ایک بس	حَافِلَتَانِ	دو بسیں
خَرِيْطَةٌ	ایک نقشہ	خَرِيْطَتَانِ	دو نقشے
نَجْمٌ	ایک ستارہ	نَجْمَانِ	دو ستارے
وَرْدَةٌ	ایک گلاب	وَرْدَتَانِ	دو گلاب
مُمَرِّضَةٌ	ایک نرس	مُمَرِّضَتَانِ	دو نرس

DEENIYAT

نوٹ: طلبہ کو سمجھا دیں کہ اگر کسی اسم مفرد کو تثنیہ بنانا ہو تو اس کے آخر میں ''الف'' اور ''نون'' بڑھا دیں گے اور نون پر ہمیشہ کسرہ ہی آئے گا۔

تمرین ①

درج ذیل الفاظ کا تثنیہ بنائیں۔

نَاجِحٌ		لُغَةٌ	

زَهْرٌ	
جِدَارٌ	
مَمْلَكَةٌ	
لَيْلَةٌ	

مَحْبُوْبٌ	
شَجَرَةٌ	
جُنَيْنَةٌ	
حَافِلَةٌ	

تمرین ۲

عربی میں ترجمہ کریں۔

دو حوض	
دو کپڑے	
دو منارے	

دو دروازے	
دو نمازیں	
دو پرندے	

٦	٧ مہینے میں	١٧ دن پڑھائیں	تاریخ		دستخط معلم	دستخط سرپرست

اَلدَّرْسُ التَّاسِعُ

هُمَا وہ دونوں   أَنْتُمَا تم دونوں

هُمَا تِلْمِيْذَانِ	وہ دونوں طالب علم ہیں

DEENIYAT

هُمَا مُمَرِّضَتَانِ	وہ دونوں نرس ہیں
أَنْتُمَا ذَاهِبَتَانِ	تم دونوں جانے والی ہو
أَنْتُمَا عَالِمَانِ	تم دونوں عالم ہو
هُمَا صَغِيْرَانِ	وہ دونوں چھوٹے ہیں
أَنْتُمَا مُجْتَهِدَانِ	تم دونوں محنتی ہو
أَنْتُمَا طَبِيْبَتَانِ	تم دونوں ڈاکٹرنی ہو
هُمَا نَجَّارَانِ	وہ دونوں بڑھئی ہیں
هُمَا رَاشِدٌ وَحَامِدٌ	وہ راشد اور حامد ہیں

نوٹ: طلبہ کو اچھی طرح سمجھا دیں کہ هُمَا اور أَنْتُمَا مذکر و مؤنث دونوں کے لیے آتے ہیں۔

تمرین ①

اردو میں ترجمہ کریں۔

هُمَا رَجُلَانِ	
هُمَا نَاجِحَانِ	

	أَنْتُمَا سَائِقَانِ
	هُمَا خَادِمَتَانِ
	أَنْتُمَا صَدِيْقَانِ
	هُمَا هَزِيْلَتَانِ

تمرین (۲)

عربی میں ترجمہ کریں۔

	تم دونوں موٹی ہو
	وہ دونوں سچے ہیں
	تم دونوں بیمار ہو
	وہ دونوں لڑکیاں ہیں
	تم دونوں بہن ہو
	وہ دونوں لمبے ہیں

۷ ۸ مہینے میں ۱۷ دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط سرپرست

عربی

اَلدَّرْسُ الْعَاشِرُ

نئے الفاظ: مُثْمِرَةٌ: پھل دار۔ نَاضِجَةٌ: پکا ہوا۔ جُنْدِيٌّ: سپاہی۔ نَظَّارَةٌ: چشمہ۔

لَامِعٌ: چمک دار۔ بَارِعٌ: ماہر۔ حَاذِقٌ: ماہر۔

اَلشَّجَرَتَانِ مُثْمِرَتَانِ	دو درخت پھل دار ہیں
اَلطَّبِيْبَانِ حَاذِقَانِ	دو ڈاکٹر ماہر ہیں
اَلثَّمَرَتَانِ نَاضِجَتَانِ	دو پھل پکے ہوئے ہیں
اَلْجُنْدِيَّانِ قَوِيَّانِ	دو سپاہی طاقتور ہیں
اَلنَّظَّارَتَانِ جَمِيْلَتَانِ	دو چشمے خوبصورت ہیں
اَلنَّجْمَانِ لَامِعَانِ	دو ستارے چمک دار ہیں
اَلنَّجَّارَانِ بَارِعَانِ	دو بڑھئی ماہر ہیں
اَلْبِنْتَانِ صَغِيْرَتَانِ	دو بچیاں چھوٹی ہیں

تمرین ۱

اردو میں ترجمہ کریں۔

	اَلْحَافِلَتَانِ وَاقِفَتَانِ
	اَلْمَسْجِدَانِ قَرِيْبَانِ
	اَلْمَحَطَّتَانِ قَرِيْبَتَانِ
	اَلسَّيَّارَتَانِ سَرِيْعَتَانِ
	اَلْبِرْكَتَانِ نَظِيْفَتَانِ
	اَلْفَصْلَانِ كَبِيْرَانِ

تمرین ۲

عربی میں ترجمہ کریں۔

	دو لڑکے سچے ہیں
	دو گلاب کھلے ہوئے ہیں
	دو الماریاں بڑی ہیں

دو نقشے پرانے ہیں	
دو طالب علم محنتی ہیں	
دو طالبہ کامیاب ہیں	

۸	۹	مہینے میں	۱۷	دن پڑھائیں	تاریخ		دستخط معلم		دستخط سرپرست	

اَلدَّرْسُ الْحَادِيْ عَشَرَ

دُكَّانُ الْفَاكِهَانِيِّ

نئے الفاظ: قِسْمٌ: قسم، طرح۔ رُمَّانٌ: انار۔ اَلصَّيْفُ: گرمی کا موسم۔ قِنْوٌ: کیلے کا گچھا۔ مُعَلَّقٌ: لٹکا ہوا۔ أَصْفَرُ: پیلا۔ أَحْمَرُ: سرخ۔ اَلْبَلَدُ: شہر۔

هٰذَا دُكَّانُ الْفَاكِهَانِيِّ۔ فِيْهِ كُلُّ قِسْمٍ مِنَ الْفَاكِهَةِ مَوْجُوْدٌ۔ فِيْهِ رُمَّانٌ وَّعِنَبٌ وَّتُفَّاحٌ وَّمَوْزٌ وَّتِيْنٌ وَّ بُرْتُقَالٌ۔ اَلرُّمَّانُ مُفِيْدٌ جِدًّا فِي الصَّيْفِ، وَالْبُرْتُقَالُ أَيْضًا مُفِيْدٌ فِيْهِ۔ قِنْوُ الْمَوْزِ مُعَلَّقٌ، وَفِيْهِ مَوْزٌ أَصْفَرُ، وَفِي الدُّكَّانِ مَوْزٌ أَحْمَرُ أَيْضًا، اَلْمَوْزُ الْأَصْفَرُ رَخِيْصٌ، وَالْمَوْزُ الْأَحْمَرُ ثَمِيْنٌ۔ ذٰلِكَ الدُّكَّانُ

مَشْهُوْرٌ فِي الْبَلَدِ۔ وَهُوَ لِرَجُلٍ، اِسْمُهُ مَجِيْدٌ وَهُوَ جَالِسٌ۔

تمرین ۱

عربی میں جواب دیں۔

هَلْ ذٰلِكَ دُكَّانُ الْفَاكِهَانِيِّ؟	
أَيْنَ هُوَ؟	
هَلْ فِيْهِ بُرْتُقَالٌ وَّتِيْنٌ؟	
هَلِ الرُّمَّانُ مُفِيْدٌ؟	
أَيُّ مَوْزٍ رَخِيْصٌ؟	
أَيُّ مَوْزٍ ثَمِيْنٌ؟	
مَا اسْمُ الْفَاكِهَانِيِّ؟	
هَلْ هُوَ مُسْلِمٌ؟	

۹	۱۰	مہینے میں	۱۶	دن پڑھائیں	تاریخ		دستخط معلم		دستخط سرپرست	

DEENIYAT

اَلدَّرْسُ الثَّانِيْ عَشَرَ

يَا اَللّٰهُ

أَنَا عَبْدُكَ، وَأَنْتَ رَبِّيْ وَرَبُّ كُلِّ شَيْءٍ،

أَنْتَ خَالِقِيْ وَّخَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ۔

أَنَا عَبْدٌ صَغِيْرٌ وَّأَنْتَ رَبٌّ كَبِيْرٌ۔

لِلّٰهِ الْحَمْدُ، وَلَهُ الْمُلْكُ، لَيْسَ لَهُ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ،

وَلَهُ الْقُوَّةُ وَلَهُ الْعِزَّةُ

وَهُوَ اللّٰهُ فِي الْأَرْضِ وَفِي السَّمَاءِ، فَضْلُهُ كَبِيْرٌ،

كُلُّ شَيْءٍ مِنْ عِنْدِهٖ،

فَهُوَ خَالِقٌ وَّرَازِقٌ وَّهُوَ رَحِيْمٌ، لَا ظَالِمٌ۔

عِنْدَهُ خَيْرٌ كَثِيْرٌ وَّثَوَابٌ عَظِيْمٌ۔

فَشُكْرُهُ وَاجِبٌ عَلَى الْإِنْسَانِ۔

عربی

تمرین (۱) عربی میں جواب دیں۔

مَنِ الْخَالِقُ ؟

أَيُّ لِسَانٍ ضَرُوْرِيٌّ لِلْمُسْلِمِ ؟

مَنِ الرَّازِقُ؟

مَنْ رَبُّكَ؟

مَنْ خَالِقُكَ وَ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ؟

هَلْ شُكْرُ اللّٰهِ وَاجِبٌ عَلَى الْإِنْسَانِ؟

۱۰ دسویں مہینے میں ۱۶ دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط سرپرست

DEENIYAT

ہدایت برائے استاذ

اردو زبان کے مضمون کے تحت انبیاء علیہم السلام کی سیرت دینے کا سلسلہ ابتدائی نصاب سے چلا آرہا ہے، چنانچہ گذشتہ سالوں میں انبیاء علیہم السلام میں سے چند برگزیدہ نبیوں کی سیرت دی گئی تھی۔ اسی سلسلہ کو آگے بڑھاتے ہوئے سال ششم میں بھی چند پیغمبروں کی سیرت دی گئی تھی، اس سال حضرت لوط علیہ السلام اور حضرت شعیب علیہ السلام کے واقعات وحالات پیش کیے گئے ہیں جس میں طلبہ کی فہم کا خصوصی لحاظ رکھا گیا ہے۔ کوشش یہ کی گئی ہے کہ اُمم سابقہ کی تباہی کے اسباب اس انداز میں پیش کیے جائیں جس سے بچے خود بخود نتائج اخذ کرسکیں۔ اس کے ساتھ ساتھ لغت وزبان کے پہلو کو بھی مدنظر رکھا گیا ہے، چنانچہ اسباق کے مشکل الفاظ کے معانی بھی ہر سبق کے آخر میں دیے گئے ہیں، دورانِ سبق اچھی طرح سمجھا کر یاد کرادیے جائیں۔

اسباق سے کما حقہ استفادے کے لیے مندرجہ ذیل امور کو ملحوظ رکھا جائے۔

- کل کا خواندہ سبق اور آج جو سبق پڑھانا ہے طلبہ سے مطالعہ کرکے آنے کو کہیں۔
- سبق طلبہ سے خود پڑھوائیں اور اس کی اصلاح کرتے جائیں۔
- حتی المقدور طلبہ سے تین چار بار سبق پڑھوائیں جس سے الفاظ بچوں کی زبان پر جاری ہو جائیں۔
- الفاظ ومعانی اَز بر کرائیں۔

تعریف، ترغیبی بات

اردو ہندوستان میں مسلمانوں کی عام زبان کو اردو کہتے ہیں۔

دنیا کی تمام زبانوں میں سب سے زیادہ ترقی یافتہ، سب سے زیادہ وسیع اور شرف وفضیلت کی حامل زبان عربی ہے، اس کی فضیلت کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ اسی زبان میں اللہ تعالی کا کلام نازل ہوا، ہمارے نبی ﷺ کی ساری حدیثیں اسی زبان میں ہیں اور یہی زبان اہل جنت کی زبان ہوگی۔ لہٰذا قرآن وحدیث کو براہ راست سمجھنے کے لیے ہر مسلمان کو عربی زبان سیکھنا چاہیے۔

اسی کے ساتھ ساتھ دین کے تقاضوں کو خصوصًا دعوت کے فریضے کو پورا کرنے کے لیے موقع و ضرورت کے لحاظ سے دوسری زبانیں بھی سیکھنا چاہیے، چنانچہ ہمارے نبی ﷺ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے فرمایا: بعض لوگوں کو سریانی زبان میں خطوط لکھنے پڑتے ہیں، تم سریانی زبان سیکھ لو۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے سترہ دن میں سریانی زبان سیکھ لی۔ [مستدرک: ۵۷۸۱، عن زید بن ثابت رضی اللہ عنہ]

معلوم ہوا کہ دین کی نشر واشاعت کے لیے دیگر زبانوں کا سیکھنا بھی ضروری ہے اور ہمارے لیے ان زبانوں میں سرفہرست اردو ہے کیوں کہ اردو زبان پر ہمارے بزرگوں نے بڑی محنت کی ہے، اور قرآن وحدیث، تفسیر، فقہ، تاریخ کے خزانوں کو اردو میں منتقل کر دیا ہے۔ اتنا ہی نہیں بلکہ اردو زبان میں اچھی اچھی نعتیں، حمدیں، نظمیں، کہانیاں اور بچوں کے لیے اچھے اچھے قصے لکھے، دنیا میں عربی کے بعد شاید کوئی زبان ایسی نہیں ہے جس میں قرآن وحدیث، سیرت، اور اسلامی علوم کا اتنا بڑا ذخیرہ ہو جتنا اردو میں ہے، لہٰذا ہمیں خوب محنت سے اور جی لگا کر اردو زبان سیکھنا چاہیے تاکہ اپنے بزرگوں کی کتابوں سے خوب خوب فائدہ اٹھائیں اور لوگوں میں اسے خوب پھیلائیں۔

سبق ۱

گذشتہ قصوں پر ایک نظر

گذشتہ قصوں میں آپ نے انبیاء علیہم السلام کے زریں سلسلے کی کئی شخصیتوں کے بارے میں پڑھا؛ جس سے آپ کو عبرت ونصیحت کی بے شمار باتیں معلوم ہوئیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصے سے آپ کو بلند ہمتی اور ثابت قدمی کا حوصلہ ملا ہوگا، حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعے سے صبر واستقامت، احسان شناسی، اور عفو ودرگذر کا سبق ملا ہوگا، اسی طرح حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ہود علیہ السلام، حضرت صالح علیہ السلام، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعات سے آپ کو بخوبی اندازہ ہوا ہوگا کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قوموں کے لیے کس قدر خیر خواہ وغم گسار تھے، انکی ہدایت کے لیے کتنے کوشاں اور فکر مند تھے کہ ان حضرات نے اپنی قوموں کو ہر طرح سے سمجھانے کی کوشش کی، ان کو راہِ راست پر لانے کے لیے آخری درجہ کی جدوجہد کی، لیکن افسوس کہ ان کی قوموں نے ان کی مطلق پرواہ نہ کی اور انجام کار اپنی سرکشی کی پاداش میں صفحۂ ہستی سے مٹادیے گئے۔

یہ سارے قصے آپ نے بڑے شوق ورغبت سے پڑھے اور بڑی عظمت وعقیدت سے یاد کیے۔ یہاں تک کہ یہ سب تمھارے ذہن ودماغ میں پیوست ہوگئے، زبان پر جاری ہوگئے اور امید ہے کہ تم یہ قصے اپنے چھوٹے بڑے بھائی بہنوں اور والدین کو بڑے ذوق وشوق سے سناتے بھی ہوگے۔

اور یہ کوئی حیرت وتعجب کی بات نہیں ہے، کیونکہ یہ قصے ہیں ہی ایسے پُر شوق اور دلچسپ کہ اسے پڑھنے والا اس میں محو ہوجاتا ہے اور دوسروں کو سنانے کا خواہش مند ہوتا ہے۔

خصوصاً جب آپ کو معلوم ہوا ہوگا کہ ان قصوں کا تذکرہ قرآن وحدیث میں آیا ہے تو آپ کا شوق دوچند ہوگیا ہوگا کہ یہ حق وباطل کے درمیان کش مکش کے واقعات ہیں اور ایمان وکفر کے درمیان مقابلے کے قصے ہیں اور ان قصوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ

حق کو باطل پر اور علم کی روشنی کو جہالت کی تاریکی پر ہمیشہ غلبہ حاصل ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ ایمان کی بدولت ضعیفوں کو فتح عطا فرما دیتے ہیں اور کفر کی وجہ سے بڑے بڑے شہ زوروں کو خاک میں ملا دیتے ہیں۔

الفاظ و معانی: زریں: سنہرا۔ ثابت قدمی: مستقل مزاجی، ارادے کی مضبوطی۔ استقامت: مضبوطی۔ احسان شناسی: احسان ماننا۔ عفو: معاف کرنا۔ غم گسار: ہمدرد۔ کوشاں: کوشش کرنے والا۔ راہ راست: سیدھا راستہ۔ پاداش: سزا۔ رغبت: شوق۔ پیوست: جڑنا۔ دماغ میں پیوست ہونا: یعنی دماغ میں بیٹھ جانا۔ محو ہونا: گم ہو جانا، عاشق ہو جانا۔ دوچند: دگنا۔ کش مکش: کھینچا تانی، لڑائی۔ فتح: جیت۔

| ۱ | پہلے مہینے میں | 15 | دن پڑھائیں |

سبق ۲ حضرت لوط علیہ السلام اور ان کی قوم

حضرت لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا گھرانا بت تراشی اور بت فروشی میں مشہور تھا۔ پوری قوم سر تا پا بت پرستی میں غرق تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک اللہ کی دعوت دی اور بت پرستی سے باز رکھنے کی انتھک کوشش کی، جس کے نتیجے میں بادشاہِ وقت اور قوم نے مل کر انھیں پہلے آگ میں ڈالا؛ جس سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو نجات دی، پھر شہر بدر کر دیا تھا۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی حضرت سارہ علیہا السلام اور بھتیجے لوط علیہ السلام کو اپنے ہمراہ لیا اور ملک شام کی طرف ہجرت فرما گئے اور اللہ کے حکم سے کنعان کے علاقے میں جا کر آباد ہو گئے۔ کچھ عرصے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السلام کو اپنا نبی بنایا اور انھیں شہر سدوم اور اردگرد کی بستیوں کی ہدایت و رہنمائی کا حکم دیا۔ سیدنا لوط علیہ السلام شہر سدوم آئے اور یہاں دعوت و تبلیغ کا فریضہ انجام دینے لگے۔

حضرت لوط علیہ السلام جس قوم کی طرف نبی بنا کر بھیجے گئے تھے، وہ بہت ہی گمراہ اور بے دین ہونے کے ساتھ ساتھ بہت بے شرم اور بے حیا واقع ہوئی تھی۔ پوری قوم اخلاقی گراوٹ اور فحش کاری میں ڈوبی ہوئی تھی۔ یہ لوگ ایسے قبیح وسنگین گناہ کے خوگر تھے؛ جسے ان سے پہلے نہ تو کسی انسان نے کیا، نہ جانور نے، بلکہ یہی لوگ اس گناہ کے موجد تھے۔ ان سے پہلے زمین کی پشت پر اس گناہ کا تصور بھی نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو گونا گوں نعمتوں سے نوازا تھا۔ اسباب عیش کی فراوانی تھی، کسی چیز کی کمی نہ تھی۔ انھیں چاہیے تھا کہ اللہ کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوتے اور اس کے حکموں کو پورا کرتے، لیکن ان کی خوش حالی اور تونگری نے ان کو سرکش بنا دیا تھا اور پوری قوم نفسانی خواہشات کی غلام بن گئی تھی، جو ان کا جی کہتا وہ کرتے تھے، کسی کی روک ٹوک کی کوئی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ بالآخر ان کی بے شرمی یہاں تک پہنچ گئی کہ نوعمر لڑکوں سے بدفعلی کرنے لگے، عورتوں سے شادی کرنے کے بجائے نوجوان لڑکوں سے غلط قسم کا میل جول رکھنے لگے۔ یہ بہت ہی ذلیل حرکت ہے، اللہ تعالیٰ کو اتنی زیادہ ناپسند ہے کہ ایسا گناہ کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ دیکھیں گے بھی نہیں۔

الفاظ و معانی: بت تراشی: مورتی بنانا۔ بت فروشی: مورتی بیچنا۔ سرتاپا: سر سے لے کر پیر تک۔ غرق: ڈوبا۔ شہر بدر کرنا: ملک سے نکال دینا۔ ہمراہ: ساتھ۔ اردگرد: آس پاس۔ فحش کاری: بدچلنی، بے حیائی۔ قبیح: برا۔ خوگر: عادی۔ موجد: سب سے پہلے کوئی کام کرنے والا۔ پشت: پیٹھ۔ گونا گوں: قسم قسم کی۔ تونگری: دولت مندی۔ بدفعلی: بدکاری۔

۱	۲	مہینے میں	۱۵	دن پڑھائیں	تاریخ		دستخط معلم		دستخط سرپرست	

اردو

سبق ۳ حضرت لوط علیہ السلام کی نصیحت

حضرت لوط علیہ السلام قوم کے پاس آئے اور کہا: اے قوم! کتنی بری حرکت تم کرتے ہو! یہ ایسا فحش کام ہے جس کو دنیا میں تم سے قبل کسی فردِ بشر نے نہیں کیا، اے قوم! غور تو کرو کہ یہ کتنی رذالت کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیے بیویاں بنائی ہیں۔ تم انھیں چھوڑ کر مردوں سے اپنی شہوت پوری کرتے ہو، یہ کس قدر جسارت کی بات ہے۔ ایسی فحش کاری اور بے حیائی سے چوپائے بھی احتراز کرتے ہیں۔ کیا تم حیوانیت کے زمرے سے بھی نکل گئے ہو؟ تعجب ہے کہ ایسی بدکرداری کا ارتکاب کرتے ہو، اور اسے عیب و گناہ نہیں سمجھتے! نہ اس پر شرمندگی وندامت محسوس کرتے! بلکہ اپنی مجلسوں میں علی الاعلان فخر و مباہات کے طور پر کرتے ہو، کیا تمھارے اندر سے شرافت وطہارت کا مادہ ختم ہوگیا ہے؟ یا تمھارا ضمیر مردہ ہو چکا ہے؟

اے قوم! اللہ سے ڈرو، اس کے غضب کو دعوت نہ دو؛ اللہ کی حفظ وامان میں آجاؤ، اس بڑے دن کے عذاب سے جس کے آنے میں کوئی شک نہیں —— اگر میری اطاعت کروگے، میرا کہا مان لوگے تو تمھارا ہی فائدہ ہے، میری تم سے کوئی غرض وابستہ نہیں ہے۔ میں تو اپنی محنت وجاں فشانی کا صلہ اپنے پروردگار سے لوں گا، میں تم سے کچھ نہیں مانگتا، صرف اتنا سوال ہے کہ اپنی اس نازیبا اور شنیع حرکت سے باز آجاؤ، اور تمام گناہوں سے تائب ہوکر پاکیزہ زندگی اختیار کرلو، تاکہ تم دونوں جہاں میں فلاح و کامیابی سے ہم کنار ہوجاؤ۔

الفاظ و معانی: قبل : پہلے ۔ فردِ بشر : انسان ، آدمی ۔ رذالت : کمینہ پن ۔ جسارت : دلیری ، بے باکی ۔ احتراز : پرہیز ۔ زمرہ : جماعت ، گروہ ۔ بدکرداری : بدچلنی ۔ ارتکاب : جرم کرنا ۔ مباہات : فخر و بڑائی ۔ ضمیر : دل ۔ حفظ و امان : حفاظت ۔ جاں فشانی : محنت و کوشش ۔ صلہ : انعام ، بدلہ ۔ شنیع : بری ۔ تائب : توبہ کرنے والا ۔ فلاح : کامیابی ۔

۲ دوسرے مہینے میں ۱۰ دن پڑھائیں	تاریخ		دستخط معلم		دستخط سرپرست	

سبق ۴

قوم کی تلخ گوئی

قوم کو چاہیے تھا کہ لوط علیہ السلام کی ناصحانہ باتوں کو مانتے، اپنی بد اطواری سے باز آتے، اور نیکی اور پارسائی کی زندگی اختیار کرتے، لیکن کیا کیجیے! ہَوا وہوَس نے ان کی عقلوں کو اندھا کر دیا تھا، شہوت پرستی نے دلوں کو تاریک کر دیا تھا، تو ہدایت کی روشنی ان کے دل ودماغ تک کیسے پہنچتی ؟

آپس میں کہنے لگے! لوط بڑے پاکباز بنتے ہیں، بڑی پارسائی کا دعویٰ کرتے ہیں، ان کو اپنے ملک سے نکال باہر کرو، انھوں نے ہمارا چین وسکون غارت کر دیا ہے۔ زندگی بدمزہ کر دی ہے، بہت پاک وصاف بنتے ہیں تو جائیں کسی پاک صاف بستی میں، ہم ناپاکوں میں ان کا کیا کام؟ یہ ہمارے معاملات میں کیوں دخل دیتے ہیں؟

پھر لوط علیہ السلام کے پاس آئے اور کہنے لگے: اے لوط! اگر تم اپنے وعظ ونصیحت سے باز نہ آؤ گے تو ہم تم کو شہر بدر کر دیں گے۔ قوم کے اس تلخ جواب سے حضرت لوط علیہ السلام بہت رنجیدہ ہوئے اور نرمی سے کہنے لگے: اے لوگو! کیوں تم اپنی جان کے دشمن بن گئے ہو؟ کیوں خدا کی غیرت کو للکار رہے ہو؟ یاد رکھو! یہ ایسا سخت گناہ ہے جس کی وجہ سے تم پر بڑا بھیانک عذاب آسکتا ہے، مجھے اندیشہ ہے کہ گذشتہ قوموں کی طرح تم بھی ہلاکت کے دروازے پر پہونچ چکے ہو، خدارا میری بات مان لو، اور اللہ سے ڈرو۔

اردو

لوگوں نے یہ نصیحت سنی تو غیظ وغضب سے تلملا اٹھے۔ کہنے لگے: لوط! بس یہ نصیحتیں اور عبرتیں ختم کرو، اور اگر ہمارے ان اعمال سے تمہارا خدا ناراض ہے، تو وہ عذاب لاکر دکھاؤ، جس کا ذکر کر کے بار بار ہم کو ڈراتے ہو اور اگر واقعی تم اپنے قول میں سچے ہو تو اس کا فیصلہ ہو جانا ہی ضروری ہے۔

الفاظ و معانی: تلخ گوئی : بدزبانی ۔ ناصحانہ : خیر خواہی چاہتے ہوئے ۔ بداطواری : بد چلنی ۔ ہواوہوس: نفسانی خواہش۔ پاکباز : پاک صاف۔ پارسائی : نیکی۔ غارت کرنا: لوٹنا ، تباہ کرنا۔ تلخ : کڑوا۔ رنجیدہ : غم زدہ ۔ للکارنا: پکارنا۔ خدارا: اللہ کے واسطے۔ غیظ وغضب: غصہ۔

۳ تیسرے مہینے میں ۱۰ دن پڑھائیں

سبق ۵ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

حضرت لوط علیہ السلام نے قوم کو بہر طور سمجھایا، شفقت سے بھی سمجھایا، سختی بھی کی، ڈرایا، دھمکایا؛ مگر ان کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی اور انھوں نے کوئی اثر قبول نہ کیا۔ اثر تو کیا قبول کرتے، الٹا حضرت لوط علیہ السلام اور ایمان والوں کا کھلم کھلا ٹھٹھا اڑانے لگے، ان کو شہر بدر کرنے کی دھمکی دینے لگے اور عذاب لانے پر اصرار کرنے لگے۔

اللہ تعالیٰ بڑا بردبار ہے، اپنی مخلوق کے لیے رحم وکرم والا ہے، اپنے بندوں کی چھوٹی چھوٹی غلطیوں سے درگزر کرتا رہتا ہے، مگر جب انسان انتہائی سرکشی پر اُتر آتا ہے، اس کے حکموں کو پامال کرتا ہے۔ اس کے بھیجے ہوئے نبی کی اطاعت سے روگردانی کرتا ہے، تو پھر اس کا غضب نازل ہوتا ہے، پھر اس کی سخت پکڑ ہوتی ہے جس سے کوئی بچ نہیں سکتا، خواہ کتنا بھی طاقتور اور زور آور ہو۔ اللہ تعالیٰ اپنے غضب اور اپنی پکڑ سے سب کو مامون رکھے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر بھی مہربانی فرمائی، ان کی لغزشوں کو نظر انداز کرتا رہا، ان کو صحیح راستہ دکھانے کے لیے حضرت لوط علیہ السلام کو مبعوث فرمایا، لوط علیہ السلام نے حتی المقدور انھیں سمجھایا، راہ راست پر لانے کی تدبیر کی، مگر قوم پر بالکل اثر نہ ہوا، تو اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو ہلاک و برباد کرنے کا فیصلہ کرلیا۔

الفاظ و معانی: بہرطور: ہر طرح ۔ شفقت: پیار محبت ۔ کانوں پر جوں نہ رینگنا: کسی بات کے سننے کا بالکل اثر نہ ہونا۔ ٹھٹھا اڑانا: ہنسی اڑانا۔ اصرار کرنا: ضد کرنا۔ بردبار: برداشت کرنے والا۔ درگذر کرنا: معاف کرنا۔ پامال کرنا: روندنا۔ روگردانی: منہ پھیرنا۔ مامون: محفوظ ۔ لغزش: غلطی ۔ نظر انداز کرنا: یعنی سب کچھ جان کر بھی کچھ نہ کہنا۔ حتی المقدور: جہاں تک ہوسکے۔ راہِ راست: سیدھا راستہ۔

۳ تیسرے مہینے میں ۱۰ دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط سرپرست

سبق ٦ حضرت لوط علیہ السلام کے مہمان

حضرت لوط علیہ السلام کے چچا حضرت ابراہیم علیہ السلام جو کنعان میں رہتے تھے، ایک دن جنگل میں سیر کررہے تھے، انھوں نے دیکھا کہ تین شخص سامنے کھڑے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بڑے متواضع اور مہمان نواز تھے، انھوں نے سمجھا بیچارے مسافر ہوں گے، کیوں نہ آج میں ان کی خاطر تواضع کروں۔ تینوں کو خوشی خوشی گھر لے آئے، ان کو آرام سے بٹھلایا اور تھوڑی دیر میں ایک جوان بچھڑا بھون کر مہمانوں کے سامنے پیش کردیا اور کہا: کھائیے۔ پر مہمان تو خاموش بیٹھے ہیں، کھانے کی طرف ہاتھ ہی نہیں بڑھا رہے ہیں، جب تھوڑی دیر ہوگئی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام مہمانوں سے کچھ خوف محسوس کرنے لگے کہ خدا جانے یہ کون لوگ ہیں! جو حسب عادت کھانے سے انکار کررہے ہیں، مہمانوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اضطراب و بے چینی دیکھی، تو کہا: آپ ڈریے نہیں، ہم فرشتے ہیں، ہم اللہ کی طرف سے آپ کو ایک ہونہار فرزند کی بشارت دینے

اردو

آئے ہیں؛ جس کا نام اسحاق ہوگا اور دوسری خوشخبری یہ ہے کہ اسحاق کے بھی ایک فرزند ہوگا؛ جس کا نام یعقوب ہوگا اور ہماری آمد کا دوسرا مقصد لوط کی قوم کو عذاب الٰہی کا مزہ چکھانا ہے، کیوں کہ ان کی ہلاکت کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ حضرت سارہ علیہا السلام کہیں پیچھے کھڑی سب سن رہی تھیں، وہ یہ بشارت سن کر ہنس پڑیں، کہنے لگیں: خوب! میں بوڑھی اور میرے خاوند اتنے عمر دراز، اب کیوں کر لڑکا ہوگا؟ بڑے تعجب کی بات ہے، فرشتے بولے: آپ اللہ کی قدرت پر تعجب کرتی ہیں! آپ پر اور آپ کے گھر والوں پر اللہ کی رحمتوں کی بارش ہے، آپ کا تعجب خود قابل تعجب ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام بولے: بے شک اللہ کی رحمت سے مومن مایوس نہیں ہوتے، پھر کہنے لگے: لوط کی قوم پر عذاب آئے گا! ایسا کیسے ممکن ہے کہ اس قوم میں لوط جیسا برگزیدہ نبی موجود ہے اور ان پر عذاب آئے۔

فرشتے بولے: ہم سب جانتے ہیں، آپ آزردہ نہ ہوں، لوط اور ان کے گھر والے عذاب سے بچا لیے جائیں گے۔ البتہ لوط کی بیوی ضرور عذاب میں گرفتار ہوگی، کیوں کہ وہ بھی قوم کی برائی میں شریک ہے ــــ فرشتے یہ باتیں کر کے یہاں سے روانہ ہو گئے۔

الفاظ و معانی: متواضع: عاجزی کرنے والا۔ مہمان نواز: مہمان کی عزت کرنے والا۔ خاطر تواضع کرنا: مہمان کی عزت کرنا، کھلانا پلانا۔ حسب عادت: عادت کے مطابق۔ اضطراب: بے چینی۔ فرزند: بیٹا۔ بشارت: خوشخبری۔ خاوند: شوہر۔ کیوں کر: کیسے۔ برگزیدہ: چنا ہوا، پسندیدہ۔ آزردہ: ناراض، غم زدہ۔

۴ چوتھے مہینے میں ۱۲ دن پڑھائیں

سبق ۷ حضرت لوط علیہ السلام کی بے بسی

فرشتے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے یہاں سے نکلے اور بہت ہی خوبصورت نوعمر لڑکوں کی شکل میں حضرت لوط علیہ السلام کے یہاں پہنچے۔ حضرت لوط علیہ السلام ان کو دیکھ کر بہت

گھبرائے کہ ان نو وارد مہمانوں کے بارے میں اگر قوم کو خبر لگ گئی، تو ابھی دوڑی ہوئی آئے گی اور ان کو مجھ سے طلب کرے گی، پھر کیا ہوگا؟ میرے مہمانوں کی ہتک و رسوائی ہوگی، میں ان کو کیسے بچاؤں گا؟ ابھی حضرت لوط علیہ السلام اسی تذبذب میں تھے کہ ان کی کافرہ بیوی جو بہت بری تھی؛ قوم سے جا کے لگا آئی کہ میرے یہاں بہت خوبصورت لڑکے آئے ہیں، پھر کیا تھا، بد خصلت قسم کے لوگ دیوانہ وار حضرت لوط علیہ السلام کے مکان پر چڑھ آئے اور کہنے لگے: لڑکوں کو ہمارے حوالے کر دو۔

حضرت لوط علیہ السلام نے کہا: اے قوم! اللہ سے ڈرو، میرے مہمانوں کے بارے میں مجھے رسوا نہ کرو، اگر تمھیں ان نو واردوں کا خیال نہیں تو میری تو رعایت کرو۔ یہ میری بیٹیاں موجود ہیں، ان سے نکاح کرلو، یہ تمھارے لیے پاک ہیں، کیا تم میں کوئی بھی سلیم الطبع، نیک خصلت انسان نہیں جو صحیح بات سمجھ سکے؟

قوم نے کہا: اے لوط! ہمیں تمھاری بیٹیوں کی ضرورت نہیں، ہمیں کیا چاہیے تم تو اچھی طرح جانتے ہو، جب حضرت لوط علیہ السلام نے دیکھا کہ یہ کمینے مہمانوں پر دست درازی کے درپے ہیں، تو بے حد مضطرب ہوئے اور دل مسوس کر رہ گئے، کہنے لگے: اے کاش! مجھے تم سے مقابلہ کی طاقت ہوتی، یا کوئی مضبوط پناہ گاہ ہوتی جہاں پناہ لے لیتا۔

فرشتوں نے حضرت لوط علیہ السلام کی بے چینی دیکھی تو کہنے لگے: اے لوط! ہم اللہ کی طرف سے بھیجے گئے فرشتے ہیں، آپ مطلق پریشان نہ ہوں، ان خبیثوں کی کیا مجال ہے کہ ہم تک پہنچ جائیں، یہ آپ کا بھی کچھ بگاڑ نہیں سکتے، ہم تک پہنچنا تو بہت محال ہے، آپ مطمئن رہیں، ہم ان پر عذاب نازل کرنے آئے ہیں۔ البتہ آپ یہ کیجیے کہ رات ہی رات اپنے تمام اہل خانہ کو لے کر نکل جائیے اور اپنے تمام ہمراہیوں کو ہدایت کر دیجیے کہ وہ پیچھے مڑ کر نہ دیکھیں، ہاں آپ کی بیوی ضرور دیکھے گی اور وہ عذاب میں گرفتار

بھی ہوگی۔صبح ہوتے ہوتے ان کا قصہ تمام ہوجائے گا۔

الفاظ و معانی: نووارد: اجنبی، مسافر۔ ہتک: بے عزتی۔ تذبذب: بے چینی، پس و پیش۔ بدخصلت: بری عادت والا۔ دیوانہ وار: پاگل کی طرح۔ سلیم الطبع: عقلمند۔ نیک خصلت: اچھی عادت والا۔ دست درازی: ظلم و ستم۔ مضطرب: بے چین۔ دل مسوس کررہ جانا: دل پکڑ کررہ جانا۔ مطلق: بالکل۔ ہمراہی: ساتھی۔ قصہ تمام ہونا: مرجانا، ختم ہوجانا۔

۴	۵	مہینے میں	۱۲	دن پڑھائیں	تاریخ		دستخط معلم		دستخط سرپرست	

سبق ۸ بدعملی کی بدترین سزا

آفتاب مغرب میں غروب ہوا، رفتہ رفتہ رات کی سیاہی سیاہ تر ہوتی گئی، یہاں تک کہ جب پوری کائنات تاریکی کے دبیز پردوں میں اوجھل ہوگئی، تو حضرت لوط علیہ السلام نے اپنے متعلقین اور اہل خانہ کو اپنے ہمراہ لیا اور دوسری جانب سے نکل کر سدوم سے رخصت ہوگئے اور نافرمانوں کی بستی سے اپنا آشیانہ اٹھالیا، البتہ ان کی بیوی نے ان کی رفاقت سے انکار کردیا اور راستے سے لوٹ کر سدوم واپس آگئی۔

کوئی آخری شب کا وقت تھا، پورا سدوم نیند کے سمندر میں غرق تھا کہ اچانک ایک ہیبت ناک چیخ نے پورے اہل سدوم کا دل ہلا کر رکھ دیا۔ ایسی زوردار چیخ کہ جس سے پورے شہر میں ہل چل مچ گئی، پھر فرشتوں نے اللہ کے حکم سے پورے شہر کو مکانوں سمیت اپنے بازوؤں پر اٹھالیا، آسمان کی بلندی پر لے گئے اور اوپر سے الٹا کر زمین کی طرف پٹخ دیا، پھر آسمان سے زبردست سنگ باری ہوئی، ایسی سنگ باری کہ اللہ کی پناہ! ایک ایک پتھر پر ایک ایک کافر کا نام لکھا ہوا تھا۔ آن کی آن میں ساری قوم ہلاک ہوگئی۔ ان کی ساری شان وشوکت خاک میں مل گئی اور اس دنیا سے ان کی نسلیں ہمیشہ ہمیش کے لیے ناپید ہوگئیں، نہ ان پر کوئی رونے والا تھا، نہ کفِ افسوس ملنے والا، بھلا ان پر کسے

افسوس ہوتا، انھوں نے تو خود ہی اپنی ہلاکت کا گڑھا کھودا تھا۔ ایسی برائی اور فحش کاری کی ابتدا کی کہ رہتی دنیا تک کے لوگ ان پر لعنت بھیجیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی برائی سے ہماری حفاظت فرمائے اور ہمیں اپنی حفاظت ونگہ داشت میں رکھے۔ آمین۔

الفاظ و معانی: مغرب: پچھّم۔ غروب ہونا: ڈوبنا۔ دبیز: موٹا۔ متعلق: تعلق والا، دوست، رشتے دار وغیرہ۔ اہل خانہ: گھر والے۔ آشیانہ: گھونسلا۔ رفاقت: ساتھ۔ سنگ باری: پتھروں کی بارش۔ آن کی آن میں: ایک لمحہ میں، تھوڑی دیر میں۔ ناپید: ختم۔ کفِ افسوس ملنا: افسوس کی وجہ سے ہاتھ ملنا۔ نگہداشت: حفاظت۔

۵ پانچویں مہینے میں ۱۲ دن پڑھائیں

سبق ۹ حضرت شعیب علیہ السلام اور ان کی قوم

اب تک جن انبیاء علیہم السّلام کے قصے آپ پڑھ چکے ہیں، سب کو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں بیان فرمایا ہے۔ آپ یہ نہ سمجھیں کہ قرآن کریم میں صرف اتنے ہی قصے ہیں؛ بلکہ ابھی بہت سے قصے ہیں؛ جو آپ کے سامنے نہیں آئے؛ جنھیں پڑھ کر آپ کو مزید بصیرت وآگاہی حاصل ہوگی۔ تو لیجیے حضرت شعیب علیہ السلام کا قصہ ذکر کیا جا رہا ہے۔

حضرت شعیب علیہ السلام اللہ کے نبی تھے، جن کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے مَدْیَن اور اصحاب اَیْکَہ کی رشد و ہدایت کے لیے مبعوث فرمایا۔ اس قوم کا پسندیدہ پیشہ تجارت و سوداگری تھا۔ یہ لوگ بحر احمر کے ساحل پر عراق ومصر اور یمن و شام کے درمیان ایک بڑی تجارتی شاہراہ پر آباد تھے۔ سارے تجارتی قافلے یہیں سے گذرتے تھے، جس کی وجہ سے ان کی تجارت بڑے عروج پر تھی۔

زمین کا یہ خطہ بڑا ہی سر سبز و شاداب تھا، آب و ہوا کی لطافت، نہروں اور آبشاروں کی کثرت نے اس مقام کو بہت ہی دل کش اور پاکیزہ بنا دیا تھا۔ یہاں میووں، پھولوں

کی کثرت نے اس مقام کو بہت ہی دل کش اور پاکیزہ بنا دیا تھا۔ یہاں میووں، پھولوں اور پھلوں کے باغات اور نخلستانوں کی اس قدر کثرت تھی کہ دور سے دیکھنے والے کو یوں محسوس ہوتا کہ جیسے یہ شہر نہیں، بلکہ نہایت خوش نما اور شاداب درختوں کا ایک جھنڈ ہے، اسی وجہ سے قرآن کریم نے اس قوم کو ''اصحاب الایکۃ''، یعنی ''جنگل کے باشندے'' کے نام سے ذکر کیا ہے۔

سابقہ قوموں کی طرح یہ لوگ بھی، کفر وشرک اور صنم تراشی وصنم پرستی کی مذموم وبا میں ملوث تھے، بلکہ یہ لوگ پہلی قوموں سے بھی دو قدم آگے تھے۔ کفر وشرک کر کے جہاں ایک طرف اللہ تعالیٰ کے حق کو پامال کرتے تھے، وہیں دوسری طرف خرید و فروخت اور لین دین میں کمی کر کے بندوں کے حقوق کو بھی ضائع کرتے تھے۔

بڑے عجیب قسم کے لوگ تھے کہ اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا سب کچھ ان کے پاس تھا، دولت وثروت کی فراوانی تھی، کسی چیز کی کمی نہ تھی، لیکن اس کے باوجود جب کسی کو وزن کر کے کوئی چیز دیتے تو اس میں ڈنڈی مارتے، ناپ کر دیتے تو کم ناپتے، بیچارہ خریدار منھ دیکھتا ہی رہ جاتا، لیکن ان پر کچھ اثر نہ ہوتا۔ اسی پر بس نہیں کرتے تھے، بلکہ ان کی بیباکی اور جرأت یہاں تک بڑھ گئی کہ اپنی تجارتی شاہ راہ پر جا کر بیٹھ جاتے اور وہاں سے گذرنے والے تجارتی قافلوں اور راہ گیروں پر ڈاکے ڈالتے، انھیں ڈرا دھمکا کر ان کا مال لوٹ لیتے، بیچارے سوداگر مال واسباب سے ہاتھ دھو بیٹھتے، اور کفِ افسوس ملتے ہوئے تہی دست اپنے گھروں کو لوٹ جاتے۔

الفاظ و معانی: مزید: اور زیادہ۔ بصیرت: عقلمندی۔ آگاہی : معلومات۔ شاہراہ : بڑا راستہ۔ عروج: بلندی، ترقی۔ خطہ: علاقہ۔ آب و ہوا: پانی اور ہوا، موسم۔ لطافت: صفائی، پاکیزگی۔ آبشار: اونچی جگہ سے

گرنے والا قدرتی پانی۔نخلستان: کھجور کے درختوں کا جھنڈ۔خوش نما: خوبصورت۔سابقہ: پہلا، اگلے زمانے کا۔
صنم: بت۔ مذموم: برا۔ وبا: عام بیماری۔ راہ گیر: مسافر۔ تہی دست: خالی ہاتھ۔

۵	٦	مہینے میں	۱۴	دن پڑھائیں	تاریخ		دستخط معلم		دستخط سرپرست	

سبق ۱۰ حضرت شعیب علیہ السلام کی نبوت

اہل مدین کی سنگ دلی، ان کا ظلم وستم اور مسافروں پر ان کی دست درازی دن بدن بڑھتی رہی، لوگوں کے مال واسباب نت نئے طریقوں سے لوٹتے رہے اور مال و دولت کے انبار جمع کرتے رہے، پھر اس دولت کو اپنی نفسانی خواہشات کے مطابق خرچ کرتے، نہ آخرت کے حساب وکتاب سے ڈرتے، نہ جہنم کے عذاب سے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ بڑا مہربان ہے، اسکی مہربانی کب گوارا کرسکتی ہے کہ اس کے بندے اس کی نافرمانی کریں اور ہمیشہ ہمیش کے لیے جہنم کا ایندھن بنیں۔اسی لیے وہ ہر زمانے میں ہر قوم کی طرف کوئی نہ کوئی پیغمبر بھیجتا رہا؛ جو اس کے بندوں کو ہدایت کی راہ دکھاتے، جہنم کی آگ سے بچاتے اور جنت کی راہ دکھاتے۔

چنانچہ اللہ تبارک تعالیٰ نے اہل مدین کی ہدایت کے لیے حضرت شعیب علیہ السلام کا انتخاب کیا اور انھیں نبی بنا کر اہل مدین میں مبعوث فرمایا۔ حضرت شعیب علیہ السلام بڑے فصیح وبلیغ مقرر تھے، خطابت و بیان میں آپ کو بڑی مہارت حاصل تھی، اسی لیے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ''خطیب الانبیاء'' کا لقب دیا ہے۔

الفاظ ومعانی: سنگ دلی: بے رحمی۔ دست درازی: ظلم وستم۔ نت نئے: نیا نیا۔ انبار: ڈھیر۔ ایندھن: جلانے کی چیز۔ فصیح: صاف صاف بولنے والا۔ بلیغ: موقع وضرورت کے بالکل مناسب بات کرنے والا۔ خطابت: تقریر۔ خطیب الانبیا: نبیوں میں سے بہترین مقرر۔

٦	چھٹے مہینے میں	۱۰	دن پڑھائیں	تاریخ		دستخط معلم		دستخط سرپرست	

سبق ۱۱ حضرت شعیب علیہ السلام کی دعوت

حضرت شعیب علیہ السلام اپنی قوم کے پاس آئے اور انھیں لطف و مہربانی اور محبت و شفقت کے ساتھ اس طرح سمجھانا شروع کیا: اے میری قوم! تم صرف اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمھارا کوئی معبود نہیں اور ناپ تول میں کمی نہ کرو، اللہ کا شکر ادا کرو کہ اس نے تمھیں رزق میں وسعت و کشادگی عطا کی ہے۔ بھلا ایسی خوشحالی اور فراغت کی حالت میں تم کو ناپ تول میں کمی کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ ناپ تول کو بالکل انصاف کے ساتھ پورا کرو، لوگوں کی چیزوں میں نقصان کا باعث نہ بنو۔ ملک میں امن و امان قائم کرو اور فتنہ و فساد پھیلانے سے بچو، ورنہ مجھے اندیشہ ہے کہ تم پر اللہ کا ایسا عذاب آجائے جو سب پر چھا جائے گا۔

شعیب علیہ السلام نے چاہا کہ حلال و حرام کی حقیقت ان کے سامنے بالکل واضح کر دیں۔ چنانچہ انھوں نے فرمایا: عزیز بھائیو! لوگوں کو پورا پورا ناپ تول کر دینے کے بعد جو نفع تمھیں حاصل ہوتا ہے، اس میں بہت زیادہ خیر و برکت ہے اور جو مال ظلم و خیانت سے لیا جاتا ہے اس میں نحوست ہی نحوست ہوتی ہے، اس میں ثبات نہیں ہوتا۔ تم اپنے معاشرے میں غور کرو کہ جن لوگوں نے ضعیفوں کے حق غصب کر کے ناجائز دولت جمع کی تھی، کس طرح سے ان کا مال و زر مصیبت و بلا کی نذر ہو گیا اور انجام کار سب ضائع اور برباد ہو گیا۔ کسی کا مال چور اڑا لے گئے، کسی کے یہاں ڈاکہ پڑا اور جان و مال دونوں سے ہاتھ دھونا پڑا، کسی کے یہاں آگ لگی اور سب جل کر خاکستر ہو گیا۔ لہٰذا حلال مال حاصل کرو بھلے تھوڑا ہو۔ اور حرام سے اجتناب کرو۔

الفاظ و معانی: لطف: نرمی۔ وسعت: گنجائش۔ کشادگی: پھیلاؤ۔ باعث ہونا۔ سبب بننا۔ نحوست: بدنصیبی، بے

برکتی۔ ثبات: ٹھہراؤ۔ غصب کرنا: کسی کا حق چھین لینا۔ مصیبت کی نذر ہونا: یعنی مصیبت کی وجہ سے ختم ہو جانا۔ خاکستر: راکھ۔ اجتناب: بچنا، دور رہنا۔

۷ ساتویں مہینے میں ۱۰ دن پڑھائیں

سبق ۱۲ ایک مہربان باپ اور حکیم معلم

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السلام کو بیان وخطابت کا ملکہ عطا کیا تھا اور ان کے دل میں شفقت ومہربانی کا بے حد جذبہ رکھا تھا۔ اس لیے حضرت شعیب علیہ السلام اپنی قوم کو طرح طرح سے نصیحت کرتے۔ ایک طریقہ کارگر نہ ہوتا تو دوسرے طریقے سے سمجھانے کی کوشش کرتے، جس طرح سے ایک شفیق باپ اپنے بچوں کو گونا گوں طریقوں سے سمجھانے کی کوشش کرتا ہے اور ایک حکیم معلم اپنے شاگردوں کو نوع بہ نوع مثالوں سے سمجھاتا ہے۔

چنانچہ جب حضرت شعیب علیہ السلام نے محسوس کیا کہ ان کی سابقہ پند ونصیحت کا قوم پر کچھ اثر نہ ہوا تو دوبارہ نصیحت کرتے ہوئے فرمانے لگے: اے میری قوم کے لوگو! اللہ کی عبادت و بندگی کرو، صرف اسی کی قدرت وعظمت کے روبرو اپنے سروں کو جھکاؤ، اس کے علاوہ کوئی ذات نہیں جو تمھاری عبادت و بندگی کی مستحق ہو، تمھارے پاس اللہ کے احکامات پختہ دلیلوں کے ساتھ آچکے ہیں، لہٰذا ناپ تول صداقت وامانت کے ساتھ پورا پورا کیا کرو اور جو چیزیں لوگوں کی ملکیت میں ہیں ان میں ان کی حق تلفی نہ کرو، زمین میں اصلاح کے بعد فساد برپا نہ کرو، اور نہ ہی راستوں پر بیٹھ کر لوگوں کو ڈراؤ دھمکاؤ، اور سنو! اہل ایمان کو اللہ کے راستے سے روکنا اور اس میں کجی تلاش کرنا بڑی نازیبا حرکت ہے، تم اس سے باز آجاؤ، اور یہ بھی دیکھو کہ تم سے پہلے فساد مچانے والوں کا انجام کیسا

بھیانک ہوا ہے۔

اے لوگو! اس وقت کو یاد کرو جب تمھاری تعداد بہت قلیل تھی، تم غربت و تنگ دستی کی زندگی بسر کرر ہے تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے تمھاری تعداد میں اضافہ کیا اور مال و دولت دے کر تمھیں خوش حال کر دیا۔ اب اگر تم میری بات سنو اور مانو تو یہی طریقہ تمھارے لیے خیر و سلامتی کا ہے۔

الفاظ و معانی: ملکہ: مہارت۔ کارگر: فائدہ مند۔ شفیق: مہربان۔ گوناگوں: طرح طرح کا۔ حکیم: عقلمند، ہوشیار۔ نوع بہ نوع: قسم قسم کا۔ روبرو: سامنے ۔ پختہ: مضبوط۔ ملکیت: قبضہ۔ حق تلفی: حق مارنا۔ کجی: ٹیڑھا پن۔ نازیبا: نامناسب، غلط۔ قلیل: تھوڑا۔ تنگ دستی: غربت۔ اضافہ: بڑھوتری، زیادتی۔

۷ ساتویں مہینے میں ۱۰ دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط سرپرست

سبق ۱۳ قوم کا اعتراض

قوم کے لوگوں نے حضرت شعیب علیہ السلام کی پر اثر نصیحت کو سنا، لیکن چند فقراء و مساکین کے سوا کسی نے ایمان قبول نہ کیا اور کیسے ایمان قبول کرتے، جب کہ ایمان قبول کرنے کے بعد انھیں آباء و اجداد کی روایات سے دست بردار ہونا پڑتا، ناپ تول میں کمی کرنے سے باز آنا پڑتا اور اپنے مال و دولت میں آزادنہ خرچ کرنے سے رکنا پڑتا اور ان برائیوں کا چھوڑنا ان پر بڑا گراں گذر رہا تھا، کیونکہ وہ اس کے خوگر ہو چکے تھے اور یہ ساری چیزیں ان کے گوشت پوست میں رچ بس گئی تھیں۔

انھیں کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ شعیب علیہ السلام کی دعوت پر کیا جواب دیں اور اپنے ردعمل کا اظہار کیسے کریں، قوم کے ذہین و فطین اور دانشور لوگ سر جوڑ کر بیٹھے اور خوب غور و خوض

کیا۔ بالآخر ایک جواب ان کے ہاتھ لگ گیا اور وہ اس سے بڑے مسرور ہوئے، ایسا لگتا تھا کہ جیسے انھوں نے کسی بڑے پیچیدہ مسئلے کو حل کرلیا ہے۔

شعیب علیہ السلام کے پاس آئے اور بڑے غرور و مذاق کے انداز میں کہنے لگے، اے شعیب! یہ جو تم ہمیں حکم دیتے ہو کہ ہم اپنے آباء و اجداد کے معبودوں کو چھوڑ دیں، یا یہ کہ اپنے مالوں میں اپنی مرضی کے مطابق خرچ کرنا ترک کردیں، تو یہ سارے احکامات تم کہاں سے ہمارے سر تھوپتے ہو؟ کیا یہ سب تمھاری نماز تمھیں سکھاتی ہے؟ واہ بھئی ایک تم ہی بڑے باوقار اور نیک چلن ہو! باقی ہم اور ہمارے بزرگ سب جاہل اور احمق ہی رہے۔ تو دیکھو بس آپ اپنی نماز پڑھیے اور اسی سے مطلب رکھیے، ہمارے مذہبی و دنیاوی معاملات اور ناپ تول کے قصوں میں دخل دینے کی ضرورت نہیں ہے۔

الفاظ و معانی: اعتراض: یعنی عیب نکالنے کے لیے کچھ کہنا۔ پر اثر: اثر دار۔ فقراء: غریب لوگ۔ دست بردار ہونا: چھوڑنا۔ گراں گذرنا: برا لگنا۔ خوگر: عادی۔ پوست: چمڑی۔ گوشت پوست: بدن کے تمام حصے۔ رَدِّ عمل: یعنی وہ کام جو کسی کے جواب میں کیا جائے۔ فطین: چالاک۔ دانشور: عقلمند۔ غور و خوض: غور و فکر۔ مسرور: خوش۔ پیچیدہ: مشکل۔ ترک کرنا: چھوڑنا۔ باوقار: سنجیدہ۔

۸ آٹھویں مہینے میں ۱۲ دن پڑھائیں

سبق ۱۴ حضرت شعیب علیہ السلام کا جواب

حضرت شعیب علیہ السلام بڑے نرم خو تھے، قوم کی اس احمقانہ گفتگو پر نہ تو مشتعل ہوئے اور نہ انھیں ڈانٹا؛ بلکہ شفقت کے ساتھ انھیں سمجھانے کی کوشش کرنے لگے، کہنے لگے: پیارے بھائیو! میں بھی اسی قوم کا ایک فرد ہوں، ایک گوشے میں اپنی خاموشی کی زندگی بسر کررہا تھا، ایک زمانے سے میں قوم کی برائیوں کو دیکھ رہا ہوں، پر میں نے کبھی

کسی کو برے اخلاق پر نہیں ٹوکا اور نہ ہی کسی کو مال ودولت کے بے جا خرچ سے روکا۔

لیکن اب جو میں تمھیں برائیوں سے روک رہا ہوں، اس کا ایک خاص سبب ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے میرے کندھوں پر نبوت کی ذمہ داری ڈالی ہے اور مجھے اپنی وحی سے سرفراز کیا ہے، اب میرا فرض ہے کہ میں تمھارے سامنے صراط مستقیم کو واضح کردوں۔

اور سن لو! تمھارے دل میں یہ بات ہرگز نہ آئے کہ اس پر مجھے حسد یا عداوت نے آمادہ کیا ہے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے جو پاکیزہ رزق دیا ہے، اس پر میں قانع وصابر ہوں، اپنے رب کا دل و جان سے شاکر ہوں اور خود کو خوش حال اور خوش بخت محسوس کرتا ہوں۔

پھر تمھیں اس پر بھی غور کرنا چاہئے کہ میرا معاملہ ایسا نہیں ہے کہ میں تمھیں بھلائی کا حکم دیتا ہوں اور خود برائی کا ارتکاب کرتا ہوں اور نہ میں ان لوگوں جیسا ہوں جو دوسروں کو بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور اپنی ذات کو فراموش کردیتے ہیں؛ بلکہ میری غرض تو بس یہ ہے کہ حتی المقدور اصلاح کی کوشش کروں، تاکہ سب خوش بخت ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ کے اس عذاب سے بچ جائیں جو سروں پر منڈلا رہا ہے اور یہ کام محض اللہ تعالیٰ کی توفیق واعانت سے ہوگا اور اسی پر میرا اعتماد و بھروسہ ہے۔

اے میری قوم کے لوگو! میری ضد و مخالفت کر کے اللہ کے غضب کو دعوت نہ دو، کیوں کہ اگر میری مخالفت کروگے تو مجھے اندیشہ ہے کہ تم پر ویسا ہی عذاب آپڑے؛ جیسا کہ قوم نوح، قوم ہود اور قوم صالح پر آچکا ہے، ان کے حالات تم سے پوشیدہ نہیں ہیں اور قوم لوط کا زمانہ تو تم سے بالکل قریب کا ہے، جو کچھ ان کے ساتھ پیش آیا اس کی یاد تو

ابھی تمھارے ذہنوں میں تازہ ہوگی۔ لہٰذا اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو یہی کامیابی کا راستہ ہے۔

الفاظ و معانی: نرم خو: اچھی عادت والا۔ مشتعل: غصہ۔ بے جا: ناجائز۔ سرفراز کرنا: درجہ بڑھانا۔ آمادہ: تیار۔ قانع: جو مل جائے اس پر راضی رہنے والا۔ خوش بخت: خوش قسمت۔ اعانت: مدد۔ پوشیدہ: چھپا ہوا۔

۸	۹	مہینے میں	۱۰	دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط سرپرست

سبق ۱۵ تمھاری اکثر باتیں ہمارے پلے نہیں پڑتیں

حضرت شعیب علیہ السلام کی بات اتنی صاف، واضح اور روشن تھی کہ قوم کے پاس اسے ماننے اور تسلیم کرنے کے سوا کوئی چارا نہ تھا، لیکن برا ہو تکبر و عِناد کا! کہ جب دل میں یہ پیدا ہو جاتا ہے، تو آدمی عقل و خرد سے کام لینا چھوڑ دیتا ہے، حق بات کا انکار اور اس کی مخالفت کرنے لگتا ہے اور باطل پر کمر بستہ اور اس کا حامی بن جاتا ہے۔

قوم شعیب کا ہو بہو یہی حال تھا کہ اپنے غرور و تکبر کی وجہ سے ایمان نہ لائے اور شعیب علیہ السلام کی نصیحت سے غفلت اور لا پروائی برتنے لگے، اور ایسے نادان بننے لگے کہ جیسے کچھ سمجھے ہی نہیں، یا جیسے حضرت شعیب علیہ السلام کسی دوسری زبان میں بات کر رہے ہوں، جس کو یہ لوگ نہیں سمجھ سکتے، حالانکہ حضرت شعیب علیہ السلام اسی ملک و قوم کے ایک فرزند تھے، انھیں کی زبان میں بات چیت کرتے تھے اور ان میں سب سے زیادہ فصیح و بلیغ تھے۔

کہنے لگے: اے شعیب! تمھاری اکثر باتیں ہمارے پلے نہیں پڑتیں، اور ہم دیکھتے ہیں کہ تم ہمارے بیچ ایک کمزور سے آدمی ہو اور ہماری نگاہ میں تمھاری کوئی عزت و حیثیت نہیں ہے، اگر تمھارا خاندان اور بھائی بند نہ ہوتے، تو تمھاری گستاخی پر ہم تمھیں سنگسار

اردو

کر دیتے۔

قوم کی اس بات سے حضرت شعیب علیہ السلام کو بڑا افسوس و تعجب ہوا۔ کہنے لگے: اے میری قوم کے لوگو! تم میرے خاندان سے ڈرتے ہو جو بہر حال انسان ہیں، مٹی سے ان کا جسم بنا ہے، طرح طرح کی بیماریوں کا شکار ہوتے ہیں اور آئے دن کوئی نہ کوئی موت کا لقمہ بنتا رہتا ہے اور ایک دن سب ختم ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں ان کی حیثیت ایک ذرہ کے برابر بھی نہیں ہے، وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، اس کی قدرت و طاقت ہماری حد و حساب سے باہر ہے۔ تم پر تعجب ہے کہ میرے خاندان سے ڈرتے ہو اور اللہ کے غضب سے نہیں ڈرتے اور اسے تم نے پس پشت ڈال دیا۔ حالانکہ وہ تمھارے ایک ایک عمل سے باخبر ہے۔

الفاظ و معانی: پلے نہ پڑنا: سمجھ میں نہ آنا۔ تسلیم کرنا: ماننا۔ عناد: سرکشی، ضد۔ خرد: سمجھ۔ حامی: مددگار۔ پس پشت: پیٹھ کے پیچھے۔ پس پشت ڈالنا: بے پروائی کرنا۔

| ۹ | نویں مہینے میں | ۱۰ | دن پڑھائیں |

سبق ۱۶ قوم کی دھمکی

حضرت شعیب علیہ السلام اپنی قوم کو برابر سمجھاتے رہے اور انھیں راہ راست پر لانے کے لیے جان توڑ کوشش کرتے رہے۔ ایک دن قوم کے متکبر اور گھمنڈی سرداروں نے کہا: اے شعیب! تم نے ہمارا چین و سکون غارت کر دیا ہے۔ اب تم اپنی پند و نصیحت سے باز آجاؤ، ورنہ ہم تمھیں اور تمھارے ساتھ ایمان لانے والوں کو اپنے ملک سے جلاوطن کر دیں گے اور یا تو تم سب کو اپنے دین میں جبراً واپس لائیں گے۔ سرداروں کی

اس دھمکی سے حضرت شعیب علیہ السلام بالکل ہراساں نہ ہوئے اور نہ گھبرائے ؛ بلکہ ایک باغیرت اور باضمیر انسان کی طرح ان کا جواب دیا۔ انھوں نے فرمایا: ہم تمھارے دین سے نفرت و بے زاری کا اظہار کرتے ہیں ،کیا اس نفرت کے باوجود زبردستی تم اپنے کفریہ مذہب کو ہم پر تھوپ دوگے؟ یہ بالکل ناممکن اورمحال ہے کہ ہم تمھارے دین و دھرم میں آجائیں ، جبکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہمیں کفروشرک سے بچالیا ہے،اور اگر ہم تمھارے دین میں لوٹ آئیں گےتو یقیناً ہم اللہ پرجھوٹا بہتان باندھیں گے۔

شعیب علیہ السلام کے اس جواب سے وہ لاجواب ہوگئے اور بغلیں جھانکنے لگے ،جب کچھ نہ بن پڑا تو مارے غصے کے آپے سے باہر ہوگئے اور شعیب علیہ السلام پر ویسا ہی الزام عائد کرنے لگے جیسا کہ ان سے پہلے لوگوں نے اپنے اپنے نبیوں پر عائد کیا تھا۔ کہنے لگے ایسا لگتا ہے کہ تم سحر زدہ ہواور جادو کے اثر سے بے سروپاباتیں کررہے ہواور آخر تم بھی ہماری ہی طرح ایک بشر ہو، ہم کیوں کر تمھاری اتباع کریں اور تمھارے بارے میں ہمارا گمان یہ ہے کہ تم جھوٹے ہواور تمھاری ساری باتیں جھوٹی ہیں اور اگر سچے ہو تو لے آؤ وہ عذاب جس کی تم ہمیں دھمکی دیتے ہواور گرادو ہم پر آسمان کا ایک ٹکڑا۔

پھر ان سرداروں نے پوری قوم کو حضرت شعیب علیہ السلام کے خلاف ورغلانا شروع کردیا، کہنے لگے: قوم کے لوگو! کان کھول کر سن لو! اگر تم شعیب کی اتباع کروگے تو یقیناً بڑے خسارے سے دوچار ہوگے۔

حضرت شعیب علیہ السلام قوم کی اس گفتگو سے بڑے رنجیدہ ہوئے اور کہنے لگے: اے قوم! تم اپنا کام کرو، میں اپنا کام کروں گا اور ہدایت پر ثابت قدم رہوں گا۔ عنقریب

اردو

تمھیں پتہ چل جائے گا کہ کون سچا ہے اور کون جھوٹا، کون رسوا کن عذاب سے دوچار ہوتا ہے اور کسے نجات ملتی ہے، سب معلوم ہو جائے گا۔ اب میں اللہ کے فیصلے کا منتظر ہوں اور تم بھی اس کے فیصلے کا انتظار کرو۔ اس کے بعد آپ نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور یہ دعا کی: اے ہمارے پروردگار! ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ فرما دے اور تو ہی بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔

الفاظ و معانی: جلا وطن کرنا: شہر سے نکال دینا۔ جبرا: زبردستی۔ ہراساں: خوف زدہ۔ باغیرت: حیا والا۔ باضمیر: دل والا۔ بے زاری: ناراضگی۔ بہتان باندھنا: غلط الزام لگانا۔ بغلیں جھانکنا: شرمندہ ہونا۔ آپے سے باہر ہو جانا: غصے سے ہوش کھو دینا۔ ورغلانا: بہکانا، بھڑکانا۔ خسارہ: نقصان۔ رسوا کن: بے عزت کرنے والا۔ نجات: چھٹکارا۔ منتظر: انتظار کرنے والا۔

۹	۱۰	مہینے میں	۱۴	دن پڑھائیں	تاریخ		دستخط معلم	دستخط سرپرست

سبق ۱۷ سرکش قوم کا انجام

حضرت شعیب علیہ السلام نے قوم تک اللہ کا پیغام پہونچا دیا۔ ان پر اللہ کی حجت قائم کر دی، اور تبلیغ کے فریضے کو پوری طرح ادا کر دیا؛ لیکن چند لوگوں کے سوا باقی سارے لوگ کفر و شرک اور حق کی مخالفت پر جمے رہے؛ بلکہ رفتہ رفتہ اس میں ترقی ہی کرتے رہے اور ان کی جرأت و بیباکی یہاں تک پہونچ گئی کہ حضرت شعیب علیہ السلام پر الزام عائد کرنے لگے، ان کی شان میں علی الاعلان گستاخی کرنے لگے اور حد تو یہ کہ خود اپنی جانوں کے دشمن بن گئے اور عذاب کا مطالبہ کرنے لگے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ حتمی فیصلہ ہے کہ جب اس کے رسول حق بات کو پوری طرح پہونچا دیتے ہیں، پھر بھی اگر باطل پر اصرار کیا جاتا ہے، پیغمبر کی صداقت کا مذاق اڑایا جاتا ہے

اور حق کی اشاعت میں روڑے اٹکائے جاتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کا عذاب ایسی مجرمانہ زندگی کا فیصلہ اور خاتمہ کر دیتا ہے۔

چنانچہ جب اہل مدین کی سرکشی کا پیمانہ لبریز ہوگیا تو حضرت شعیب علیہ السلام اہل ایمان کو لے کر وہاں سے کوچ کر گئے، اللہ کا عذاب ان کے سر پہ آدھمکا، دیکھتے ہی دیکھتے سیاہ اور گھنے بادلوں کے جھنڈ کے جھنڈ چھا گئے، جس میں سے آگ کے شعلے اور چنگاریاں برسنے لگیں، پھر اچانک آسمان سے ہولناک اور جگر پاش آواز آئی اور نیچے سے سخت زلزلہ آیا، جس سے چشم زدن میں سب کچھ ملیا میٹ ہوگیا، آناً فاناً پوری بستی خاک کا ڈھیر ہوگئی، ان کی دولت کے وہ انبار جس کے لیے نہ جانے کتنوں کے حق غصب کیے تھے۔ کتنوں کی زندگی کے چراغ گل کیے تھے، سب کچھ ان کے ساتھ دفن ہوکر رہ گیا اور صبح ہوئی تو بستی کا منظر ہی عجیب تھا، نہ شور، نہ غل، نہ مکیں، نہ مکاں، سب کچھ ختم ہوگیا، ایسا لگتا تھا کہ جیسے یہاں کبھی کوئی آباد ہی نہ تھا۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو حق کی مخالفت، ناپ تول میں کمی اور کسی کا حق مارنے سے محفوظ رکھے (آمین)۔

سبحان ربك رب العزة عما يصفون وسلام على المرسلين والحمد لله رب العالمين۔

الفاظ و معانی: حجت: دلیل۔ گستاخی: بے ادبی۔ حتمی: پکا۔ اصرار: ضد۔ اشاعت کرنا: پھیلانا۔ پیمانہ: ناپنے کا برتن۔ لبریز ہونا: بھر جانا۔ کوچ کرنا: سفر پر روانہ ہونا۔ جگر پاش: دل کو پھاڑ دینے والا۔ چشم زدن: پلک جھپکتے۔ ملیا میٹ ہونا: تباہ و برباد ہونا۔ آناً فاناً: تھوڑی ہی دیر میں۔ زندگی کا چراغ گل کرنا: قتل کر دینا۔ مکین: مکان میں رہنے والا۔

۱۰ دسویں مہینے میں ۲۰ دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط سرپرست	

مال لوٹ لیتے، بیچارے سوداگر مال واسباب سے ہاتھ دھو بیٹھتے، اور کفِ افسوس ملتے ہوئے تہی دست اپنے گھروں کولوٹ جاتے۔

الفاظ و معانی: مزید: اور زیادہ۔ بصیرت: عقلمندی۔ آگاہی: معلومات۔ شاہراہ: بڑا راستہ۔ عروج: بلندی، ترقی۔ خطہ: علاقہ۔ آب و ہوا: پانی اور ہوا، موسم۔ لطافت: صفائی، پاکیزگی۔ آبشار: اونچی جگہ سے گرنے والا قدرتی پانی۔ نخلستان: کھجور کے درختوں کا جھنڈ۔ خوش نما: خوبصورت۔ سابقہ: پہلا، اگلے زمانے کا۔ صنم: بت۔ مذموم: برا۔ وبا: عام بیماری۔ راہ گیر: مسافر۔ تہی دست: خالی ہاتھ۔

۵	۶	مہینے میں	۱۴	دن پڑھائیں	تاریخ		دستخط معلم		دستخط سرپرست

سبق ۱۰ حضرت شعیب علیہ السلام کی نبوت

اہل مدین کی سنگ دلی، ان کا ظلم وستم اور مسافروں پر ان کی دست درازی دن بدن بڑھتی رہی، لوگوں کے مال واسباب نت نئے طریقوں سے لوٹتے رہے اور مال ودولت کے انبار جمع کرتے رہے، پھر اس دولت کو اپنی نفسانی خواہشات کے مطابق خرچ کرتے، نہ آخرت کے حساب وکتاب سے ڈرتے، نہ جہنم کے عذاب سے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ بڑا مہربان ہے، اسکی مہربانی کب گوارا کرسکتی ہے کہ اس کے بندے اس کی نافرمانی کریں اور ہمیشہ ہمیش کے لیے جہنم کا ایندھن بنیں۔ اسی لیے وہ ہر زمانے میں ہر قوم کی طرف کوئی نہ کوئی پیغمبر بھیجتا رہا؛ جو اس کے بندوں کو ہدایت کی راہ دکھاتے، جہنم کی آگ سے بچاتے اور جنت کی راہ دکھاتے۔

چنانچہ اللہ تبارک تعالیٰ نے اہل مدین کی ہدایت کے لیے حضرت شعیب علیہ السلام کا انتخاب کیا اور انھیں نبی بنا کر اہل مدین میں مبعوث فرمایا۔ حضرت شعیب علیہ السلام بڑے فصیح وبلیغ مقرر تھے، خطابت و بیان میں آپ کو بڑی مہارت حاصل تھی، اسی لیے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ''خطیب الانبیاء'' کا لقب دیا ہے۔

اردو

سنگ دلی: بے رحمی۔ دست درازی: ظلم وستم۔ نت نئے: نیا نیا۔ انبار: ڈھیر۔ ایندھن: جلانے کی چیز۔ فصیح: صاف صاف بولنے والا۔ بلیغ: موقع وضرورت کے بالکل مناسب بات کرنے والا۔ خطابت: تقریر۔ خطیب الانبیا: نبیوں میں سے بہترین مقرر۔

۶ چھٹے مہینے میں	۱۰ دن پڑھائیں	تاریخ		دستخط معلم		دستخط سرپرست	

سبق ۱۱ حضرت شعیب علیہ السلام کی دعوت

حضرت شعیب علیہ السلام اپنی قوم کے پاس آئے اور انھیں لطف ومہربانی اور محبت و شفقت کے ساتھ اس طرح سمجھانا شروع کیا: اے میری قوم! تم صرف اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمھارا کوئی معبود نہیں اور ناپ تول میں کمی نہ کرو، اللہ کا شکر ادا کرو کہ اس نے تمھیں رزق میں وسعت و کشادگی عطا کی ہے۔ بھلا ایسی خوشحالی اور فراغت کی حالت میں تم کو ناپ تول میں کمی کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ ناپ تول کو بالکل انصاف کے ساتھ پورا کرو، لوگوں کی چیزوں میں نقصان کا باعث نہ بنو۔ ملک میں امن وامان قائم کرو اور فتنہ وفساد پھیلانے سے بچو، ورنہ مجھے اندیشہ ہے کہ تم پر اللہ کا ایسا عذاب آجائے جو سب پر چھا جائے گا۔

شعیب علیہ السلام نے چاہا کہ حلال وحرام کی حقیقت ان کے سامنے بالکل واضح کردیں۔ چنانچہ انھوں نے فرمایا: عزیز بھائیو! لوگوں کو پورا پورا ناپ تول کر دینے کے بعد جو نفع تمھیں حاصل ہوتا ہے، اس میں بہت زیادہ خیر و برکت ہے اور جو مال ظلم و خیانت سے لیا جاتا ہے اس میں نحوست ہی نحوست ہوتی ہے، اس میں ثبات نہیں ہوتا۔ تم اپنے معاشرے میں غور کرو کہ جن لوگوں نے ضعیفوں کے حق غصب کرکے ناجائز دولت جمع کی تھی، کس طرح سے ان کا مال و زر مصیبت و بلا کی نذر ہوگیا اور انجام کار سب ضائع اور برباد ہوگیا۔ کسی کا مال چور اڑا لے گئے، کسی کے یہاں ڈاکا پڑا اور جان و مال

دونوں سے ہاتھ دھونا پڑا، کسی کے یہاں آگ لگی اور سب جل کر خاکستر ہوگیا۔ لہٰذا حلال مال حاصل کرو بھلے تھوڑا ہو۔ اور حرام سے اجتناب کرو۔

الفاظ و معانی: لطف: نرمی۔ وسعت: گنجائش۔ کشادگی: پھیلاؤ۔ باعث ہونا۔ سبب بننا۔ نحوست: بدنصیبی، بے برکتی۔ ثبات: ٹھہراؤ۔ غصب کرنا: کسی کا حق چھین لینا۔ مصیبت کی نذر ہونا: یعنی مصیبت کی وجہ سے ختم ہوجانا۔ خاکستر: راکھ۔ اجتناب: بچنا، دور رہنا۔

۷ ساتویں مہینے میں ۱۰ دن پڑھائیں

سبق ۱۲ ایک مہربان باپ اور حکیم معلم

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السلام کو بیان وخطابت کا ملکہ عطا کیا تھا اور ان کے دل میں شفقت ومہربانی کا بے حد جذبہ رکھا تھا۔ اس لیے حضرت شعیب علیہ السلام اپنی قوم کو طرح طرح سے نصیحت کرتے۔ ایک طریقہ کارگر نہ ہوتا تو دوسرے طریقے سے سمجھانے کی کوشش کرتے، جس طرح سے ایک شفیق باپ اپنے بچوں کو گونا گوں طریقوں سے سمجھانے کی کوشش کرتا ہے اور ایک حکیم معلم اپنے شاگردوں کو نوع بہ نوع مثالوں سے سمجھاتا ہے۔

چنانچہ جب حضرت شعیب علیہ السلام نے محسوس کیا کہ ان کی سابقہ پند ونصیحت کا قوم پر کچھ اثر نہ ہوا تو دوبارہ نصیحت کرتے ہوئے فرمانے لگے: اے میری قوم کے لوگو! اللہ کی عبادت و بندگی کرو، صرف اسی کی قدرت وعظمت کے روبرو اپنے سروں کو جھکاؤ، اس کے علاوہ کوئی ذات نہیں جو تمھاری عبادت و بندگی کی مستحق ہو، تمھارے پاس اللہ کے احکامات پختہ دلیلوں کے ساتھ آچکے ہیں، لہٰذا ناپ تول صداقت وامانت کے ساتھ پورا پورا کیا کرو اور جو چیزیں لوگوں کی ملکیت میں ہیں ان میں ان کی حق تلفی نہ کرو، زمین میں اصلاح کے بعد فساد برپا نہ کرو، اور نہ ہی راستوں پر بیٹھ کر لوگوں کو ڈراؤ دھمکاؤ، اور

اردو

سنو! اہل ایمان کو اللہ کے راستے سے روکنا اور اس میں کجی تلاش کرنا بڑی نازیبا حرکت ہے، تم اس سے باز آجاؤ، اور یہ بھی دیکھو کہ تم سے پہلے فساد مچانے والوں کا انجام کیسا بھیانک ہوا ہے۔

اے لوگو! اس وقت کو یاد کرو جب تمھاری تعداد بہت قلیل تھی، تم غربت و تنگ دستی کی زندگی بسر کر رہے تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے تمھاری تعداد میں اضافہ کیا اور مال و دولت دے کر تمھیں خوش حال کر دیا۔ اب اگر تم میری بات سنو اور مانو تو یہی طریقہ تمھارے لیے خیر و سلامتی کا ہے۔

الفاظ و معانی: ملکہ: مہارت۔ کارگر: فائدہ مند۔ شفیق: مہربان۔ گوناگوں: طرح طرح کا۔ حکیم: عقلمند، ہوشیار۔ نوع بہ نوع: قسم قسم کا۔ روبرو: سامنے۔ پختہ: مضبوط۔ ملکیت: قبضہ۔ حق تلفی: حق مارنا۔ کجی: ٹیڑھا پن۔ نازیبا: نامناسب، غلط۔ قلیل: تھوڑا۔ تنگ دستی: غربت۔ اضافہ: بڑھوتری، زیادتی۔

۷ ساتویں مہینے میں ۲۰ دن پڑھائیں	تاریخ	دستخط معلم	دستخط سرپرست

سبق ۱۳ قوم کا اعتراض

قوم کے لوگوں نے حضرت شعیب علیہ السلام کی پر اثر نصیحت کو سنا، لیکن چند فقراء و مساکین کے سوا کسی نے ایمان قبول نہ کیا اور کیسے ایمان قبول کرتے، جب کہ ایمان قبول کرنے کے بعد انھیں آباء و اجداد کی روایات سے دست بردار ہونا پڑتا، ناپ تول میں کمی کرنے سے باز آنا پڑتا اور اپنے مال و دولت میں آزادنہ خرچ کرنے سے رکنا پڑتا اور ان برائیوں کا چھوڑنا ان پر بڑا گراں گذر رہا تھا، کیونکہ وہ اس کے خوگر ہو چکے تھے اور یہ ساری چیزیں ان کے گوشت پوست میں رچ بس گئی تھیں۔

انھیں کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ شعیب علیہ السلام کی دعوت پر کیا جواب دیں اور اپنے ردعمل کا اظہار کیسے کریں، قوم کے ذہین و فطین اور دانشور لوگ سر جوڑ کر بیٹھے اور خوب غور و خوض

اردو

کیا۔ بالآخر ایک جواب ان کے ہاتھ لگ گیا اور وہ اس سے بڑے مسرور ہوئے، ایسا لگتا تھا کہ جیسے انھوں نے کسی بڑے پیچیدہ مسئلے کو حل کرلیا ہے۔

شعیب علیہ السلام کے پاس آئے اور بڑے غرور و مذاق کے انداز میں کہنے لگے، اے شعیب! یہ جو تم ہمیں حکم دیتے ہو کہ ہم اپنے آباء واجداد کے معبودوں کو چھوڑ دیں، یا یہ کہ اپنے مالوں میں اپنی مرضی کے مطابق خرچ کرنا ترک کر دیں، تو یہ سارے احکامات تم کہاں سے ہمارے سر تھوپتے ہو؟ کیا یہ سب تمھاری نماز تمھیں سکھاتی ہے؟ واہ بھئی ایک تم ہی بڑے باوقار اور نیک چلن ہو! باقی ہم اور ہمارے بزرگ سب جاہل اور احمق ہی رہے۔ تو دیکھو بس آپ اپنی نماز پڑھیے اور اسی سے مطلب رکھیے، ہمارے مذہبی و دنیاوی معاملات اور ناپ تول کے قصوں میں دخل دینے کی ضرورت نہیں ہے۔

الفاظ و معانی: اعتراض: یعنی عیب نکالنے کے لیے کچھ کہنا۔ پر اثر: اثر دار۔ فقراء: غریب لوگ۔ دست بردار ہونا: چھوڑنا۔ گراں گذرنا: برا لگنا۔ خوگر: عادی۔ پوست: چمڑی۔ گوشت پوست: بدن کے تمام حصے۔ رَدِّ عمل: یعنی وہ کام جو کسی کے جواب میں کیا جائے۔ فطین: چالاک۔ دانش ور: عقلمند۔ غور و خوض: غور وفکر۔ مسرور: خوش۔ پیچیدہ: مشکل۔ ترک کرنا: چھوڑنا۔ باوقار: سنجیدہ۔

۸ آٹھویں مہینے میں ۱۲ دن پڑھائیں

سبق ۱۴ حضرت شعیب علیہ السلام کا جواب

حضرت شعیب علیہ السلام بڑے نرم خو تھے، قوم کی اس احمقانہ گفتگو پر نہ تو مشتعل ہوئے اور نہ انھیں ڈانٹا؛ بلکہ شفقت کے ساتھ انھیں سمجھانے کی کوشش کرنے لگے، کہنے لگے: پیارے بھائیو! میں بھی اسی قوم کا ایک فرد ہوں، ایک گوشے میں اپنی خاموشی کی زندگی بسر کر رہا تھا، ایک زمانے سے میں قوم کی برائیوں کو دیکھ رہا ہوں، پر میں نے کبھی کسی کو برے اخلاق پر نہیں ٹوکا اور نہ ہی کسی کو مال و دولت کے بے جا خرچ سے روکا۔

اردو

لیکن اب جو میں تمھیں برائیوں سے روک رہا ہوں، اس کا ایک خاص سبب ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے میرے کندھوں پر نبوت کی ذمہ داری ڈالی ہے اور مجھے اپنی وحی سے سرفراز کیا ہے، اب میرا فرض ہے کہ میں تمھارے سامنے صراط مستقیم کو واضح کر دوں۔

اور سن لو! تمھارے دل میں یہ بات ہرگز نہ آئے کہ اس پر مجھے حسد یا عداوت نے آمادہ کیا ہے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے جو پاکیزہ رزق دیا ہے، اس پر میں قانع و صابر ہوں، اپنے رب کا دل و جان سے شاکر ہوں اور خود کو خوش حال اور خوش بخت محسوس کرتا ہوں۔ پھر تمھیں اس پر بھی غور کرنا چاہیے کہ میرا معاملہ ایسا نہیں ہے کہ میں تمھیں بھلائی کا حکم دیتا ہوں اور خود برائی کا ارتکاب کرتا ہوں اور نہ میں ان لوگوں جیسا ہوں جو دوسروں کو بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور اپنی ذات کو فراموش کر دیتے ہیں؛ بلکہ میری غرض تو بس یہ ہے کہ حتی المقدور اصلاح کی کوشش کروں، تاکہ سب خوش بخت ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ کے اس عذاب سے بچ جائیں جو سروں پر منڈلا رہا ہے اور یہ کام محض اللہ تعالیٰ کی توفیق و اعانت سے ہوگا اور اسی پر میرا اعتماد و بھروسہ ہے۔

اے میری قوم کے لوگو! میری ضد و مخالفت کر کے اللہ کے غضب کو دعوت نہ دو، کیوں کہ اگر میری مخالفت کرو گے تو مجھے اندیشہ ہے کہ تم پر ویسا ہی عذاب آپڑے؛ جیسا کہ قوم نوح، قوم ہود اور قوم صالح پر آچکا ہے، ان کے حالات تم سے پوشیدہ نہیں ہیں اور قوم لوط کا زمانہ تو تم سے بالکل قریب کا ہے، جو کچھ ان کے ساتھ پیش آیا اس کی یاد تو ابھی تمھارے ذہنوں میں تازہ ہوگی۔ لہٰذا اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو یہی کامیابی کا راستہ ہے۔

الفاظ و معانی: نرم خو: اچھی عادت والا۔ مشتعل: غصہ۔ بے جا: ناجائز۔ سرفراز کرنا: درجہ بڑھانا۔ آمادہ: تیار۔ قانع: جو مل جائے اس پر راضی رہنے والا۔ خوش بخت: خوش قسمت۔ اعانت: مدد۔ پوشیدہ: چھپا ہوا۔

۸	۹	مہینے میں	۱۰	دن پڑھائیں	تاریخ		دستخط معلم		دستخط سرپرست	

سبق ۱۵ تمھاری اکثر باتیں ہمارے پلے نہیں پڑتیں

حضرت شعیب علیہ السلام کی بات اتنی صاف، واضح اور روشن تھی کہ قوم کے پاس اسے ماننے اور تسلیم کرنے کے سوا کوئی چارا نہ تھا، لیکن برا ہو تکبر و عِناد کا! کہ جب دل میں یہ پیدا ہو جاتا ہے، تو آدمی عقل و خرد سے کام لینا چھوڑ دیتا ہے، حق بات کا انکار اور اس کی مخالفت کرنے لگتا ہے اور باطل پر کمر بستہ اور اس کا حامی بن جاتا ہے۔

قوم شعیب کا ہو بہو یہی حال تھا کہ اپنے غرور و تکبر کی وجہ سے ایمان نہ لائے اور شعیب علیہ السلام کی نصیحت سے غفلت اور لاپروائی برتنے لگے، اور ایسے نادان بننے لگے کہ جیسے کچھ سمجھے ہی نہیں، یا جیسے حضرت شعیب علیہ السلام کسی دوسری زبان میں بات کر رہے ہوں، جس کو یہ لوگ نہیں سمجھ سکتے، حالانکہ حضرت شعیب علیہ السلام اسی ملک و قوم کے ایک فرزند تھے، انھیں کی زبان میں بات چیت کرتے تھے اور ان میں سب سے زیادہ فصیح و بلیغ تھے۔

کہنے لگے: اے شعیب! تمھاری اکثر باتیں ہمارے پلے نہیں پڑتیں، اور ہم دیکھتے ہیں کہ تم ہمارے بیچ ایک کمزور سے آدمی ہو اور ہماری نگاہ میں تمھاری کوئی عزت و حیثیت نہیں ہے، اگر تمھارا خاندان اور بھائی بند نہ ہوتے، تو تمھاری گستاخی پر ہم تمھیں سنگسار کر دیتے۔

قوم کی اس بات سے حضرت شعیب علیہ السلام کو بڑا افسوس و تعجب ہوا۔ کہنے لگے: اے میری قوم کے لوگو! تم میرے خاندان سے ڈرتے ہو جو بہر حال انسان ہیں، مٹی سے ان کا جسم بنا ہے، طرح طرح کی بیماریوں کا شکار ہوتے ہیں اور آئے دن کوئی نہ کوئی موت

کا لقمہ بنتا رہتا ہے اور ایک دن سب ختم ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں ان کی حیثیت ایک ذرہ کے برابر بھی نہیں ہے، وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، اس کی قدرت و طاقت ہماری حد و حساب سے باہر ہے۔ تم پر تعجب ہے کہ میرے خاندان سے ڈرتے ہو اور اللہ کے غضب سے نہیں ڈرتے اور اسے تم نے پس پشت ڈال دیا۔ حالانکہ وہ تمھارے ایک ایک عمل سے باخبر ہے۔

الفاظ و معانی: پلے نہ پڑنا: سمجھ میں نہ آنا۔ تسلیم کرنا: ماننا۔ عناد: سرکشی، ضد۔ خرد: سمجھ۔ حامی: مددگار۔ پس پشت: پیٹھ کے پیچھے۔ پس پشت ڈالنا: بے پروائی کرنا۔

۹ نویں مہینے میں ۱۰ دن پڑھائیں

سبق ۱۶ قوم کی دھمکی

حضرت شعیب علیہ السلام اپنی قوم کو برابر سمجھاتے رہے اور انھیں راہ راست پر لانے کے لیے جان توڑ کوشش کرتے رہے۔ ایک دن قوم کے متکبر اور گھمنڈی سرداروں نے کہا: اے شعیب! تم نے ہمارا چین و سکون غارت کر دیا ہے۔ اب تم اپنی پند و نصیحت سے باز آجاؤ، ورنہ ہم تمھیں اور تمھارے ساتھ ایمان لانے والوں کو اپنے ملک سے جلاوطن کر دیں گے اور یا تو تم سب کو اپنے دین میں جبراً واپس لائیں گے۔ سرداروں کی اس دھمکی سے حضرت شعیب علیہ السلام بالکل ہراساں نہ ہوئے اور نہ گھبرائے؛ بلکہ ایک با غیرت اور باضمیر انسان کی طرح ان کا جواب دیا۔ انھوں نے فرمایا: ہم تمھارے دین سے نفرت و بے زاری کا اظہار کرتے ہیں، کیا اس نفرت کے باوجود زبردستی تم اپنے کفر یہ مذہب کو ہم پر تھوپ دو گے؟ یہ بالکل ناممکن اور محال ہے کہ ہم تمھارے دین و دھرم

میں آجائیں، جبکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہمیں کفر و شرک سے بچالیا ہے، اور اگر ہم تمھارے دین میں لوٹ آئیں گے تو یقیناً ہم اللہ پر جھوٹا بہتان باندھیں گے۔

شعیب علیہ السلام کے اس جواب سے وہ لاجواب ہوگئے اور بغلیں جھانکنے لگے، جب کچھ نہ بن پڑا تو مارے غصے کے آپے سے باہر ہوگئے اور شعیب علیہ السلام پر ویسا ہی الزام عائد کرنے لگے جیسا کہ ان سے پہلے لوگوں نے اپنے اپنے نبیوں پر عائد کیا تھا۔ کہنے لگے ایسا لگتا ہے کہ تم سحر زدہ ہو اور جادو کے اثر سے بے سروپا باتیں کر رہے ہو اور آخر تم بھی ہماری ہی طرح ایک بشر ہو، ہم کیوں کر تمھاری اتباع کریں اور تمھارے بارے میں ہمارا گمان یہ ہے کہ تم جھوٹے ہو اور تمھاری ساری باتیں جھوٹی ہیں اور اگر سچے ہو تو لے آؤ وہ عذاب جس کی تم ہمیں دھمکی دیتے ہو اور گرادو ہم پر آسمان کا ایک ٹکڑا۔

پھر ان سرداروں نے پوری قوم کو حضرت شعیب علیہ السلام کے خلاف ورغلانا شروع کر دیا، کہنے لگے: قوم کے لوگو! کان کھول کر سن لو! اگر تم شعیب کی اتباع کرو گے تو یقیناً بڑے خسارے سے دوچار ہو گے۔

حضرت شعیب علیہ السلام قوم کی اس گفتگو سے بڑے رنجیدہ ہوئے اور کہنے لگے: اے قوم! تم اپنا کام کرو، میں اپنا کام کروں گا اور ہدایت پر ثابت قدم رہوں گا۔ عنقریب تمھیں پتہ چل جائے گا کہ کون سچا ہے اور کون جھوٹا، کون رسوا کن عذاب سے دوچار ہوتا ہے اور کسے نجات ملتی ہے، سب معلوم ہو جائے گا۔ اب میں اللہ کے فیصلے کا منتظر ہوں اور تم بھی اس کے فیصلے کا انتظار کرو۔ اس کے بعد آپ نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے

اور یہ دعا کی: اے ہمارے پروردگار! ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ فرما دے اور تو ہی بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔

الفاظ و معانی: جلا وطن کرنا: شہر سے نکال دینا۔ جبراً: زبردستی۔ ہراساں: خوف زدہ۔ باغیرت: حیا والا۔ باضمیر: دل والا۔ بے زاری: ناراضگی۔ بہتان باندھنا: غلط الزام لگانا۔ بغلیں جھانکنا: شرمندہ ہونا۔ آپے سے باہر ہو جانا: غصے سے ہوش کھو دینا۔ ورغلانا: بہکانا، بھڑکانا۔ خسارہ: نقصان۔ رسوا کن: بے عزت کرنے والا۔ نجات: چھٹکارا۔ منتظر: انتظار کرنے والا۔

۹	۱۰ مہینے میں	۱۴ دن پڑھائیں	تاریخ		دستخط معلم		دستخط سرپرست	

سبق ۱۷ سرکش قوم کا انجام

حضرت شعیب علیہ السلام نے قوم تک اللہ کا پیغام پہونچا دیا۔ ان پر اللہ کی حجت قائم کردی، اور تبلیغ کے فریضے کو پوری طرح ادا کر دیا؛ لیکن چند لوگوں کے سوا باقی سارے لوگ کفر و شرک اور حق کی مخالفت پر جمے رہے؛ بلکہ رفتہ رفتہ اس میں ترقی ہی کرتے رہے اور ان کی جرأت و بیباکی یہاں تک پہونچ گئی کہ حضرت شعیب علیہ السلام پر الزام عائد کرنے لگے، ان کی شان میں علی الاعلان گستاخی کرنے لگے اور حد تو یہ کہ خود اپنی جانوں کے دشمن بن گئے اور عذاب کا مطالبہ کرنے لگے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ حتمی فیصلہ ہے کہ جب اس کے رسول حق بات کو پوری طرح پہونچا دیتے ہیں، پھر بھی اگر باطل پر اصرار کیا جاتا ہے، پیغمبر کی صداقت کا مذاق اڑایا جاتا ہے اور حق کی اشاعت میں روڑے اٹکائے جاتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کا عذاب ایسی مجرمانہ زندگی کا فیصلہ اور خاتمہ کر دیتا ہے۔

چنانچہ جب اہل مدین کی سرکشی کا پیمانہ لبریز ہوگیا تو حضرت شعیب علیہ السلام اہل ایمان کو لے کر وہاں سے کوچ کر گئے، اللہ کا عذاب ان کے سر پہ آدھمکا، دیکھتے ہی دیکھتے سیاہ اور گھنے بادلوں کے جھنڈ کے جھنڈ چھا گئے، جس میں سے آگ کے شعلے اور چنگاریاں برسنے لگیں، پھر اچانک آسمان سے ہولناک اور جگر پاش آواز آئی اور نیچے سے سخت زلزلہ آیا، جس سے چشم زدن میں سب کچھ ملیا میٹ ہوگیا، آناً فاناً پوری بستی خاک کا ڈھیر ہوگئی، ان کی دولت کے وہ انبار جس کے لیے نہ جانے کتنوں کے حق غصب کیے تھے۔ کتنوں کی زندگی کے چراغ گل کیے تھے، سب کچھ ان کے ساتھ دفن ہو کر رہ گیا اور صبح ہوئی تو بستی کا منظر ہی عجیب تھا، نہ شور، نہ غل، نہ مکیں، نہ مکاں، سب کچھ ختم ہوگیا، ایسا لگتا تھا کہ جیسے یہاں کبھی کوئی آباد ہی نہ تھا۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو حق کی مخالفت، ناپ تول میں کمی اور کسی کا حق مارنے سے محفوظ رکھے آمین۔

سبحان ربك رب العزة عما يصفون وسلام على المرسلين والحمد لله رب العٰلمين۔

الفاظ و معانی: حجت: دلیل۔ گستاخی: بے ادبی۔ حتمی: پکا۔ اصرار: ضد۔ اشاعت کرنا: پھیلانا۔ پیمانہ: ناپنے کا برتن۔ لبریز ہونا: بھرجانا۔ کوچ کرنا: سفر پر روانہ ہونا۔ جگر پاش: دل کو پھاڑ دینے والا۔ چشم زدن: پلک جھپکتے۔ ملیا میٹ ہونا: تباہ و برباد ہونا۔ آناً فاناً: تھوڑی ہی دیر میں۔ زندگی کا چراغ گل کرنا: قتل کر دینا۔ مکین: مکان میں رہنے والا۔

۱۰ دسویں مہینے میں ۲۰ دن پڑھائیں	تاریخ		دستخط معلم		دستخط سرپرست	

پہلے مہینے کے سوالات

قرآن	علم تجوید	: صفت کو لغت اور اصطلاح میں کیا کہتے ہیں؟ حروف مستعلیہ اور حروف شدیدہ کتنے ہیں؟ اور کسے کہتے ہیں؟
	حفظ سورۃ	: سورۂ علق اور سورۂ بینہ سنائیے۔
حدیث	آداب ودعائیں	: دسترخوان اٹھانے، افطار کے پہلے اور بعد کی دعائیں ترجمے کے ساتھ سنائیے۔
عقائد، مسائل	عقائد	: ① کیا اللہ تعالی سارے عالم کو فنا کرنے کے بعد دوبارہ وجود میں لانے پر قادر ہے؟ ② حی کا معنی اور اس کا مطلب بتائیے۔ ③ رسول اور نبی میں کیا فرق ہے؟
اسلامی تربیت	سیرت	: ① حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی کوشش سے کون کون لوگ مسلمان ہوئے؟ ② حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا واقعہ سنائیے۔ ③ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر سن کر کیا کیا؟
زبان	عربی	: ① دَرْسُ الْكِتَابِ، دُكَّانُ الْفَاكِهَانِيِّ بَعِيْدٌ، شُرْطِيُّ الْمُرُوْرِ نَشِيْطٌ کا اردو میں ترجمہ کریں۔ ② چھٹی کا دن، حوض کی مچھلی، قبر کا عذاب کا عربی میں ترجمہ کریں۔
	اردو	: عفو، غم گسار، راہ راست اور دو چند کے معنی بتائیے۔

دوسرے مہینے کے سوالات

قرآن	علم تجوید	: حرف تفشی، حرف استطالت اور حروف لینہ کون کون سے ہیں؟ اور کسے کہتے ہیں؟
	حفظ سورۃ	: سورۂ بلد سنائیے۔
حدیث	آداب ودعائیں	: وضو کے بعد کی دعا اور مغرب کی اذان کے وقت کی دعا ترجمے کے ساتھ سنائیے۔
عقائد، مسائل	عقائد	: ① انبیاء اور رسولوں کی تعداد کے متعلق کیا عقیدہ ہونا چاہیے؟ ② نبی اور رسول کے بارے میں ضروری عقیدے بتائیے۔ ③ مقام محمود اللہ تعالی کس کو عطا فرمائیں گے؟

اسلامی تربیت	سیرت	:	① کچھ قبیلوں نے حضور ﷺ کی وفات کی خبر سننے پر کس چیز کے دینے کا انکار کیا؟ ② کن کن لوگوں نے نبوت کا دعوی کیا اور حضرت ابو بکرؓ نے ان کے ساتھ کیا کیا؟ ③ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے قرآن جمع کرنے کا کام شروع کیا تو کیا اعلان کیا؟
زبان	عربی	:	① خَرِيطَةُ الْهِنْدِ عَلَى الْجِدَارِ. قَفَصُ الطَّيْرِ ذَهَبِيٌّ. أَيُّ تِلْمِيْذٍ نَاجِحٌ؟ کا اردو میں ترجمہ کریں۔ ② خالد کی گاڑی قیمتی ہے، ٹرین کا ڈرائیور چست ہے، گھر کا دروازہ کشادہ ہے، کا عربی میں ترجمہ کریں۔
	اردو	:	قبیح، خوگر، زمرہ، اور جاں فشانی کے معنی بتائیے۔

تیسرے مہینے کے سوالات

قرآن	علم تجوید	:	حروف قلقلہ اور حروف غنہ کتنے ہیں؟ اور کسے کہتے ہیں؟
	حفظ سورۃ	:	سورۂ شمس کی بارہ آیتیں سنائیے۔
حدیث	آداب ودعائیں	:	چھینکنے اور تھوکنے کے آداب بتائیے۔
عقائد، مسائل	عقائد	:	① آپ ﷺ کے ساتھ کیسی محبت رکھنی چاہیے؟ ② کیا اسلام کے علاوہ کسی اور مذہب کی اتباع جائز ہے؟ ③ حضرت عیسی علیہ السلام کس کی شریعت پر عمل کریں گے؟
اسلامی تربیت	سیرت	:	① حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے کچھ اوصاف بیان کیجیے۔ ② حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ بیان کیجیے۔ ③ مسلمانوں کی فوج نے دریائے دجلہ کو کس طرح پار کیا؟
زبان	عربی	:	① أَنَا ذَاهِبٌ إِلَى بَيْتِي يَوْمَ الْأَحَدِ. مَتَى مُعَلِّمُكَ رَاجِعٌ؟. فَوْقَ الطَّاوِلَةِ كِتَابٌ وَقَلَمٌ وَمِرْسَامٌ کا اردو میں ترجمہ کریں۔ ② کون سا طالب علم محنتی ہے، تمھاری چھٹی کب ہوگی، تم اپنے گھر کب جاؤ گے کا عربی میں ترجمہ کریں۔
	اردو	:	تلخ گوئی، پارسائی، کانوں پر جوں نہ رینگنا، لغزش اور حتی المقدور کے معنی بتائیے۔

چوتھے مہینے کے سوالات

قرآن	علم تجوید	: پر اور باریک ہونے کے اعتبار سے حروف کی کتنی قسمیں ہیں اور کون کون سی؟ حروف مستفلہ بتائیے۔
	حفظ سورۃ	: سورۂ شمس سنائیے اور سورۂ لیل کی دس آیتیں سنائیے۔
حدیث	آداب ودعائیں	: ① جب بارش نہ برسے تو کون سی دعا پڑھیں گے؟ ② تیل لگانے کے آداب سنائیے۔
عقائد، مسائل	عقائد	: ① صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ارشاد فرمایا؟ ② خلیفہ کسے کہتے ہیں؟
اسلامی تربیت	سیرت	: ① حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ہرمزان کے پہنچنے کا واقعہ بیان کیجیے۔ ② حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عدالت میں جانے کا واقعہ بیان کیجیے۔ ③ رات کو گشت کرتے وقت عورت کا جو واقعہ پیش آیا اسے بیان کیجیے۔
زبان	عربی	: ذٰلِكَ الْوَلَدُ مَشْغُوْلٌ بِالْقِرَاءَةِ ، مَجَلَّةٌ شَهْرِيَّةٌ، زَهْرٌ بَاسِمٌ، وَرَقٌ رَدِيٌّ کا اردو میں ترجمہ کریں۔
	اردو	: متواضع، خاوند، نووارد اور ہتک کے معنی بتائیے۔

پانچویں مہینے کے سوالات

قرآن	علم تجوید	: الف م ور لا کب پر اور کب باریک پڑھے جاتے ہیں، مثال کے ساتھ بتائیے۔
	حفظ سورۃ	: سورۂ بلد اور سورۂ لیل سنائیے۔
حدیث	آداب ودعائیں	: سفر سے لوٹنے اور منزل پر پہنچنے کی دعا ترجمے کے ساتھ سنائیے۔
عقائد، مسائل	عقائد	: ① کیا کرامت کا ظاہر ہونا ولی ہونے کے لیے شرط ہے؟ ② کیا کوئی ولی نبی اور صحابی کے درجے کو پہنچ سکتا ہے؟ ③ کفار کے تہواروں میں شرکت کا کیا حکم ہے؟

اسلامی تربیت	سیرت	:	① حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے چند کارنامے بیان کیجیے۔ ② حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ بیان کیجیے۔ ③ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کیا کہا اور انھوں نے اس کا کیا جواب دیا؟
زبان	عربی	:	① مَاءٌ عَذْبٌ، اَلْعُطْلَةُ السَّنَوِيَّةُ، اَلْخَزَّانُ الْكَبِيْرُ کا اردو میں ترجمہ کریں۔ ② ایک قیمتی کتاب، کوئی نیک امام، ایک خوب صورت پھول کا عربی میں ترجمہ کریں۔
	اردو	:	آشیانہ، سنگ باری، ناپید اور نگہ داشت کے معنی بتائیے۔

چھٹے مہینے کے سوالات

قرآن	علم تجوید :	:	را کی کتنی حالتیں ہیں اور کون کون سی؟ رامتحرک کے قاعدے بتائیے۔
	درس قرآن	:	① سورۂ فاتحہ، سورۂ فلق اور سورۂ ناس ترجمے کے ساتھ سنائیے۔ ② سورۂ اخلاص کی فضیلت بتائیے۔
حدیث	درس حدیث	:	حدیث نمبر ۱ / تا ۵ / ترجمے کے ساتھ سنائیے۔
عقائد، مسائل	مسائل	:	① تیمّم کرنا کب جائز ہے؟ ② تیمّم کرنے کا کیا طریقہ ہے؟
	نماز	:	نماز جنازہ پڑھنے کا طریقہ بتائیے۔
اسلامی تربیت	آسان دین	:	① مسجد کے چند آداب بتائیے۔ ② ہدیہ لینے دینے سے کیا فائدہ ہوتا ہے؟ ③ ہجری تاریخ کی ابتدا کب سے ہوئی؟
زبان	عربی	:	① هٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ. اَلْعَرَبِيُّ لِسَانٌ قَدِيْمٌ. لِلّٰهِ حَمْدٌ كَثِيْرٌ کا اردو میں ترجمہ کریں۔ ② میٹھا انجیر، گرم چائے، سست طالب علم کا عربی میں ترجمہ کریں۔
	اردو	:	بصیرت، شاہ راہ، سنگ دل، انبار، اور ایندھن کے معنی بتائیے۔

ساتویں مہینے کے سوالات

قرآن	علم تجوید	: راساکن کے قاعدے بتائیے۔ راساکن کو باریک پڑھنے کی تین شرطیں کون کون سی ہیں؟
	درس قرآن	: ① اللہ ایک ہے، اس میں کن لوگوں کے عقیدوں کی نفی کی گئی ہے؟ ② سورۂ لہب کے نزول کا واقعہ بیان کیجیے۔
حدیث	درس حدیث	: ① حدیث نمبر ۶ رمیں کیا ہدایت دی گئی ہے؟ ② جوامع الکلم کسے کہتے ہیں؟
عقائد، مسائل	مسائل	: ① تیمّم کن چیزوں سے ٹوٹ جاتا ہے؟ ② زخم پر مسح کرنا کب جائز ہے؟ ③ پٹی پر مسح کا کیا حکم ہے؟
	نماز	: بالغ مرد وعورت کی نماز جنازہ میں کون سی دعا پڑھی جاتی ہے؟
اسلامی تربیت	آسان دین	: ① اسلام نے چوری کی کیا سزا بتائی ہے؟ ② جنگ آزادی میں حصہ لینے والے جانبازوں کے نام بتائیں۔ ③ رسول اللہ ﷺ نے حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کو خواب میں کس حالت میں دیکھا؟
زبان	عربی	: ① خَرِيْطَتَانِ، نَجْمَانِ، مُمَرِّضَتَانِ کا اردو میں ترجمہ کریں۔ ② زَهْرٌ، مَمْلَكَةٌ، لَيْلَةٌ، جِدَارٌ کا تثنیہ بنائیں۔
	اُردو	: وسعت، خاکستر، کجی اور تنگ دستی کے معنی بتائیے۔

آٹھویں مہینے کے سوالات

قرآن	علم تجوید	: راساکن سے پہلے یا ساکن ہو تو راساکن کو پر پڑھیں گے یا باریک؟ مثال دیجیے۔
	درس قرآن	: ① سورۂ لہب کا ترجمہ سنائیے۔ ② ابولہب کس طرح ہلاک ہوا؟
حدیث	درس حدیث	: ① حدیث نمبر ۷ رمیں نیک بندوں کو کس بات کی خوش خبری دی گئی ہے؟ ② حدیث قدسی کسے کہتے ہیں؟ ③ عام طور پر قبر کا عذاب کس وجہ سے ہوتا ہے؟

عقائد، مسائل	مسائل	: ① مکروہ کسے کہتے ہیں؟ ② نماز کے چند مکروہات بتائیے۔
	نماز	: بچے اور بچی کی نماز جنازہ میں کون کون سی دعا پڑھی جاتی ہے؟
اسلامی تربیت	آسان دین	: ① ٹی وی دیکھنے کے نقصانات بتائیے۔ ② اگر کوئی شخص ہمارے درمیان چغل خوری کرے تو ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ ③ درود شریف پڑھنے کی فضیلت بیان کیجیے۔
زبان	عربی	: ① أَنْتُمَا مُجْتَهِدَانِ. هُمَا رَاشِدٌ وَحَامِدٌ. اَلشَّجَرَتَانِ مُثْمِرَتَانِ کا اردو کا اردو میں ترجمہ کیجیے۔ ② وہ دونوں سچے ہیں، تم دونوں بہن ہو، وہ دونوں لمبے ہیں کا عربی میں ترجمہ کریں۔
	اردو	: ردعمل، پیچیدہ، باوقار اور قانع کے معنی بتائیے۔

نویں مہینے کے سوالات

قرآن	علم تجوید	: گذشتہ سالوں میں آئے ہوئے قواعد سے سوال کریں۔
	درس قرآن	: ① سورۂ نصر میں آپ ﷺ کو کس بات کی خوش خبری دی گئی ہے؟ ② سورۂ کافرون کے نزول کا واقعہ سنائیے۔
حدیث	درس حدیث	: ① حدیث نمبر ۸ میں کیسے شخص کے بارے میں جنت کی بشارت ہے؟ ② حدیث پاک سے ہمیں کس طرح زندگی گزارنے کا سبق ملتا ہے؟
عقائد، مسائل	مسائل	: ① سجدۂ تلاوت کی فضیلت کیا ہے؟ ② سجدۂ تلاوت کب واجب ہوتا ہے؟
	نماز	: ① نماز اشراق کسے کہتے ہیں؟ ② نماز اشراق کی کیا فضیلت ہے؟
اسلامی تربیت	آسان دین	: ① سلام کے چند فائدے بیان کیجیے۔ ② مفلس انصاری صحابی رضی اللہ عنہ کو آپ نے کس طرح کاروبار کرنے کی ہدایت کی؟ واقعہ بیان کیجیے۔ ③ علم حاصل کرنے کے چند آداب بتائیے۔

زبان	عربی	:	① اَلْحَافِلَتَانِ وَاقِفَتَانِ، اَلرُّمَّانُ مُفِيْدٌ جِدًّا فِي الصَّيْفِ، قِنْوُ الْمَوْزِ مُعَلَّقٌ، کا اردو میں ترجمہ کریں۔ ② دو گلاب کھلے ہوئے ہیں، دو الماریاں بڑی ہیں، دو طالبہ کامیاب ہیں کا عربی میں ترجمہ کریں۔
	اردو	:	خرد، حامی، جبرًا اور ہراساں کے معنی بتائیے۔

دسویں مہینے کے سوالات

قرآن	علم تجوید	:	گذشتہ سالوں میں آئے ہوئے قواعد سے سوال کریں۔
	درس قرآن	:	① سورۂ کافرون کا ترجمہ کیجیے۔ ② سورۂ کافرون کی فضیلت بتائیے۔
حدیث	درس حدیث	:	① جھوٹی قسم کا کیا نقصان ہے؟ ② صدقہ کرنے کے کیا کیا فائدے ہیں؟ ③ حدیث نمبر ۱۰ میں کن تین اعمال کی ترغیب دی گئی ہے؟
عقائد، مسائل	مسائل	:	① مکروہ وقت میں سجدۂ تلاوت کا کیا حکم ہے؟ ② صبح صادق سے پہلے کن روزوں کی نیت کرنا ضروری ہے؟
	نماز	:	① نماز جنازہ کا کیا حکم ہے؟ ② نماز جنازہ پڑھنے کا کیا طریقہ ہے؟
اسلامی تربیت	آسان دین	:	① آپ ﷺ نے گالی دینے والے کے متعلق کیا فرمایا؟ ② گفتگو کے چند آداب بیان کیجیے۔ ③ قرآن کریم کی تلاوت کے چند آداب بتائیے۔
زبان	عربی	:	① عِنْدَهٗ خَيْرٌ كَثِيْرٌ وَثَوَابٌ عَظِيْمٌ، فَضْلُهٗ كَبِيْرٌ، كُلُّ شَيْءٍ مِنْ عِنْدِهٖ، کا عربی میں ترجمہ کریں۔ ② مَنِ الرَّازِقُ؟، مَنْ رَبُّكَ؟، مَنِ الْخَالِقُ؟ ان سوالات کا عربی میں جواب دیں۔
	اردو	:	سواکن، گستاخی، جگر پاش اور چشم زدن کے معنی بتائیے۔

نماز چارٹ کی ترتیب

عشا۔ع	مغرب۔م	عصر۔ع	ظہر۔ظ	فجر۔ف

○ اگر نماز جماعت سے ادا کی ہے تو یہ ✓ نشان لگائیں۔ جیسے ع✓

○ اگر بغیر جماعت کے نماز ادا کی ہے تو یہ ◯ نشان لگائیں۔ جیسے (ظ)

○ اور اگر قضا کرلی ہے تو یہ X نشان لگائیں۔ جیسے ظ X

○ اور اگر قضا بھی نہ کی ہو تو کوئی نشان نہ لگائیں۔ م ع

○ بتائے گئے طریقے کے مطابق تاریخ کے اعتبار سے نشان لگائیں۔

○ جو نماز جماعت سے نہیں پڑھی گئی اس کی ترغیب دیں اور جو نماز نہیں پڑھی گئی، اس کی قضا کروالیں۔

○ ہر مہینے کے ختم پر سرپرستوں سے دستخط کروائیں اور خود بھی دستخط کریں۔

DEENIYAT

جنوری

تاریخ	ف فجر	ظ ظہر	ع عصر	م مغرب	ع عشاء	حاضری حاضر/غیر حاضر
۱	ف	ظ	ع	م	ع	
۲	ف	ظ	ع	م	ع	
۳	ف	ظ	ع	م	ع	
۴	ف	ظ	ع	م	ع	
۵	ف	ظ	ع	م	ع	
۶	ف	ظ	ع	م	ع	
۷	ف	ظ	ع	م	ع	
۸	ف	ظ	ع	م	ع	
۹	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۰	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۱	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۲	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۳	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۴	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۵	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۶	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۷	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۸	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۹	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۰	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۱	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۲	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۳	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۴	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۵	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۶	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۷	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۸	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۹	ف	ظ	ع	م	ع	
۳۰	ف	ظ	ع	م	ع	
۳۱	ف	ظ	ع	م	ع	

دستخط معلم

فروری

تاریخ	ف فجر	ظ ظہر	ع عصر	م مغرب	ع عشاء	حاضری حاضر/غیر حاضر
۱	ف	ظ	ع	م	ع	
۲	ف	ظ	ع	م	ع	
۳	ف	ظ	ع	م	ع	
۴	ف	ظ	ع	م	ع	
۵	ف	ظ	ع	م	ع	
۶	ف	ظ	ع	م	ع	
۷	ف	ظ	ع	م	ع	
۸	ف	ظ	ع	م	ع	
۹	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۰	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۱	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۲	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۳	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۴	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۵	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۶	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۷	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۸	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۹	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۰	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۱	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۲	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۳	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۴	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۵	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۶	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۷	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۸	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۹	ف	ظ	ع	م	ع	

دستخط معلم

مارچ

تاریخ	ف فجر	ظ ظہر	ع عصر	م مغرب	ع عشاء	حاضری حاضر/غیر حاضر
۱	ف	ظ	ع	م	ع	
۲	ف	ظ	ع	م	ع	
۳	ف	ظ	ع	م	ع	
۴	ف	ظ	ع	م	ع	
۵	ف	ظ	ع	م	ع	
۶	ف	ظ	ع	م	ع	
۷	ف	ظ	ع	م	ع	
۸	ف	ظ	ع	م	ع	
۹	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۰	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۱	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۲	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۳	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۴	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۵	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۶	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۷	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۸	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۹	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۰	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۱	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۲	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۳	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۴	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۵	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۶	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۷	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۸	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۹	ف	ظ	ع	م	ع	
۳۰	ف	ظ	ع	م	ع	
۳۱	ف	ظ	ع	م	ع	

دستخط معلم

اپریل

تاریخ	ف فجر	ظ ظہر	ع عصر	م مغرب	ع عشاء	حاضری حاضر/غیر حاضر
۱	ف	ظ	ع	م	ع	
۲	ف	ظ	ع	م	ع	
۳	ف	ظ	ع	م	ع	
۴	ف	ظ	ع	م	ع	
۵	ف	ظ	ع	م	ع	
۶	ف	ظ	ع	م	ع	
۷	ف	ظ	ع	م	ع	
۸	ف	ظ	ع	م	ع	
۹	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۰	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۱	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۲	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۳	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۴	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۵	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۶	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۷	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۸	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۹	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۰	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۱	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۲	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۳	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۴	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۵	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۶	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۷	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۸	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۹	ف	ظ	ع	م	ع	
۳۰	ف	ظ	ع	م	ع	

دستخط معلم

مئی

تاریخ	ف فجر	ظ ظہر	ع عصر	م مغرب	ع عشاء	حاضری حاضر/غیر حاضر
۱	ف	ظ	ع	م	ع	
۲	ف	ظ	ع	م	ع	
۳	ف	ظ	ع	م	ع	
۴	ف	ظ	ع	م	ع	
۵	ف	ظ	ع	م	ع	
۶	ف	ظ	ع	م	ع	
۷	ف	ظ	ع	م	ع	
۸	ف	ظ	ع	م	ع	
۹	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۰	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۱	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۲	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۳	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۴	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۵	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۶	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۷	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۸	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۹	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۰	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۱	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۲	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۳	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۴	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۵	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۶	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۷	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۸	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۹	ف	ظ	ع	م	ع	
۳۰	ف	ظ	ع	م	ع	
۳۱	ف	ظ	ع	م	ع	

دستخط معلم

جون

تاریخ	ف فجر	ظ ظہر	ع عصر	م مغرب	ع عشاء	حاضری حاضر/غیر حاضر
۱	ف	ظ	ع	م	ع	
۲	ف	ظ	ع	م	ع	
۳	ف	ظ	ع	م	ع	
۴	ف	ظ	ع	م	ع	
۵	ف	ظ	ع	م	ع	
۶	ف	ظ	ع	م	ع	
۷	ف	ظ	ع	م	ع	
۸	ف	ظ	ع	م	ع	
۹	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۰	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۱	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۲	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۳	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۴	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۵	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۶	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۷	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۸	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۹	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۰	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۱	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۲	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۳	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۴	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۵	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۶	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۷	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۸	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۹	ف	ظ	ع	م	ع	
۳۰	ف	ظ	ع	م	ع	

دستخط معلم

DEENIYAT

جولائی

تاریخ	ف فجر	ظ ظہر	ع عصر	م مغرب	ع عشاء	حاضری حاضر/غیر حاضر
۱	ف	ظ	ع	م	ع	
۲	ف	ظ	ع	م	ع	
۳	ف	ظ	ع	م	ع	
۴	ف	ظ	ع	م	ع	
۵	ف	ظ	ع	م	ع	
۶	ف	ظ	ع	م	ع	
۷	ف	ظ	ع	م	ع	
۸	ف	ظ	ع	م	ع	
۹	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۰	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۱	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۲	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۳	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۴	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۵	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۶	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۷	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۸	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۹	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۰	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۱	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۲	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۳	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۴	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۵	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۶	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۷	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۸	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۹	ف	ظ	ع	م	ع	
۳۰	ف	ظ	ع	م	ع	
۳۱	ف	ظ	ع	م	ع	

دستخط معلم

اگست

تاریخ	ف فجر	ظ ظہر	ع عصر	م مغرب	ع عشاء	حاضری حاضر/غیر حاضر
۱	ف	ظ	ع	م	ع	
۲	ف	ظ	ع	م	ع	
۳	ف	ظ	ع	م	ع	
۴	ف	ظ	ع	م	ع	
۵	ف	ظ	ع	م	ع	
۶	ف	ظ	ع	م	ع	
۷	ف	ظ	ع	م	ع	
۸	ف	ظ	ع	م	ع	
۹	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۰	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۱	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۲	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۳	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۴	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۵	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۶	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۷	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۸	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۹	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۰	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۱	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۲	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۳	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۴	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۵	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۶	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۷	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۸	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۹	ف	ظ	ع	م	ع	
۳۰	ف	ظ	ع	م	ع	
۳۱	ف	ظ	ع	م	ع	

دستخط معلم

ستمبر

تاریخ	ف فجر	ظ ظہر	ع عصر	م مغرب	ع عشاء	حاضری حاضر/غیر حاضر
۱	ف	ظ	ع	م	ع	
۲	ف	ظ	ع	م	ع	
۳	ف	ظ	ع	م	ع	
۴	ف	ظ	ع	م	ع	
۵	ف	ظ	ع	م	ع	
۶	ف	ظ	ع	م	ع	
۷	ف	ظ	ع	م	ع	
۸	ف	ظ	ع	م	ع	
۹	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۰	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۱	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۲	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۳	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۴	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۵	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۶	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۷	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۸	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۹	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۰	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۱	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۲	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۳	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۴	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۵	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۶	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۷	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۸	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۹	ف	ظ	ع	م	ع	
۳۰	ف	ظ	ع	م	ع	

دستخط معلم

DEENIYAT

اکتوبر

تاریخ	ف فجر	ظ ظہر	ع عصر	م مغرب	ع عشاء	حاضری حاضر/غیر حاضر
۱	ف	ظ	ع	م	ع	
۲	ف	ظ	ع	م	ع	
۳	ف	ظ	ع	م	ع	
۴	ف	ظ	ع	م	ع	
۵	ف	ظ	ع	م	ع	
۶	ف	ظ	ع	م	ع	
۷	ف	ظ	ع	م	ع	
۸	ف	ظ	ع	م	ع	
۹	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۰	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۱	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۲	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۳	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۴	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۵	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۶	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۷	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۸	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۹	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۰	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۱	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۲	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۳	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۴	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۵	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۶	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۷	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۸	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۹	ف	ظ	ع	م	ع	
۳۰	ف	ظ	ع	م	ع	
۳۱	ف	ظ	ع	م	ع	

دستخط معلم

نومبر

تاریخ	ف فجر	ظ ظہر	ع عصر	م مغرب	ع عشاء	حاضری حاضر/غیر حاضر
۱	ف	ظ	ع	م	ع	
۲	ف	ظ	ع	م	ع	
۳	ف	ظ	ع	م	ع	
۴	ف	ظ	ع	م	ع	
۵	ف	ظ	ع	م	ع	
۶	ف	ظ	ع	م	ع	
۷	ف	ظ	ع	م	ع	
۸	ف	ظ	ع	م	ع	
۹	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۰	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۱	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۲	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۳	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۴	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۵	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۶	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۷	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۸	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۹	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۰	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۱	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۲	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۳	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۴	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۵	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۶	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۷	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۸	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۹	ف	ظ	ع	م	ع	
۳۰	ف	ظ	ع	م	ع	

دستخط معلم

دسمبر

تاریخ	ف فجر	ظ ظہر	ع عصر	م مغرب	ع عشاء	حاضری حاضر/غیر حاضر
۱	ف	ظ	ع	م	ع	
۲	ف	ظ	ع	م	ع	
۳	ف	ظ	ع	م	ع	
۴	ف	ظ	ع	م	ع	
۵	ف	ظ	ع	م	ع	
۶	ف	ظ	ع	م	ع	
۷	ف	ظ	ع	م	ع	
۸	ف	ظ	ع	م	ع	
۹	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۰	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۱	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۲	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۳	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۴	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۵	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۶	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۷	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۸	ف	ظ	ع	م	ع	
۱۹	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۰	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۱	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۲	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۳	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۴	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۵	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۶	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۷	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۸	ف	ظ	ع	م	ع	
۲۹	ف	ظ	ع	م	ع	
۳۰	ف	ظ	ع	م	ع	
۳۱	ف	ظ	ع	م	ع	

دستخط معلم

ماہانہ حاضری وغیر حاضری چارٹ

مہینہ	کل ایام تعلیم	ایام حاضری	ایام غیر حاضری	دستخط معلم	دستخط سرپرست
جنوری					
فروری					
مارچ					
اپریل					
مئی					
جون					
جولائی					
اگست					
ستمبر					
اکتوبر					
نومبر					
دسمبر					

DEENIYAT